ہفت روزہ
احوال
کراچی
۲ تا ۸ اگست ۹۰ء



نواز شریف نے پرانے سندھیوں کے علاقے میں نہ جاکر نسلی ولسانی تعصب کو مزید ہوا دی ہے!

شاہ صاحب!
ہم تنہا بیت جمائے
سروت پر ہاتھ رکھیں

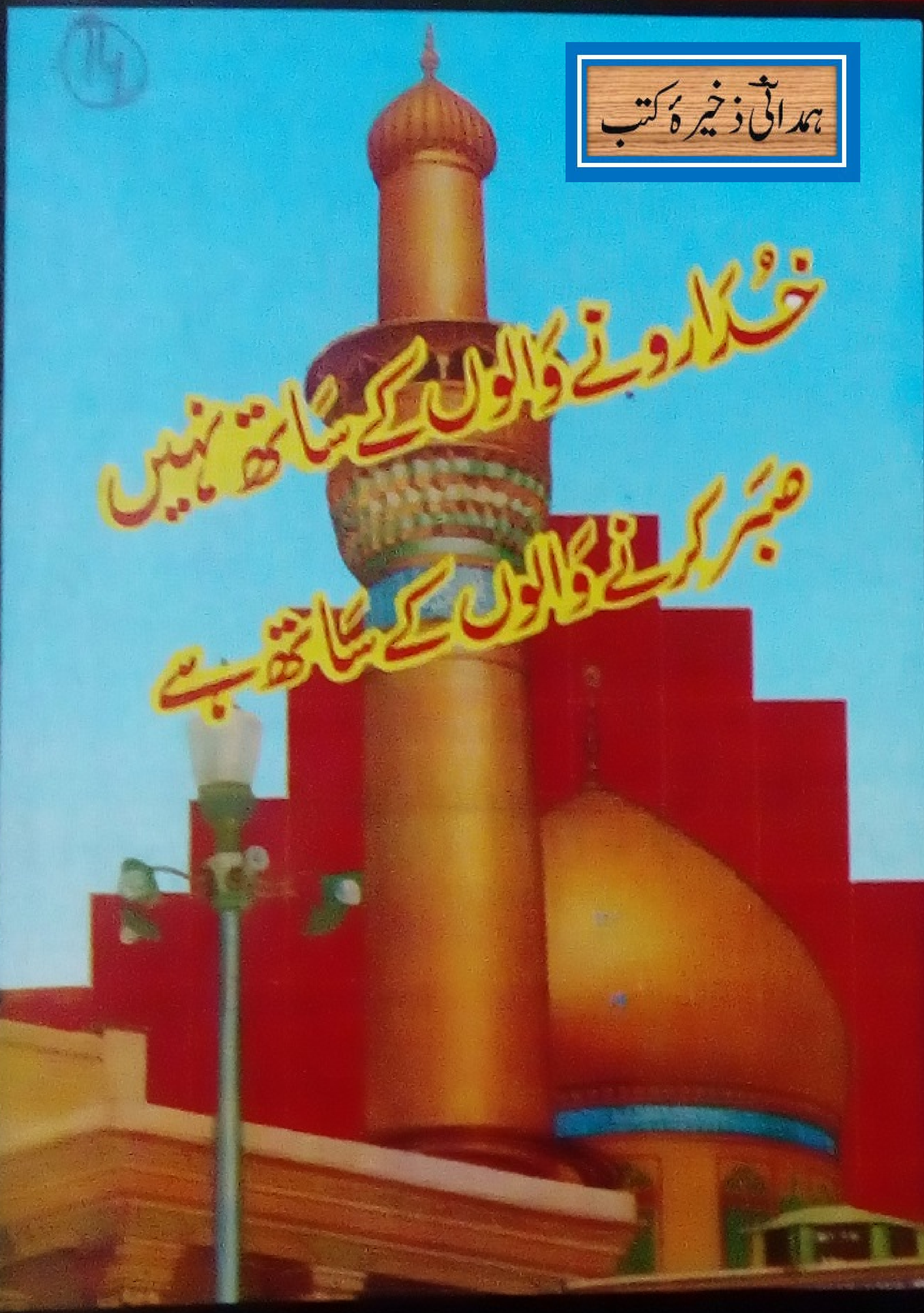
شاہ فرید الحق کا
دورۂ حیدرآباد



عالم اسلام کی سطح پر بین الاسلامی کمیٹی تشکیل دی جائے جو حج کے انتظامات کرے۔

• بہتر انتظام کرنے اور حادثات سے بچنے کے لئے بین المسلمین حج کانفرنس طلب کی جائے۔

• شاہ فہد کا جہاز ہوا میں اڑتا ہوا ایک محل ہے جس کی کل لاگت ۳ ارب ڈالر سے زیادہ ہے۔



ہفت روزہ

احوال

کراچی

جلد ۲ شمارہ ۱۱

اشاعت ۲ تا ۸ اگست سنہ ۱۹۹۰ء

قیمت ۸ روپے

ایڈیٹر و پبلشر: محمد احمد صدیقی — مدیر اعلیٰ: ابوجلید

14

اس شمارے میں

زرِ تعاون سالانہ

پاکستان	۳۰۰	روپے
سعودی عرب	۲۰۰	ریال
متحدہ عرب امارات	۲۰۰	درہم
بھارت و بنگلہ دیش	۴۵	امریکی ڈالر
افریقہ و ایشیاء	۵۰	امریکی ڈالر
یورپ	۵۵	امریکی ڈالر
امریکہ و آسٹریلیا	۶۰	امریکی ڈالر

زرِ تعاون پاکستانی کرنسی میں کسی اپنے بینک کی معرفت ارسال فرمائیں جس کی کراچی میں برانچ ہو۔

دفتر رابطہ

۶۱۲ یونی شاپنگ سینٹر
ریجنسی مال عبداللہ ہارون روڈ صدر کراچی
فون: ۵۱۲۷۷۵

نائب مدیر: راؤ توفیق احمد
مدیر منتظم: محمد عثمان خان نوری

مجلسِ ادارت

ڈاکٹر طلحہ صدیقی
ڈاکٹر جاوید اختر
رئیس الرحمٰن

ٹائیٹل ڈیزائن: مسرور خان

انتظامیہ

جنرل منیجر: اشتیاق احمد نورانی
سرکولیشن: محمد نعیم
اشتہارات: محمد عقیل پاشا
فوٹو گرافر: محمد احمد

اندرونِ ملک نمائندے

اسلام آباد: اکرام قریشی
لاہور: ایوب ندیم
ملتان: محمد ارشد خرم
حیدرآباد: محمد حسین قریشی
کوئٹہ: مولانا حبیب احمد
پشاور: ع۔ ع خٹک

بیرونِ ملک نمائندے

برطانیہ: محمد منور — سعودی عرب: گلزار احمد
امریکہ: محمد جنید صدیقی
متحدہ عرب امارات: محمد رفیق

پبلشر محمد احمد صدیقی نے النور پبلیکیشنز کے تحت پرنٹر ارشاد احمد خان مشرق پریس ۱۰۶ کورٹ روڈ سے چھپوا کر ۶۱۲ یونی شاپنگ سینٹر ریجنسی مال شاہراہ عراق صدر کراچی سے شائع کیا

روشنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ، ہرگز انہیں مردہ نہ خیال نہ کرنا ، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں ، شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں ، اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم ، خوشیاں مناتے ہیں ، اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ اللہ ضائع نہیں کرتا ، اجر مسلمانوں کا ۔

آل عمران آیت ۱۶۹ - ۱۷۱

(کنز الایمان)

صحیح بخاری شریف میں مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جس کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کرکے حاصل کیا ہے ، اور بیشک اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے ، حلال سے یا حرام سے ۔

(بہار شریعت)

اداریہ

مسلم قومیت کا نظریہ ہماری بقاء سلامتی اور استحکام کا ضامن ہے

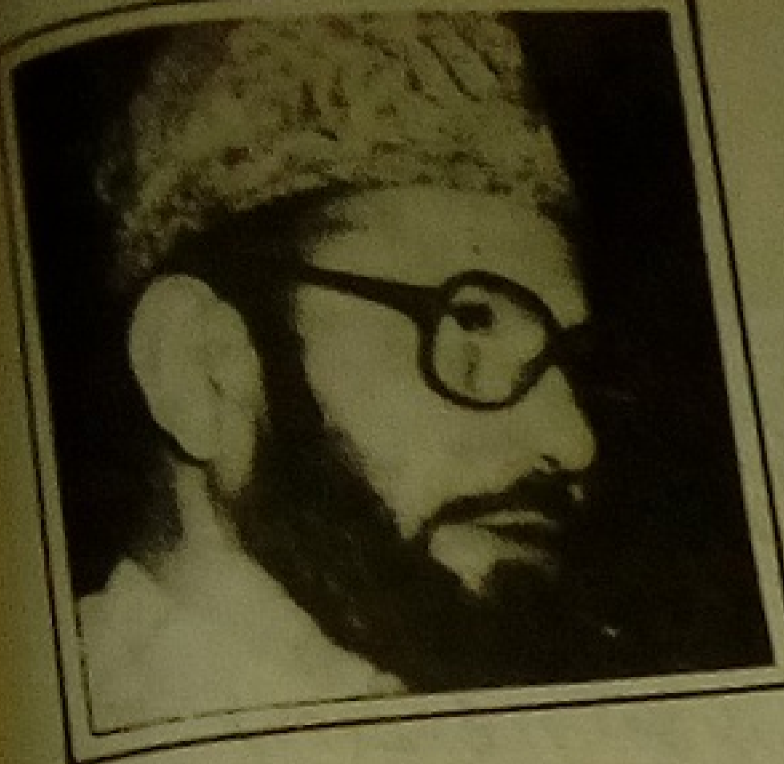
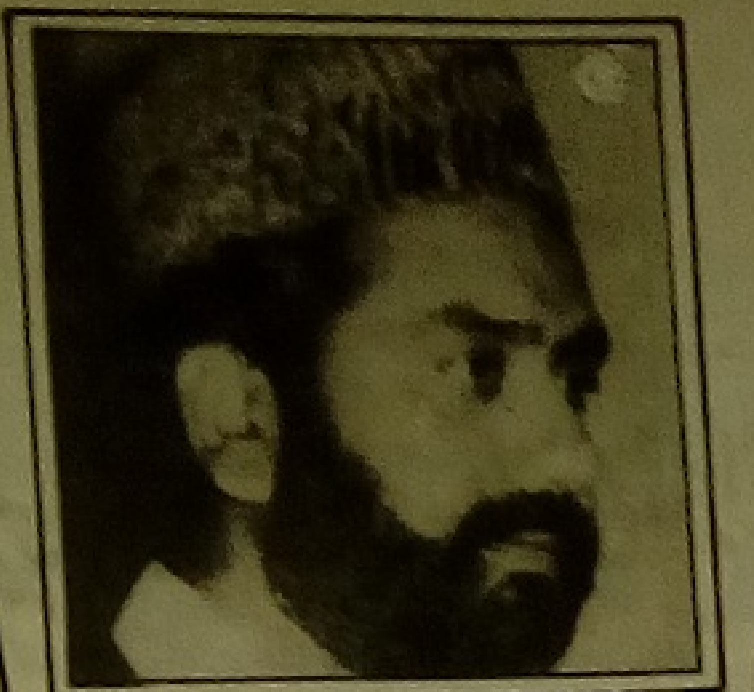
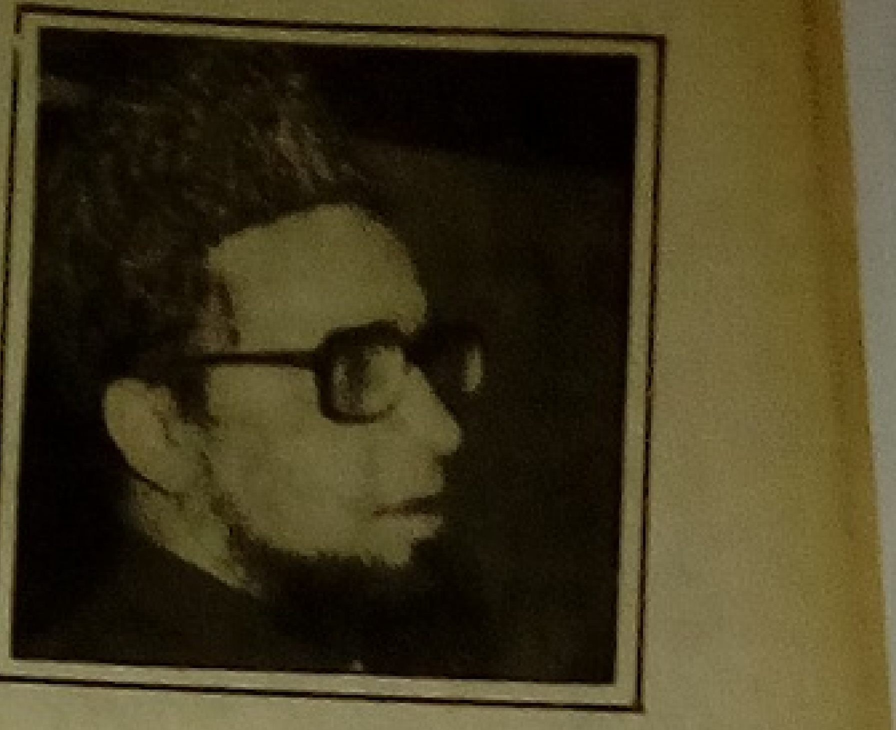
محرم الحرام کے موقع پر قوم کو جتنی ضرورت اتحاد و اخوت کا سبق پڑھنے کی ہوتی ہے اتنی اور کسی موقع پر نہیں ہوتی۔ مسلمانوں کا ہر فرقہ یا حسین پڑھتا ہے کوئی بھی امام حسین کی شہادت کی عظمت کا منکر نہیں پھر ایسی نامدار غیر متنازعہ شخصیت کی یاد منانے کے موقع پر یہ جھگڑا فساد کیوں ہوتا ہے؟ یہ بات ہر سچے مسلمان کے لیے پریشانی کا باعث ہے

ماہ محرم کا چاند دکھائی دینے سے پہلے ہی جھگڑے فساد کے خدشات کا اظہار کیا جا رہا تھا کہا جا رہا تھا کہ جھگڑے کا مرکز کراچی اور لاہور رہیں گے۔ اسی لیے مرکز اور پنجاب کی حکومتوں نے اس خدشہ کے پیش نظر تعاون پر رضامندی ظاہر کی۔ قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کی خفیہ رپورٹوں میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ ملک دشمن عناصر پورے پنجاب میں شیعہ سنی فسادات اس پیمانے پر کرانے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں جس کی مثال ملک کی تاریخ میں نہیں ملے گی۔ ابھی تک جو خبریں لاہور اور جھنگ سے آئی ہیں وہ حوصلہ افزا نہیں ہیں دونوں فرقوں میں کشیدگی اور تناؤ پایا جاتا ہے جو یقیناً قوم دشمن ایجنٹوں کا پیدا کردہ ہے۔

ہمارا ملک درحقیقت مختلف گروہوں اور فرقوں میں بٹ چکا ہے۔ قوم کی تقسیم کے اس عمل کی داغ بیل جنرل ضیاء کے دور حکومت میں ڈالی گئی۔ جب قومی سیاسی عمل کو روک دیا گیا اور علاقائی سوچ کو آگے بڑھایا گیا تاکہ قوم متحد ہو کر مارشل لاء کے آمرانہ نظام کے خلاف میدان عمل میں نہ آئے بے دلی اور بھونڈے انداز سے اسلامائیزیشن کا عمل شروع کیا گیا۔ زکوٰۃ کے نظام کو نافذ کرنے کی سعی کی گئی۔ لیکن جب تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نے اپنے لیڈر عارف حسین الحسینی کی معیت میں اسلام آباد کا گھیراؤ کیا تو اس نام نہاد مرد مومن نے فوراً گھٹنے ٹیک دیئے اور اہل تشیع کو ادائیگی زکوٰۃ سے مبرا کر دیا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ قوم کا ایک فرقہ تو زکوٰۃ ادا کر رہا تھا بنکوں میں جمع شدہ ان کی رقومات سے بڑے آرام سے زکوٰۃ منہا ہو رہی تھی۔ جبکہ دوسرا فرقہ اس پابندی سے آزاد تھا یہاں سے قوم کی یکجہتی میں پہلی دراڑ پڑی اور یہ تاثر ابھرا کہ نعوذ باللہ پاکستان کے مسلمان ایک قرآن اور ایک رسول کو ماننے والے نہیں ہیں جبھی تو زکوٰۃ جیسے بنیادی رکن اسلام پر متحد نہ ہو سکے حالانکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ دونوں فرقوں کو زکوٰۃ کے کسی مشترکہ نظام پر متفق کر کے اسے نافذ کیا جانا چاہیے تھا۔

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ نے زکوٰۃ کے مسئلہ پر جو کامیابی حاصل کی اس نے اس تحریک کو تقویت دی۔ اور اس نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں کہا جاتا ہے کہ اس کو ایران سے مالی امداد ملتی رہی ہے اس کے جواب میں سنیوں کے ایک طبقے نے خود کو انجمن سپاہ صحابہ کے نام سے منظم کر لیا اور اس طرح سے ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔ کچھ عرصہ بعد شیعہ لیڈر عارف الحسینی کو قتل کر دیا گیا اہل تشیع نے اس قتل کا الزام ضیا حکومت پر عائد کیا ہے بے نظیر حکومت کے برسر اقتدار آنے پر صوبہ سرحد کے سابق گورنر جنرل فضل حق کو عارف حسینی کے قتل میں ملوث ہونے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا وہ ضمانت پر رہا ہیں اور مقدمہ زیر سماعت ہے اس کے بعد انجمن سپاہ صحابہ کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی قتل کر دیئے گئے۔ اس وقت سے ان دونوں مذہبی گروہوں میں سخت کشیدگی ہے اور یہ کشیدگی ملک کی مذہبی فضا کو بری طرح مجروح کئے ہوئے ہے۔ پاکستانی عوام اس صورت حال کا ذمہ دار جہاں ایک طرف طویل مارشل لاء کے دور کو قرار دیتے ہیں وہاں دوسری طرف وہ ان سیاست دانوں کو بھی مورد الزام ٹھہراتے ہیں جو اپنی سیاسی دکان چمکانے کے لیے مذہبی سیاست کی آڑ میں فرقہ واریت کی آگ کو بھڑکا رہے ہیں۔

ضیائی دور میں جس طرح سے مذہبی فرقوں نے زور پکڑا اور انہوں نے ملت کی مذہبی ہم آہنگی اور یگانگت کو کمزور کیا اسی طرح سے سیاسی فرقے بھی ظہور میں آئے جنہوں نے علاقائی سیاسی سوچ کو پروان چڑھایا اور لسانی قومیتوں کو جنم دیا جنہوں نے مسلم قومیت کا شیرازہ بکھیر دیا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مسلم قومیت کے اسی نظریہ کو اپنے دلوں میں راسخ کریں۔ جو ہر طرح کی فرقہ واریت کی نفی کر کے محبت و اخوت کے اس جذبہ کی آبیاری کرتا ہے جو ہماری بقا سلامتی اور استحکام کا ضامن ہے۔

شاہ صاحب! ہم تنہا ہیں ہمارے سروں پر ہاتھ رکھیں

شاہ فرید الحق کا دورہ حیدرآباد

رپورٹ: نمائندہ احوال

وہ بلک بلک رو رو کر دعائیں دیتا تھا کہ اے اللہ اس ملک میں انصاف کا بول بالا کر، علماء جی کو اقتدار عطا فرما اور مولانا نورانی کی زندگی میں برکت عطا فرما۔

وادئ مہران کا خوبصورت اور تاریخی شہر حیدرآباد کئی برسوں سے دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ قتل و غارت گری، راکٹ لانچرز اور بموں کے دھماکوں نے اس شہر کی ساری رونقیں چھین لی ہیں۔ بدامنی اور معاشی بدحالی نے یہاں کے باشندوں کی زندگی سے سکون غارت کر دیا ہے۔ حیدرآباد کے لوگ بے چینی اور بے یقینی کی کیفیت سے گزر رہے ہیں۔ گذشتہ دنوں حیدرآباد میں بیک وقت بموں کے متعدد دھماکوں سے پورا شہر لرز اٹھا۔ متعدد قیمتی جانیں ضائع اور سیکڑوں انسان زخمی ہوئے۔ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی طرف سے روایتی بیانات جاری کر دیئے گئے۔

جمعیت علماء پاکستان کے سینئر نائب صدر پروفیسر شاہ فرید الحق کی قیادت میں ایک وفد نے حیدرآباد کا تفصیلی دورہ کیا۔ اسپتالوں میں زیر علاج زخمیوں کی عیادت کی۔ ہلاک شدگان کے گھروں پر جا کر پسماندگان سے تعزیت کی۔ جائے حادثہ کا معائنہ کیا اور پریس کلب میں صحافیوں سے ملاقات کی۔

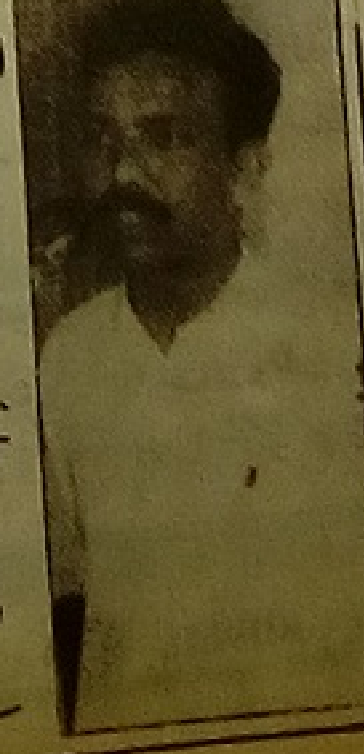
پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب کے ہمراہ مرکزی مجلس عاملہ کے رکن محمد احمد صدیقی، جمعیت علماء پاکستان سندھ کے جنرل سیکریٹری سابق رکن قومی اسمبلی عثمان نوری، محمد صدیق راٹھور ایڈووکیٹ اور طارق محبوب بھی تھے۔

وفد کے اراکین صبح ۱۰ بجے جامعہ رکن الاسلام ایرآباد پہنچے تو جمعیت علماء پاکستان سندھ کے نائب صدر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، ابو محمد رمضان آرائیں، جوائنٹ سیکریٹری صوبہ سندھ اور دیگر رہنماؤں نے وفد کا خیر مقدم کیا۔ بعد ازاں وفد کے اراکین بھٹائی اسپتال میں زخمیوں کی عیادت کے لیے پہنچے۔ اس موقع پر پروفیسر شاہ فرید الحق نے فرداً فرداً زخمیوں کی عیادت کی اور ان کی خیریت معلوم کی اور موقع پر موجود ڈاکٹروں کو خصوصی توجہ دینے کے لیے کہا۔ انہوں نے جمعیت حیدرآباد کے جنرل سیکریٹری جناب وسیم ساغر کو ہدایت کی کہ دوائیں وغیرہ کی فراہمی اور مریضوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی طرف بھرپور توجہ دی جائے۔

بھٹائی ہسپتال کے بعد وفد چوڑی گلی پہنچا تو عوام کی بڑی تعداد ان رہنماؤں کو دیکھنے کے لیے جمع ہو گئی۔ وفد نے جائے حادثہ کا معائنہ کیا اور ہلاک شدگان کے گھروں پر جا کر فاتحہ خوانی کی اور ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔

وفد نے لطیف آباد اور پھلیلی میں تمام ہلاک شدگان کے گھروں پر جا کر تعزیت کی۔ ان مواقع پر رقت انگیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ پھلیلی میں ایک سندھی کے گھر جب وفد کے اراکین تعزیت کے لیے پہنچے تو

انجمن نوجوانان اسلام کی نمائندگی طارق محبوب نے کی



بہرحال [illegible] [illegible] دو وکیہ عاملین [illegible] ملک میں [illegible] علامہ [illegible] مولانا [illegible] صاحب نے [illegible] سندھ [illegible] عام [illegible] مولانا [illegible] کے گھر [illegible] کی رہائش گاہ [illegible]

حیدرآباد پریس کلب کی [illegible] میں اظہار خیال کرتے ہوئے [illegible] نے مطالبہ کیا کہ ملک میں [illegible] کے تحت فی الفور انتخابات کا اعلان کیا جائے تاکہ ملک میں مستحکم حکومت قائم ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ برسراقتدار [illegible] دونوں عوام کے مسائل حل کرنے میں ناکام رہے ہیں [illegible] آئی نہ اسلامی ہے اور نہ جمہوری اور پیپلز [illegible] میں لوگوں کی جان و مال محفوظ نہیں ہے انہوں نے حیدرآباد میں ہونے والی دہشت گردی کی [illegible] مذمت کی اور متاثرین کو فی الفور معاوضہ دینے کا مطالبہ کیا۔

جمعیت علماء پاکستان حیدرآباد کے صدر مولانا سعید احمد، جنرل سیکریٹری وسیم سافر، نور محمد قادری، [illegible] قادری، محمد حنیف [illegible]، اورنگ زیب قادری، انجمن طلباء اسلام کے رہنما جاوید رضوی، عثمان عامر عباسی اور انجمن نوجوانان اسلام کے رہنما اقبال حسین بھی اس موقع پر موجود تھے

دریں اثناء پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی نائب صدر جناب پروفیسر شاہ فرید الحق نے کہا کہ اگر پیپلز پارٹی کی حکومت نے اپنی ہٹ دھرمی اور طرز عمل کو تبدیل نہیں کیا تو سیاسی جماعتوں پر مشتمل پاکستان قومی اتحاد وجود میں آسکتا ہے اور اس کے لئے پیش رفت بھی ہوئی ہے وہ حیدرآباد میں میٹ دی پریس پروگرام سے خطاب کے دوران سوالوں کے جواب دے رہے تھے اس موقع پر جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کے جنرل سیکریٹری عثمان خان نوری، مرکزی مجلس عاملہ کے رکن صدیق راٹھور، محمد احمد صدیقی، وسیم سافر، حافظ محمد صادق، انجمن نوجوانان اسلام کراچی ڈویژن کے کنوینر حافظ محبوب اور دیگر رہنما بھی موجود تھے

شاہ فرید الحق نے کہا کہ جو لوگ دہشت گردی کر رہے ہیں ان میں ایک کی پشت پناہی پیپلز پارٹی اور دوسرے طبقہ کی پشت پناہی آئی ایس آئی کر رہی ہے انہوں نے کہا کہ سندھ میں قیام امن کے لئے کوئی بھی کانفرنس ہوتی ہے تو پی پی اس میں شرکت سے گریز کرتی ہے انہوں نے کہا کہ سندھ میں امن وامان قائم کرنے کے سلسلے میں پیپلز پارٹی مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے بار بار فوج کو طلب کرنا ان کو ملوث کرنا مارشل لاء یا ایمرجنسی کا مطالبہ ملک کے حق میں نہیں ہے۔ اور جو لوگ یہ مطالبہ کر رہے ہیں وہ ملک اور قوم کے دشمن ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تمام سیاسی جماعتوں کا اس بات پر اتفاق رائے ہے کہ ملک میں متناسب نمائندگی کی بنیاد پر انتخاب کرائے جائیں تاکہ حالات بہتر ہو سکیں انہوں نے کہا کہ سندھ میں لوگ اتنے انتہا پسند ہو گئے ہیں کہ اب پاکستان نہ کھپے اور پاکستان توڑ دو کے نعرے لگا رہے ہیں موجودہ صورت حال میں سب کو سوچنا پڑے گا سندھ کے عوام نے پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کو مینڈیٹ دیا تھا اس لئے ان کو ایک میز پر بیٹھ کر معاملات کو افہام وتفہیم سے حل کرنا چاہیئے انہوں نے کہا کہ سندھ میں بڑی تعداد میں اسلحہ لوگوں کے پاس موجود ہے اور جب تک اسلحہ برآمد نہیں کیا جائے گا امن قائم نہیں ہوسکتا اس کے لئے حکومت کو چاہیئے کہ وہ اسلحہ کی برآمدگی کے لئے پہلے لوگوں کو وقت دے اور اس کے بعد بلا امتیاز [illegible] سندھ میں اسلحہ [illegible]

انہوں نے کہا کہ جمہوری حکومت کے قیام کے بعد حالات تیزی سے ابتر ہوتے چلے گئے [illegible] واقعات ہوئے لیکن حیدرآباد کو سب سے زیادہ دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے اختلافات اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ ایک دوسرے کے خلاف دشمنی بڑھتی جا رہی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سندھ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ سندھ اسمبلی میں بجٹ کے موقع پر پیپلز پارٹی کو مکمل واک اوور مل گیا ہے حزب اختلاف کو چاہیئے تھا کہ وہ اسمبلی میں جاتے اور اگر ان کو گرفتار کیا جاتا تو خود اس کی بدنامی ہوتی۔ کیونکہ قانون ہے کہ اسمبلی شروع ہونے سے ۱۴ روز قبل اور ختم ہونے سے ۱۴ روز تک کسی رکن کو گرفتار نہیں کیا جاسکتا انہوں نے کہا کہ جب بھارت کے پنجاب میں شورش ہوتی ہے تو اپنی سرحدیں بند کر دیتا ہے تو پھر پاکستان سندھ کی سرحدوں پر کرفیو کیوں نہیں لگاتا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان کشمیر کے معاملہ میں بھارت سے بات کر کے وقت ضائع کر رہی ہے۔ موجودہ حکومت کی خارجہ پالیسی مکمل طور پر ناکام ہو گئی ہے انہوں نے کہا کہ ہم کوٹہ سسٹم کے خلاف ہیں لیکن اگر اس پر بھی صحیح طریقے سے عمل کیا جائے تو کچھ لوگوں میں اعتماد بحال ہوگا اس سے پہلے انہوں نے متاثرین کے کیمپوں کا دورہ کیا۔ اس موقع پر ان کے ہمراہ وسیم سافر، بابو رمضان آرائیں اور محمد حسین قریشی بھی موجود تھے۔



حیدرآباد میں قدم قدم پر چیکنگ کے باوجود دہشت گرد اپنا کام کر جاتے ہیں۔

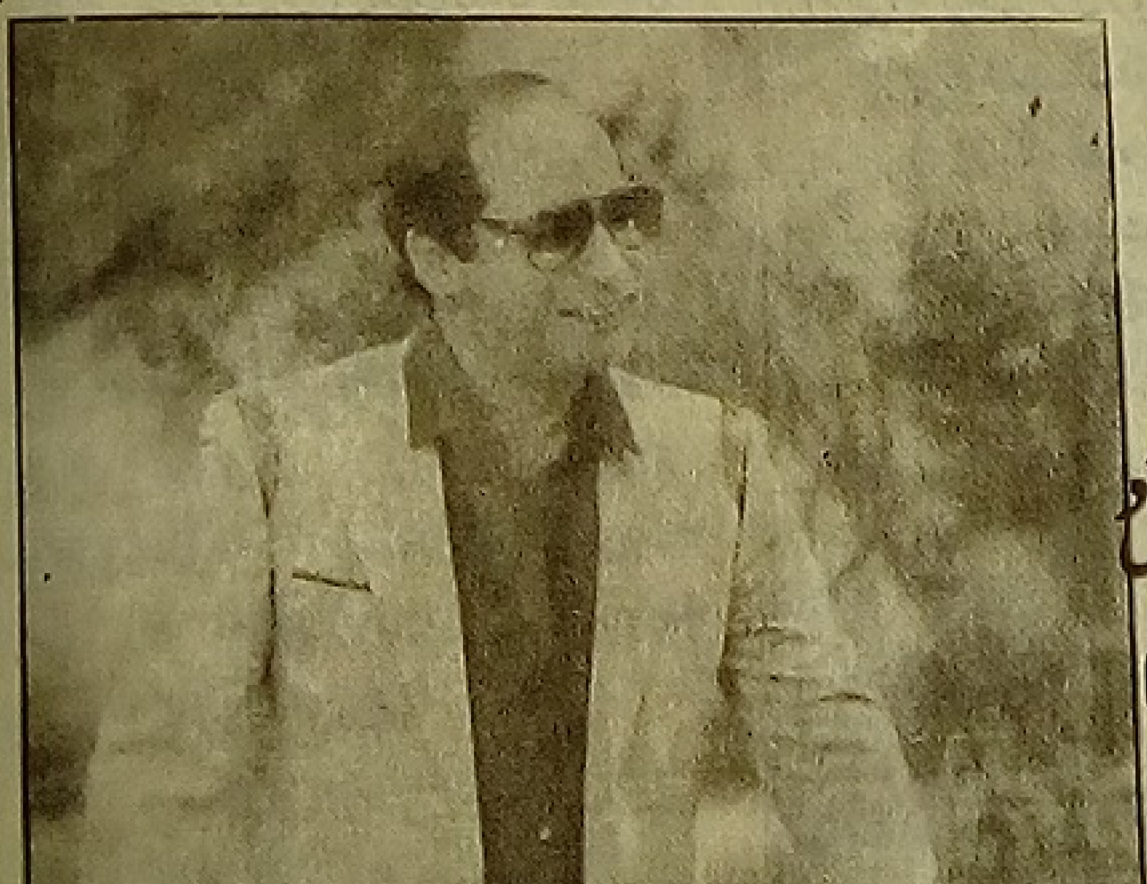
نواز شریف نے پرانے سندھیوں کے علاقے میں جاکر

نسلی و لسانی تعصب کو مزید ہوا دی ہے

۲۵ جولائی کو وزیر اعلیٰ پنجاب جناب نواز شریف نے صوبہ سندھ کے سب سے زیادہ شورش زدہ شہر حیدرآباد کا دورہ کیا۔ بظاہر ان کے دورے کا مقصد ۱۵ جولائی کو بموں کے دھماکوں سے ہلاک ہونے والوں کے لواحقین سے اظہار تعزیت اور زخمیوں کی عیادت کرنا تھا۔ مگر جیسا کہ اپوزیشن کا وطیرہ رہا ہے کہ وہ دکھ اور سکھ کے ہر موقع سے سیاسی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی ہے اپنے اس دورے کو بھی نواز شریف نے سیاسی پولرائزیشن کے لیے استعمال کیا۔ انہوں نے حیدرآباد میں صدیق بلازہ، پکا قلعہ کے متاثرین اور آئی جے آئی کے کارکنوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم یہاں کے واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے آتے ہیں۔ اس آگ کو بجھانے آئے ہیں انہوں نے فسادات کے دوران متاثرہ خاندانوں کے لیے پانچ کروڑ روپیہ دینے کا بھی اعلان کیا۔

لیکن نواز شریف صاحب کی جانب سے یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ انہوں نے پانچ کروڑ کی یہ رقم اپنی جیب خاص سے دینے کا اہتمام کیا ہے یا حکومت پنجاب کے خزانے سے یہ رقم عطا کی جائے گی۔ اگر نواز شریف یہ رقم اپنی جیب سے دیں گے تو نبھا لیکن اگر اس کی ادائیگی حکومت پنجاب کے خزانے سے ہو گی تو پھر یہ رقم انہیں حکومت سندھ کو بطور عطیہ عنایت کیا جانا چاہیے ورنہ تو یہ صوبائی معاملات میں مداخلت سمجھی جائے گی۔

سیاسی حلقے یہ بھی سوال کر رہے ہیں کہ کیا یہ پیسہ نواز شریف سندھ کے لوگوں کو بطور ہرجانہ ادا کر رہے ہیں کیونکہ ان کی پالیسیوں اور صوبے کے معاملات میں ان کی براہ راست مداخلت کی وجہ سے اس صوبہ کے حالات دن بہ دن خراب ہوتے چلے گئے ہیں جو مالی اور جانی نقصانات اس صوبے کے عوام کو پہنچے ہیں اسکی بالواسطہ ذمہ داری کسی نہ کسی حد تک نواز صاحب پر بھی عائد ہوتی ہے۔ گو کہ حیدرآباد میں اپنی حالیہ تقریر میں انہوں نے کہا ہے کہ وہ فسادات کی آگ کو بجھانے آئے ہیں۔ لیکن سیاسی مبصرین کے مطابق اب تک اتنا ہی ہوا ہے کہ جب بھی متحدہ حزب اختلاف کا کوئی رہنما اور خاص طور سے نواز شریف سندھ میں وارد ہوئے تو ان کے جانے کے فوراً بعد اس بدقسمت صوبے میں فساد چھوٹ پڑے۔ سی او پی کا سندھ میں کوئی جلسہ ہوا، کوئی میٹنگ ہوئی یا ۲۶ جنوری جیسا کوئی جلسہ ہوا اس کے بعد ہمیشہ سندھ کے حالات خراب ہوئے ہیں۔ حالات کو خراب کرنے کا مقصد جمہوری حکومت کو ناکام بنا کر مارشل لاء کے نفاذ کے سوا کیا ہو سکتا ہے کیونکہ سی او پی کے اکثر رہنما مارشل لاء کی پیداوار ہیں نواز شریف تو ضیا کی باقیات ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ اس قسم کے رہنما مارشل لاء کی حمایت اور اس کے نفاذ کی کوشش نہیں کریں گے تو پھر کیا کریں گے۔ یہ ایسے پودے ہیں جنہیں صرف مارشل لاء کا موسم راس آتا ہے۔ مارشل لائی آب و ہوا میں یہ خوب پھلتے پھولتے ہیں۔ یہ زہر سے بھر دیے ہوئے ہیں اسی لیے انہیں جب بھی آمرانہ دور راس آتا ہے جمہوریت کا تریاق ان کا زہر اتار دیتا ہے اور یہ بے جان ہو کر مرجھا جاتے ہیں اس لیے ان کی کوشش ہے کہ مکمل کھلنے سے پیشتر ہی کسی نہ کسی طرح اسی مسموم مارشل لاء کی واپسی کرا دیں جو ان کی سیاسی زندگی کے لیے آب حیات کا کام دیتی ہے۔



کیا یہ رقم نواز شریف سندھ کے لوگوں کو بطور ہرجانہ ادا کر رہے ہیں؟

اپنے حالیہ دورۂ حیدرآباد میں نواز شریف صاحب اپنی حفاظت کے لیے پنجاب پولیس کی بٹالین لے کر آئے تھے۔ ایک طرف تو وہ پاکستانی قوم، وفاق اور اللہ کی ذات پر بھروسہ کی بات کرتے ہیں دوسری جانب اتنی بداعتمادی کہ نہ انہیں صوبہ سندھ کی پولیس، نہ وفاق کی قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں اور نہ فوج پر اعتماد ہے جو آجکل امن قائم کرنے کے سلسلے میں سندھ انتظامیہ کا ہاتھ بٹا رہی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں اللہ کی ذات پر بھی بھروسہ نہیں جس کے قبضہ میں کل عالم کی جان ہے۔ صوبہ سندھ، بلوچستان اور سرحد کے وزراء اعلیٰ بھی جب دورہ کرتے ہیں مگر وہ

تو اپنے ساتھ اپنے صوبے کی پولیس فورس بھی لے آئے اور پنجاب پولیس نے بے جا طور پر جبر و ستم کئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ نواز شریف پنجاب سے سندھ میں نہیں آئے تھے نہ پاکستان کے ایک حصے سے دوسرے میں گئے تھے بلکہ کسی دوسرے ملک سے پاکستان آئے تھے اور دوسرا ملک بھی وہ جو پاکستان مخالف رہا ہو۔

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ نواز شریف کو پولیس یا ستاری کا مظاہرہ کرنے کی اجازت کیوں دی گئی۔ یہ تو سندھ کے پر امن اور محب وطن شہریوں کی توہین ہے کہ ان کے بارے میں یہ گمان کیا جائے کہ وہ مہمان نواز نہیں اور میزبانی کے آداب سے ناواقف ہیں یا گھر آئے ہوئے مہمان کی عزت اور حفاظت کرنا نہیں جانتے ہیں۔ سندھ کے مہمان نواز مہذب اور محب وطن پاکستانیوں کے نام پر بلاواسطہ یہ بہتان کیوں لگایا گیا۔ سندھ کے عوام وزیر اعلیٰ سندھ اور وزیر اعظم بے نظیر بھٹو سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کے دورہ حیدرآباد کی سب سے اہم اور افسوسناک بات یہ ہے کہ انہوں نے حیدرآباد کے اردو بولنے والی آبادی کی تو اشک شوئی کی لیکن وہ سندھی بولنے والی آبادی کو نظرانداز کر گئے ان کے اس طرز عمل نے سندھ میں پائی جانے والی تعصب کی خلیج کو اور وسعت دے دی۔ نواز شریف نے سندھی آبادی کے علاقے میں نہ جا کر نسلی و لسانی نفرت کو مزید ہوا دی ہے نسلی، لسانی اور علاقائی تعصب جس نے پہلے ہی صوبہ سندھ کی فضاء کو زہرناک کیا ہوا ہے نواز شریف اور آئی جے آئی کے دیگر رہنماؤں کی یکطرفہ اور غیر متوازن سیاسی ناعاقبت اندیشی نے مزید خراب کر دیا جس طرح سے ان لوگوں نے اپنے دورہ حیدرآباد میں اپنی سرگرمیوں کو محض ایک طبقہ اور ایک لسانی آبادی تک محدود رکھا اور دوسری مقامی آبادی کو یکسر نظرانداز کر دیا اس نے سندھی بولنے والے طبقہ میں اس احساس کو جنم دیا ہے کہ پاکستان میں سندھی بولنے والے کے علاوہ اور کوئی ان کے دکھ درد کا ساتھی نہیں ہے۔ احساس تنہائی مایوسی کو جنم دیتی ہے۔ مایوسی سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اور نفرت بغاوت پہ ابھارتی ہے۔ اس نکتہ کو ذہن میں رکھ کر نواز شریف اور ان کے ساتھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ انہوں نے مقامی سندھیوں کی دل جوئی نہ کر کے کتنی بڑی غلطی کی ہے اگر وہ حیدرآباد کے دونوں طبقوں کے کیمپوں کا دورہ کر کے دونوں طرف کے زخمیوں کی عیادت کرتے تو وہ حیدرآباد میں امن اور بھائی چارے کی فضاء پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتے تھے۔

نواز شریف کے دورہ حیدرآباد سے پیشتر ایک قوم پرست لیڈر ڈاکٹر حمیدہ کھوڑو نے رسول بخش پلیجو کو ٹیلی فون کر کے کہا کہ اگر نواز شریف اور ان کے ساتھی حیدرآباد میں سندھیوں کے علاقوں اور کیمپوں کا دورہ کرنا چاہیں تو ان کا کیا ردعمل ہوگا۔ پلیجو نے کہا کہ وہ ان کا استقبال کریں گے۔ اور پلیجو نے اپنی پارٹی کے اراکین سے مشورہ کر کے پروگرام بھی بنا لیا کہ وہ نواز شریف



سیّدہ عابدہ حسین نے سرکٹ ہاؤس پہنچکر سندھی وفد کو بتایا کہ نواز شریف اور نوابزادہ نصراللہ خان نہیں آسکے

اور ان کے ساتھیوں کو نہ صرف متاثرہ سندھیوں کے کیمپوں میں لے جائیں گے۔ بلکہ سندھی ادیبوں اور دانشوروں سے ان کی ملاقات بھی کرائیں گے۔ اس سلسلے میں پلیجو اور بیگم عابدہ حسین میں ٹیلی فون پہ بات چیت ہوئی اور دونوں میں یہ طے پایا کہ نواز شریف اور ان کے ساتھی ۲۵ جولائی کو تین سے پانچ کے درمیان سرکٹ ہاؤس حیدرآباد میں سندھی وفد سے ملاقات کریں گے حالانکہ نواز شریف کا امیج سندھی دانشوروں اور سیاسی حلقوں کی نظر میں ان کے سابقہ مارشل لاء دور کے کردار کی وجہ سے زیادہ اچھا نہیں ہے تاہم انہوں نے صوبے میں امن و آشتی کی فضاء پیدا کرنے کے لئے ان سے ملاقات کرنا منظور کر لیا۔

حیدرآباد پہنچنے کے بعد متحدہ حزب اختلاف کے لیڈروں نے اسپتالوں کا دورہ کیا اور مسلم لیگی رہنما نواب راشد علی خان کے استقبالیہ میں شرکت کی پھر وہ پکا قلعہ گئے اور وہاں ایک جلسہ سے خطاب کیا۔ جبکہ سندھی وفد سرکٹ ہاؤس میں ان کا انتظار کرتا رہا۔ مگر سی او پی کے رہنما وہاں نہیں پہنچے۔ پانچ بجے کے بعد سیدہ عابدہ حسین اور غلام احمد بلو نے سرکٹ ہاؤس پہنچ کر سندھی وفد کو بتایا کہ نواز شریف اور نوابزادہ نصراللہ خان نہیں آسکے اس لئے کہ انہیں فوری طور پر لاہور اور کراچی جانا پڑ گیا ہے۔ تاہم سندھی وفد کے ممبران اس وضاحت سے مطمئن نہ ہوئے اور انہوں نے الزام لگایا کہ نواز شریف اور نوابزادہ نے ہم سے ملاقات ایم کیو ایم کے دباؤ میں آکر منسوخ کی ہے اور اس کا ردعمل لازمی طور پر سندھی عوام میں ہوگا۔ اس مرحلہ پر سی او پی کے رہنماؤں اور سندھی وفد کے اراکین میں سخت الفاظ کا تبادلہ بھی ہوا۔ سیدہ عابدہ حسین نے سندھی وفد کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ ہم سندھیوں کا احترام کرتے ہیں اسی لئے ہم نے سندھی لیڈر غلام مصطفیٰ جتوئی کو سی او پی کا چیف بنایا ہے اس پر ایک سندھی دانشور طارق اشرف نے کہا کہ آپ نے جتوئی کو اس لئے متحدہ اپوزیشن کا لیڈر بنایا ہے تاکہ آپ ایک سندھی وزیر اعظم کو نیچا دکھا سکیں آپ نے سندھیوں کی محبت میں ایسا نہیں کیا

اس مرحلہ پہ پرانے زخم بھی کرید دیے گئے ایک سندھی دانشور نے کہا کہ پنجاب کے لیڈروں کا یہ رویہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے۔ ۱۹۸۳ء کی بحالی جمہوریت کی تحریک میں پنجاب کا جو رویہ تھا موجودہ روش اسی رویہ کی آئینہ دار ہے غرض کہ نواز شریف اور ان کے ساتھیوں کے حالیہ دورہ حیدرآباد نے سندھیوں کے پرانے زخم ہرے کر دیئے اور ان کا یہ دورہ فضاء کو مزید مکدر کرنے کا سبب بنا ہے۔

متحدہ حزب اختلاف کی اکثر جماعتیں بھی نواز شریف اور ان حیدرآباد کے دورہ کے ساتھیوں کی روش سے خوش نہیں ہیں این پی پی، پی ڈی پی اور جے یو آئی (فضل الرحمٰن گروپ) کے مقامی لیڈروں نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ قومی پارٹیوں کا مقصد آگ کو بجھانا ہوتا ہے اسے ہوا دینا نہیں ان کا رویہ جانبدارانہ نہیں ہونا چاہیئے۔ انہیں ہر جھگڑے کو چکانا چاہیئے انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم کا رویہ غیر سنجیدہ، غیر سیاسی اور بچکانہ ہے انہوں نے کہا کہ سی او پی کا قیام چند اصولوں کے تحت عمل میں آیا تھا اس پہ کسی ایک گروہ یا پارٹی کی اجارہ داری کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی چند بدعقل لوگوں کی خاطر تمام سندھیوں کو پی پی پی کے کیمپ میں دھکیلا جا سکتا ہے۔

●●



ڈیلی انڈیپینڈنٹ سے ماخوذ

شاہ فہد کا جہاز "ہوا میں اڑنے والا ایک محل" ہے

جس کی لاگت "تین ارب" روپے سے زیادہ ہے

پندرہ دن پہلے حج کے موقع پر ہونے والے ہلاکت خیز سانحہ کے نتیجے میں شہید ہونے والے ۱۴۲۶ عازمین حج کو مکہ معظمہ سے باہر ایک مشترکہ طویل قبر میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جاں بحق ہونے والوں میں اکثر کو شناخت نہیں کیا جا سکا اور جن کو شناخت کر لیا گیا ان کے نام کا کتبہ بھی قبر پر آویزاں نہیں کیا گیا کیونکہ یہ وہابی مسلک کے خلاف ہے جو آج کل سعودی عرب کا سرکاری مسلک ہے۔ موجودہ متمدن دنیا کی کسی اور سوسائٹی میں ایک ہزار سے زیادہ نفوس کا دم گھٹنے سے ہلاک ہو جانا اور سینکڑوں کا کچل کر زخمی ہو جانا ایک ایسا المیہ ہے جس پر وہاں ایک زبردست ہنگامہ کھڑا ہو جاتا یا کم از کم حکومت وقت کے خلاف مکمل پبلک تحقیقات شروع ہو جاتی۔

لیکن اس سانحہ پر ہاؤس آف سعود (آل سعود) نے مختلف موقف اختیار کیا۔ خدا کی مرضی کے آگے کوئی چارہ نہیں۔ یہ سوچ کر شاہی خاندان کے ذہن میں اس حادثہ میں قصوروار ہونے کا خیال تک نہیں آیا۔ یہ خاندان مکہ اور مدینہ کے مقدس شہروں کی ترقی کے لئے کروڑوں ڈالر خرچ کرتا ہے۔ ان کی یہ فیاضی اس وجہ سے ہے کہ وہ ان مقدس شہروں کے "پاسبان" کہلاتے ہیں اور ان کے اس حق کو چیلنج کرنے والی کوئی بات برداشت نہیں کی جاتی۔

آپ سعودی وزارت اطلاعات کا شائع شدہ کوئی سا کتابچہ یا لٹریچر اٹھا کر دیکھ لیجئے ان میں ان متبرک شہروں میں جاری شاندار ترقیاتی منصوبوں کا تذکرہ ہوگا۔ بیس اسپتال، ۳۹ ہیلتھ سینٹر، نئی سڑکیں اور اسکوائر ہائی منزلہ کار پارکنگ۔ بیت الحرم کی توسیع اور بہت سی سرنگوں کی تعمیر جو شاہ فہد کے حکم پر تیزی سے تعمیر کی گئیں۔ وزارت اطلاعات کے کتابچے کے صفحہ نمبر ۵ پر سعودی وزیر اطلاعات علی الشاعر کی جانب سے ایک تحریر بعنوان "یہ ہمارا ملک ہے" اس میں شاہ سعود کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا ہے لیکن جو بات نہیں لکھی گئی وہ یہ ہے کہ شاہ سعود بن عبدالعزیز کو ۱۹۶۴ء میں ان کے بھائی شاہ فیصل نے ایک محلاتی بغاوت کے تحت تخت سے معزول کرایا تھا۔ اس

تحریر: رابرٹ فسک
ترجمہ: راؤ توفیق احمد

کتابچے کے صفحہ نمبر ۱۹ پر لکھا گیا ہے کہ شاہ فیصل ۲۵ مارچ ۱۹۷۵ء کو انتقال کر گئے مگر جو بات حیرت انگیز ہے وہ یہ ہے کہ شاہ فیصل طبعی موت نہیں مرے بلکہ ان کو ایک نوجوان شہزادے نے قتل کر دیا تھا جس کی بعد میں خفیہ مقدمہ چلا کر گردن اڑا دی گئی تھی نیز ۱۹۷۵ء کے اس حادثہ پر "خدا کی مرضی" کا ذکر نہیں کیا گیا۔ مکہ معظمہ کے حالیہ سانحہ پر سعودی شاہ نے فوراً ہی موقف اختیار کیا۔ ۱۹۷۹ء میں جب کچھ مسلح سعودی جنونیوں نے خانہ کعبہ پر قبضہ کر کے اعلان کیا کہ مہدی کا ظہور ہو گیا تو شاہ خالد نے اس قبضہ کو ختم کرانے کے لئے فرانس سے کمانڈوز بلوائے اور ان مسلح افراد کو پانی میں [illegible] دو [illegible] کیمیکل ڈال کر ختم کرا دیا۔ باقیماندہ ۶۳ بچے ہوئے باغیوں کے سر قلم کر دیئے گئے۔ اس طرح جب ۱۹۸۷ء میں ۴۰۰ عازمین حج مارے گئے تھے تو شاہ فہد نے ان کی موت کی ذمہ داری اس مظاہرہ پر ڈالی تھی جو ایرانی عازمین حج نے کیا تھا۔ موجودہ حادثہ پر انہوں نے عازمین حج کو موردِ الزام ٹھہرایا کہ انہوں نے ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کی اور اس سانحہ کی ذمہ داری بہرحال انہوں نے قسمت پر ڈال دی کہ "خدا کی مرضی میں کسی کو دخل نہیں"۔

تاہم یہ عذر ایک دن سعودی خاندان کی تباہی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ خدا کی مرضی کہہ کر انسانی غلطیوں کا جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے سرنگ میں بجلی کا نظام کیوں فیل ہوا جس نے ایئر کنڈیشننگ سسٹم کو جام کر دیا اور سانس لینا دشوار ہو گیا۔ شاہ فہد نے جانکاہ واقعہ کی تحقیقات کا حکم نہیں دیا بلکہ انہوں نے اپنے افسران کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے وہ سب کچھ کیا جو وہ عازمین حج کے تحفظ کے لئے کر سکتے تھے یہی دعویٰ انہوں نے ۱۹۸۷ء میں کیا تھا جسے اسی وقت ایرانی حکومت نے مسترد کر دیا تھا۔

سعودی عرب کی دولت سے مرعوب ہو کر مغرب نے ہمیشہ سعودی بادشاہت پر نکتہ چینی کرنے سے گریز کیا ہے۔ ایک مرتبہ برطانوی سفیر نے سعودی حکومت کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ سفیر کے ان خیالات کو اخبار نویسوں نے ریکارڈ کر لیا انہیں چھاپنے سے روکنے کے لئے

ملکی سلامتی اور تحفظ سے مراد سعود کی بادشاہت کو محفوظ رکھنا ہے

ڈیلی انڈیپنڈنٹ سے ماخوذ



شاہ فہد کا جہاز "ہوا میں اڑنے والا ایک محل" ہے

جس کی لاگت "تین ارب" روپے سے زیادہ ہے

تحریر: رابرٹ فسک
ترجمہ: راؤ توفیق احمد

چند روز پہلے حج کے موقع پر ہونے والے ہلاکت خیز حادثہ کے نتیجہ میں شہید ہونے والے ۱۴۲۶ حاجیوں کو مکہ معظمہ سے باہر ایک مشترکہ طویل قبر میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جاں بحق ہونے والوں میں اکثر کو شناخت نہیں کیا جا سکا اور جن کو شناخت کر لیا گیا ان کے نام کا کتبہ بھی قبر پر آویزاں نہیں کیا گیا کیونکہ یہ وہابی مسلک کے خلاف ہے جو آج کل سعودی عرب کا سرکاری مسلک ہے موجودہ متمدن دنیا کی کسی اور سوسائٹی میں ایک ہزار سے زیادہ نفوس کا دم گھٹنے سے ہلاک ہو جانا اور ہزاروں کا کچل کر زخمی ہو جانا ایک ایسا واقعہ ہے جس پر وہاں ایک زبردست ہنگامہ کھڑا ہو جاتا یا کم از کم حکومت وقت کے خلاف مکمل پبلک تحقیقات شروع ہو جاتی۔

لیکن اس سانحہ پر "ہاؤس آف سعود" (آل سعود) نے مختلف مؤقف اختیار کیا۔ "خدا کی مرضی کے آگے کوئی چارہ نہیں" یہ سوچ کر شاہی خاندان کے ذہن میں اس حادثہ میں قصوروار ہونے کا خیال تک نہیں آیا یہ خاندان مکہ اور مدینہ کے مقدس شہروں کی ترقی کے لئے کروڑوں ڈالر خرچ کر رہا ہے۔ ان کی یہ فیاضی اس وجہ سے ہے کہ وہ ان مقدس شہروں کے "پاسبان" کہلاتے ہیں اور ان کے اس حق کو چیلنج کرنے والی کوئی بات برداشت نہیں کی جاتی۔

آپ سعودی وزارت اطلاعات کا شائع شدہ کوئی سا کتابچہ یا لٹریچر اٹھا کر دیکھ لیجئے ان میں ان متبرک شہروں میں جاری شدہ عظیم ترقیاتی منصوبوں کا ضرور ذکر ہوگا۔ بلیس اسپتال، ۱۳۹ ہیلتھ کیئر سینٹر، نئی سڑکیں اور اسکوائر، کئی منزلہ کار پارکنگ، بیت الحرم کی توسیع اور بہت سی سرنگوں کی تعمیر جو شاہ فہد کے حکم پر تیزی سے تعمیر کی گئیں۔ وزارت اطلاعات کے کتابچہ کے صفحہ نمبر ۱۵ پر سعودی وزیر اطلاعات علی الشیر کی جانب سے ایک تحریر بعنوان "یہ ہمارا ملک ہے" اس میں شاہ سعود کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا ہے لیکن جو بات نہیں لکھی گئی وہ یہ ہے کہ شاہ سعود بن عبدالعزیز کو ۱۹۶۳ء میں ان کے بھائی شاہ فیصل نے ایک محلاتی بغاوت کے تحت تخت سے معزول کرایا تھا اس کتابچہ کے صفحہ نمبر ۱۶ پر لکھا گیا ہے کہ شاہ فیصل ۲۵ مارچ ۱۹۷۵ء کو انتقال کر گئے مگر جو بات حیرت انگیز ہے وہ یہ ہے کہ شاہ فیصل طبعی موت نہیں مرے بلکہ ان کو ایک نوجوان شہزادے نے قتل کر دیا تھا جس کی بعد میں خفیہ مقدمہ چلا کر گردن اڑا دی گئی تھی نیز ۱۹۷۵ء کے اس حادثہ پر "خدا کی مرضی" کا ذکر نہیں کیا گیا۔ مکہ معظمہ کے حالیہ سانحہ پر سعودی شاہ نے دفاعی مؤقف اختیار کیا۔ ۱۹۷۹ء میں جب کچھ مسلح سعودی جنونیوں نے خانہ کعبہ پر قبضہ کر کے اعلان کیا کہ مہدی کا ظہور ہو گیا تو شاہ خالد نے اس قبضہ کو ختم کرانے کے لئے فرانس سے کمانڈوز بلوائے اور ان مسلح افراد کو پانی میں بجلی دوڑتے کیبل ڈال کر ختم کرا دیا۔ باقیماندہ ۶۳ بچے ہوئے باغیوں کے سر قلم کر دیئے گئے۔ اسی طرح سے جب ۱۹۸۷ء میں ۴۰۰ عازمین حج مارے گئے تھے تو شاہ فہد نے ان کی موت کی ذمہ داری اس مظاہرہ پر ڈالی تھی جو ایرانی عازمین حج نے کیا تھا۔ موجودہ حادثہ پر انہوں نے عازمین حج کو مورد الزام ٹھہرایا کہ انہوں نے ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کی اور اس سانحہ کی ذمہ داری بہرحال انہوں نے قدرت پر عائد کی کہ "خدا کی مرضی میں کسی کو دخل نہیں"۔

تاہم یہ عذر ایک دن سعودی خاندان کی تاریخ کا رخ موڑنے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ خدا کی مرضی کہہ کر انسانی غلطیوں کا جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے سرنگ میں بجلی کا نظام کیوں فیل ہوا جس نے ایرکنڈیشنگ سسٹم کو جام کر دیا اور سانس لینا دشوار ہو گیا۔ شاہ فہد نے جانکاہ واقعہ کی تحقیقات کا حکم نہیں دیا بلکہ انہوں نے اپنے افسران کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے وہ سب کچھ کیا جو وہ عازمین حج کے تحفظ کے لئے کر سکتے تھے یہی دعویٰ انہوں نے ۱۹۸۷ء میں کیا تھا جسے اسی وقت ایرانی حکومت نے مسترد کر دیا تھا۔

سعودی عرب کی دولت سے مرعوب ہو کر مغرب نے ہمیشہ سعودی بادشاہت پر نکتہ چینی کرنے سے گریز کیا ہے۔ ایک مرتبہ برطانوی سفیر نے سعودی حکومت کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ سفیر کے ان خیالات کو اخبار نویسوں نے ریکارڈ کر لیا انہیں چھاپنے سے روکنے کے لئے

ملکی سلامتی اور تحفظ سے مراد سعود کی بادشاہت کو محفوظ رکھنا ہے

برطانوی حکومت نے حالات کو سنبھالنے سے بھی گریز نہیں کیا کہ مبادا اینگلو سعودی تعلقات خراب نہ ہو جائیں اس کے علاوہ اور بہت سے معاملات میں مغرب نے اسی طرح کا گھناؤنا ان دکھایا ہے۔ مثلاً جب سترکی دہائی کے آخر میں ایک فرانسیسی پرواز کے دوران سعودی عربیہ ایئر لائینز کے ایک طیارہ میں آگ لگ گئی تو جہاز پائلٹ نے جلتے ہوئے جہاز کو رن وے پر لینڈ کر لیا مگر سعودی حکومت کے مطابق ان کا آگ بجھانے والا عملہ اتنا نا اہل ثابت ہوا کہ وہ صرف چند مسافروں کے علاوہ کسی کی جان نہ بچا سکا۔ لیکن سعودی ائیر لائنز کے اہل عملہ نے ایک دوسری کہانی اس واقعہ کے متعلق سنائی ہے ان کا کہنا ہے کہ جلتے ہوئے جہاز کے پائلٹ کو حکم ملا کہ وہ اپنے طیارے کو مین رن وے سے ہٹ کر دوسری جگہ پر لائے کیونکہ مین رن وے پر سعودی ولی عہد شہزادہ اپنے ذاتی جیٹ طیارے میں ٹیک آف (اڑان) لینے والا تھا۔ اس موقع پر "خدا کی مرضی" کے الفاظ کی دہائی نہیں دی گئی۔

قاتلوں اور عصمت دری کرنے والوں کا سر قلم کیا جانا اب ان کے ملک میں ایک معمول بن گیا ہے چوری پر ہاتھ کاٹے جاتے ہیں۔ وہ ڈاکٹر جنہیں مغرب میں انسانی زندگی کے تحفظ کے لئے تربیت دی جاتی ہے خود صحت مند انسانی ہاتھ کاٹنے کے لیے بجلی کی آری استعمال کرتے ہیں کیونکہ ہاتھ کاٹنے کی سزا اسپتالوں ہی میں دی جاتی ہے۔

میں نہیں سمجھتا کہ مغرب میں آپ لوگ ان باتوں پر اتنے پریشان کیوں ہیں ایک امیر ترین سعودی تاجر نے مجھ سے پچھلے سال پوچھا ہمارے لوگ امیر ہیں اپنے ملک کی دولت میں ان کا حصہ ہے وہ جہاں چاہیں اپنی دولت کو لے جا سکتے ہیں جہاں چاہیں جا اور آ سکتے ہیں ان پر کوئی پابندی نہیں ہے صرف ایک چیز ہے جو وہ نہیں کر سکتے اور وہ یہ کہ وہ ملکی سلامتی و تحفظ میں دخل نہیں دے سکتے۔ اور یہی نکتہ قابل غور ہے ملکی سلامتی اور تحفظ سے مراد سعودی بادشاہت کو محفوظ رکھنا ہے۔ یہی جدید سعودی عربیہ کی بنیاد ہے سعودی شاہی خاندان کی فیاضی ایک حقیقت ہے اس کی فیض پہنچانے والی خاصیت کی تمام غریب مسلم ممالک میں تعریف کی جاتی ہے خاص طور سے غریب عرب دنیا میں لیکن بادشاہت کے تحفظ کو خطرہ قوم کو ایک دوسرا رخ دکھاتا ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے پچھلے سال ان ۳۳ قیدیوں کی حراست اور ان پر مبینہ تشدد کے خلاف احتجاج کیا تھا جنہیں مکہ معظمہ میں بموں کے دو دھماکوں کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا تھا اس تنظیم نے ان شیعہ قیدیوں کے بارے میں جو لاپتہ ہو گئے اور ایک چالیس سالہ شیعہ عورت زہرہ الناصر کے متعلق جو پولیس کی حراست میں ہلاک ہو گئی تھی اپنی تشویش ظاہر کی تھی لیکن ان معاملات پر سعودیوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ تیرہ دن بعد انہوں نے ۳۳ میں سے ۱۶ کویتی باشندوں کے سر قلم کر دیئے ادھر دیکھا امیر کویت نے ٹیلی فون پر رحم کی درخواست کی تھی۔

یہ سعودی عرب کے بادشاہ کے ذاتی خیالات اور رویہ کی بات نہیں ہے۔ جیسا کہ سعودی عرب کے بعض



ترکی خاتون حج سے واپسی پر خوش ہے، تاہم سانحہ مکہ میں ترکی کے کافی حاجیین حج شہید ہوئے ہیں۔

سخت نقاد سمجھتے ہیں۔ سعودی عرب کا موجودہ بادشاہ اپنی شروع کی زندگی میں عورتوں کا رسیا اور جواری رہا ہے جس نے سعودی عرب میں اپنے کئی ذاتی محل تعمیر کئے ہیں۔ ۱۹۸۵ء میں اس نے ایک ذاتی بوئنگ ۷۴۷ جمبو جیٹ بنانے کا حکم دیا۔ ۱۵۰ ملین امریکی ڈالر سے تیار شدہ یہ ہوائی جہاز "ایک اڑنے والا محل" ہے۔ موجودہ حالات میں سعودی عرب کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ اپنی موجودہ شکل میں سعودی بادشاہت برقرار بھی رہ سکے گی یا نہیں۔

شاہ فہد نے بزنس کمیشن کے کرپشن کو ختم کرنے کے لئے کچھ اقدامات کئے ہیں جس نے بہت سے شہزادوں کو کروڑوں پتی بنا دیا۔ لیکن سعودی عرب اس وقت ہی اپنے لوگوں کو زیادہ محفوظ بنا سکے گا۔ جب وہ اپنی معاشی زندگی کی طرح اپنی سیاسی زندگی کو بھی ایک نئے سیاسی نظام میں تبدیل کرے۔ اس لیے معاشی میدان میں عرب ممالک کی صحرائی زندگی کو تیل کی دولت سے مالا مال امیر صنعتی سوسائٹی میں بدل دیا ہے۔

۱۹۸۴ء میں شاہ فہد نے پارلیمنٹ کے قیام کی بات کی تھی یہ تدریجی ارتقا مہلتی جھلک اور تحریری آئین کے تحت ملک کو مغربی جمہوریت کی طرف لے جانے کی لیکن جلد ہی وہ یہ سیاسی منصوبہ بھول گئے۔ سعودی جمہوریت ابھی تک قبیلوں کی مجلسوں تک محدود ہے جن میں صرف گھریلو مشکلات کو سنا جاتا ہے بادشاہت پر تنقید ایک بڑی غداری ہے۔

۱۹۵۳ء میں جدید سعودی عربیہ کے بانی شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن الفیصل کی وفات کے بعد سعودی حکومت اس کے بیٹوں کے ہاتھوں میں ہے فہد اس کا چھٹا بیٹا ہے، ولی عہد عبداللہ فہد کا بھائی ہے شاہ عبدالعزیز کے کسی پوتے کا بادشاہت کے شیڈول میں نام نہیں ہے۔ جانشین بہت حساس معاملہ ہے جب تک یہ مسئلہ طے نہیں ہو جاتا سعودی عرب سیاسی طور پر مستحکم نہیں کہلا سکتا یا پھر وہ جمہوریت میں بھی

باقی صفحہ ۵۰ پر

محرم الحرام کی فضیلت و اہمیت

از، اقبال احمد اختری، قادری

محرم الحرام اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور اس مہینہ میں بہت فضیلتیں ہیں۔ اسلامی مہینوں میں سب سے پہلا مہینہ محرم شریف کا ہے اس کو محرم اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس مہینہ میں جنگ و قتال حرام ہے۔ مسلم شریف میں ہے افضل روزہ رمضان شریف کے بعد محرم کا ہے اور افضل نماز فرض کے بعد نماز تہجد ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محرم میں روزہ رکھو، اللہ تعالیٰ نے ایک گزشتہ قوم کے گناہ اس مہینے میں بخشے تھے اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کئی قوموں پر رجوع کرے گا اور ان کے گناہ بخشے گا۔ (ترمذی شریف)

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے مہینے "محرم" کی بزرگی کرو جس نے محرم کی بزرگی کی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں بزرگی عطا فرمائے گا اور دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔ (انیس الواعظین)

سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ذوالحجہ کے آخری دن اور محرم الحرام کے پہلے دن روزہ رکھا تو گویا اس نے سال بھر روزے رکھے اور اس کے ساٹھ برس کے گناہ بخشے گئے اور فرمایا جس نے پہلی، دسویں اور آخر ماہ محرم کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں تیس (۳۰) شہر بناتا ہے اور فرمایا جس نے اول تا دس محرم شریف کے روزے رکھے تو گویا اس نے دس ہزار برس اس طرح عبادت کی کہ رات کو قیام کیا اور دن کو روزے رکھے نیز فرمایا جو شخص روز قیامت آگ اپنے اوپر حرام کرانا چاہتا ہے وہ محرم کے روزے رکھے (انیس الواعظین ص ۲۱۰)

حضور تاجدار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محرم کے مہینے میں شب جمعہ مبارک کو عبادت کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے شب قدر پائی (بحوالہ ایضاً)

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ ابو النصر رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ بالاسناد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے محرم کے کسی دن روزہ رکھا اس کو ہر روزہ کے عوض تیس (۳۰) دن کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ (الغنیۃ الطالبین طریق الحق)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں جب ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا اس دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا ہم اس کی تعظیم کرتے ہوئے اس کا روزہ رکھتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں چنانچہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۶۹۸)

تمام سابقہ قوموں میں اس دن یوم عاشورہ محرم کی دس تاریخ کا روزہ معروف تھا حتیٰ کہ منقول ہے کہ رمضان شریف سے پہلے یہ روزہ فرض تھا مگر رمضان شریف کے بعد اس روزہ کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ حضور تاجدار مدینہ سرور سینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل بھی یہ روزہ رکھا اور جب مدینہ منورہ شریف تشریف لائے تو اس کی تاکید فرمائی اور آخری عمر "دنیاوی" میں فرمایا اگر میں آئندہ سال رہا تو نو اور دس محرم کو روزہ رکھوں گا مگر آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی سال دنیا سے ظاہری پردہ فرما لیا اور دس محرم کے سوا روزہ نہ رکھ سکے مگر اس کی ترغیب ضروری فرمائی (بحوالہ الناس ۶۶۶)

عاشورہ کے دن قرآن شریف کی دس آیتیں پڑھنے والا تمام سال کی تلاوت کا ثواب پاتا ہے اور آج کی ایک نیکی ہزار نیکی کے برابر ہے

حضور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مومن زمین بھر سونا خرچ کرے تو بھی عاشورہ کی فضیلت نہ پا سکے گا اس دن کے روزہ دار کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اب جس دروازے سے چاہے داخل ہو عاشورہ کے دن روزہ رکھنے والے کو ایسے ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے کہ رات کو عبادت کی ہو اور دن کو روزہ رکھا ہو۔ (اوقات الصلوٰۃ)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اسے دوزخ کی آگ مس نہ کرے گی نیز فرمایا عاشورہ کے دن قرآن شریف کی دس آیتیں پڑھنے والا تمام سال کی تلاوت کا ثواب پاتا ہے اور آج کی ایک نیکی ہزار نیکی کے برابر ہے آج کے دن روزہ دار کو ہر ساعت کے عوض میں سات سو برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اور گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے (انیس الواعظین ص ۲۲۱، بحوالہ ایضاً)

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے جس نے عاشورہ (دس محرم) کے دن اپنے اہل و عیال پر فراخی کی اللہ تعالیٰ اس پر سارا سال فراخی فرمائے گا۔ (شعب الایمان، مکاشفۃ القلوب)

خدا رونے والوں کے ساتھ نہیں

صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

ابوبکرؓ!
کیا تم خیال کرتے ہو، ان
دو شخصوں کی نسبت جن
کا تیسرا ساتھی اور محافظ
خود اللہ ہے؛

اور فرمایا
کچھ خوف مت کرو
اِنّ اللہ معنا
اللہ ہمارے (دونوں کے)
ساتھ ہے؛

مولانا مولوی ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی

شبِ ہجرت جب قریش مکہ نے حضورِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے خیال سے حضورؐ کے گھر کو آگھیرا، اسوقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے فرمایا "تم میرے بستر پر میری چادر لے کر سو جاؤ، کوئی فکر مت کرنا، کوئی شخص تمہارا بال بیکا نہ کر سکے گا" حضورؐ کے ارشاد کے مطابق حضرت علیؓ بسترِ رسولؐ پر مزے کی نیند سو گئے اور حضور علیہ السلام خدا کی حفاظت میں سورہ یٰسین تلاوت فرماتے ہوئے ان دل کے اندھوں کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہوئے صاف نکل گئے کسی نے آپ کو نکلتے ہوئے نہ دیکھا آپؐ حضرت صدیق رضی اللہ عنہٗ کے گھر تشریف لائے اور ان سے اپنے ہمراہ چلنے کو فرمایا صدیق اکبرؓ نے جلدی سے سامانِ سفر درست کیا اور دونوں اسی تاریکیٔ شب میں چل پڑے، مکہ سے چار پانچ میل کے فاصلے پر کوہِ ثور ہے، اس کی چڑھائی سر توڑ ہے راستہ سنگلاخ تھا، نکیلے پتھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے نازک کو زخمی کر رہے تھے، ابوبکرؓ نے حضورؐ کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا، آخر ایک غار تک پہنچے، ابوبکرؓ نے حضورؐ کو باہر ٹھہرایا خود اندر جاکر غار کو صاف کیا، تن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے روزن بند کئے اور پھر عرض کیا کہ حضورؐ بھی اندر تشریف لے آئیں، یہ چاند اور سورج تین روز تک اسی غار میں رہے، قریش مکہ تلاش کرتے ہوئے جس وقت غار کے پاس پہنچے تو حضرت صدیقؓ نے عرض کی حضورؐ اگر دشمن نے جھک لیا تو معلوم کر جائیں گے۔

ارشاد ہوا۔

"ما ظنک باثنین اللہ ثالثھما"

"ابوبکر! تم کیا خیال کرتے ہو، ان دو شخصوں کی نسبت جن کا تیسرا ساتھی اور محافظ خود اللہ ہے اور فرمایا کچھ خوف مت کرو"

انّ اللہ معنا ط

"اللہ ہمارے (دونوں کے) ساتھ ہے"۔

ملاحظہ فرمائیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانثاروں کی جانثاریاں، ادھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ حسب الارشاد بستر پر لیٹ گئے، ادھر صدیق رضی اللہ عنہٗ اپنے بچے اور بوڑھے باپ اور اپنے گھر کو چھوڑ کر حضور علیہ السلام کی معیت میں چل پڑے

ع پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

واقعہ مذکورہ میں کون ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ایثار اور محبت رسولؐ کا انکار کرے مگر ساتھ ہی حضرت صدیقؓ کے ایثار و محبت رسولؐ کا بھی انکار کرنا صحیح نہیں، صدیق کی اس معیت کا تذکرہ خود خدا نے قرآن پاک میں فرمایا اور اسی معیت کی بدولت لبِ محبوب سے یہ الفاظ نکلے "انّ اللہ معنا" اللہ ہمارے ساتھ ہے" حضرت صدیقؓ کی معیت کا ذکر قرآن میں ہوا اور خود خدا نے لبِ محبوب سے نکلے ہوئے لفظوں کو بیان فرما کر قیامت تک کے لیے معیت رسولؐ کے پانے والے صدیقؓ کی معیتِ حق کا چرچا فرما دیا۔

مگر شیعہ حضرات کو چونکہ شبِ ہجرت کے ساتھی سے عناد ہے اس لئے وہ اس قرآن سے ثابت شدہ فضیلتِ صدیق کو بھی اپنی لایعنی باتوں سے کسی اور رنگ میں ظاہر کرنا چاہتے ہیں چنانچہ اسوقت ہمارے سامنے اخبار شیعہ لاہور ۸ فروری سنہ ۳۹ء کا پرچہ ہے جس میں اس واقعہ کا تذکرہ بایں الفاظ کیا گیا ہے کہ

"حضرت علیؓ عبائے رسول اوڑھ کر بستر رسولؐ پر سو رہے دراں حالیکہ دشمنانِ دین ننگی تلواریں کھینچے ہوئے رسالت مآبؐ کے گھر کو گھیرے ہوئے تھے ایسے خطرناک محل پر اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسولؐ کو ملاحظہ کیجیے ______

اور علیؓ کے اطمینانِ قلب کو دیکھیے کہ ارشاد ہوتا ہے کہ جیسی گہری نیند میں شبِ ہجرت بسترِ رسولؐ پر سویا کبھی نہیں سویا زہے اطاعت و شجاعتِ حیدر کہ اپنی جان خطرہ میں ڈال کر محبوبِ خدا کی جان بچائی یہ سچ ہے کہ خلیفہ اول بھی اس جناب کے ساتھ ہوئے تھے مگر کسی جلیل القدر کے ساتھ ہونے میں جو قوتِ قلب کو رہتی ہے اس کا اندازہ بھی ہر شخص کر سکتا ہے اور جو تنہا دشمنوں میں رہتا ہے اس کے دل کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے، باوجود یہ کہ رسولؐ کے ساتھ تھے مگر چیخ مار مار کر رو دیتے تھے یہاں تک کہ اس خلقِ عظیم کو بھی منع کرنا پڑا۔ اور خداوند عالم نے بھی اس آیت کے اخیر میں فرما دیا کہ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ؕ خدا رونے والوں کے ساتھ نہیں ہے صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے خواہ غار میں ہوں یا بسترِ رسولؐ پر، پس خدا علیؓ کے ساتھ تھا نہ کہ خلیفہ اول کے ساتھ۔ "اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" پر بحث کرنے والے غور کریں۔ (شیعہ" ۸ فروری ۲۹ء)

قرآن میں چونکہ اس معیت کا ذکر آ چکا ہے اس واسطے شیعہ کو ناچار "یہ سچ ہے کہ خلیفہ اول بھی اس جناب کے ساتھ ہوئے تھے" لکھنا پڑا، ورنہ بہت ممکن تھا کہ یار لوگ اس معیت کو بھی انکار کی چادر میں لپیٹ ڈالتے، افسوس کہ صدیق کے لیے معیتِ رسول ملتے ہوئے بھی لکھا جاتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ نہ تھا گویا خدا اس کے ساتھ نہیں جس کے ساتھ مصطفےٰؐ ہے۔ یاد رکھو جس کے ساتھ مصطفےٰؐ ہے یقیناً خدا بھی اسکے ساتھ ہے، یہ محض عنادِ صدیقی کا نتیجہ ہے، ورنہ حضرتِ صدیقؓ کی عدیم النظیر معیت کی اہمیت کا وہی انکار کریگا جسے صدیقؓ سے خدا واسطے کا بیر ہے مذکورہ ... شیعہ کی تحریر میں اگر علی کرم اللہ وجہہ ... رضی اللہ عنہ اور صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ علیؓ کو تصور کر لیا جائے تو ان بزرگوں کا قلم بکلفت پلٹ جائے گا اور پھر ان کی تقریریں یوں ہوں گی کہ دیکھیے اگر صدیق کو حضورؐ سے کچھ بھی محبت ہوتی تو وہ کیوں ایسی گہری نیند سو جاتے کہ کبھی ایسی نیند سوئے ہی نہ تھے، کسی شخص کا محبوب دشمنوں کے نرغے میں ہو اور وہ یوں سو کر ایسی میٹھی نیند وہ کبھی سویا ہی نہ تھا، اگر ابوبکرؓ کو اپنے رسولؐ سے پیار ہوتا، ان کا خیال ہوتا تو ساری رات بےچینی و پریشانی میں کٹ جاتی، ہرگز ہرگز آنکھ نہ لگتی اور ابوبکرؓ کا بسترِ رسولؐ پر سو جانا کوئی خطرناک بات نہ تھی کیونکہ قریشِ مکہ کبھی بھی سوئے ہوئے پر حملہ آور نہ ہوا کرتے تھے، جگا کر حملہ کرنا ان کا شیوہ تھا، اسی واسطے صدیقؓ کے بستر کی طرف جب وہ آئے تو انہوں نے جگایا، جب انہوں نے دیکھا کہ یہ ابوبکرؓ ہے تو انہوں نے چھوڑ دیا، قربانی و ایثار، عشق و محبت تو علیؓ کی ذات سے ظاہر ہوا، جو تاریکیٔ شب میں

> یہ محض عنادِ صدیقی کا
> نتیجہ ہے ورنہ حضرت
> صدیق رضؓ کی عدیم النظیر
> معیت کی اہمیت کا وہی
> انکار کریگا جسے ان سے
> خدا واسطے کا بیر ہے ۔

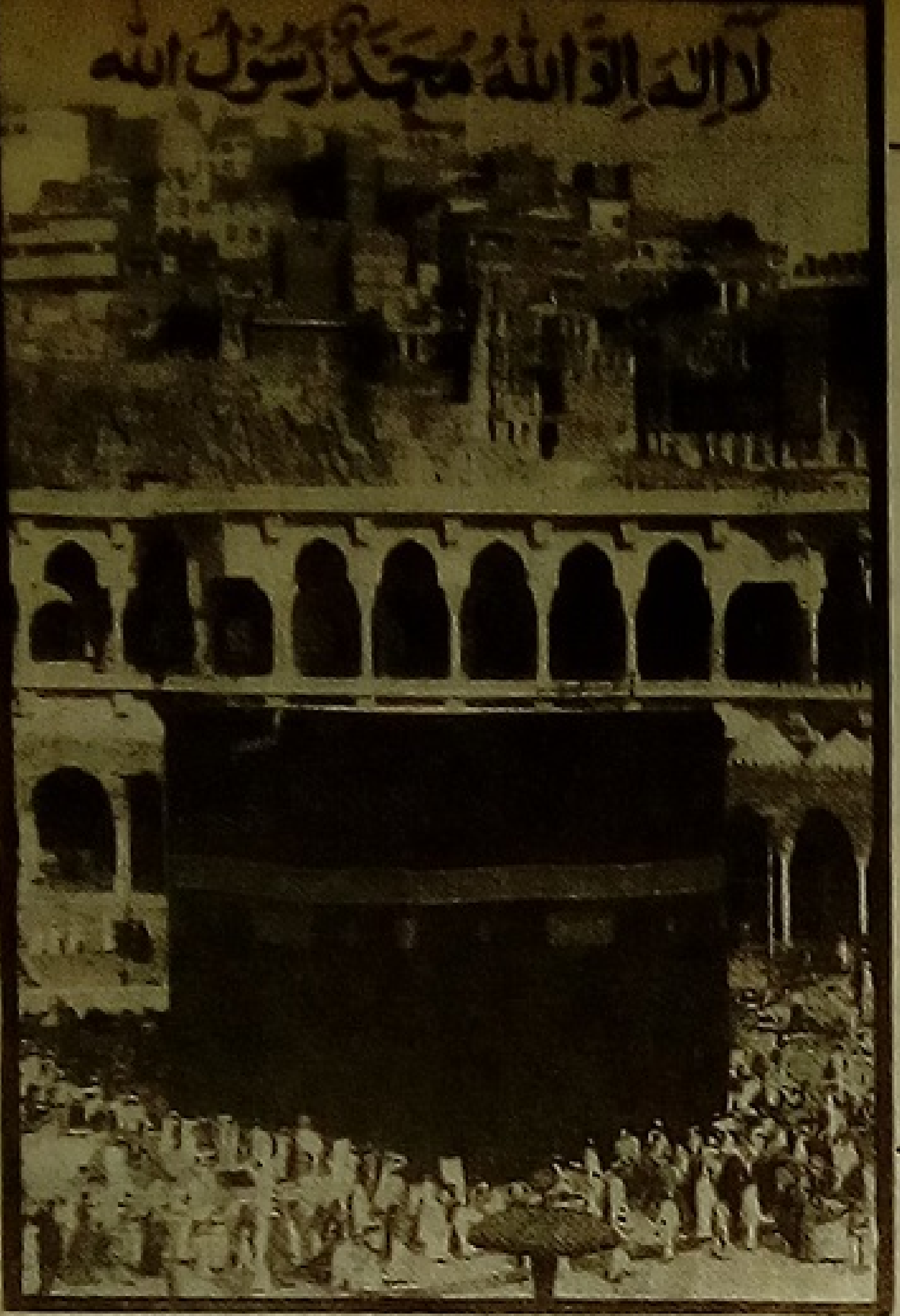
رسولؐ کے ساتھ چل پڑا، فرقت گوارا نہ کی راستے میں جب نکیلے پتھروں نے حضورؐ کو تکلیف دی تو علیؓ نے دیکھیے اپنی پرواہ نہ کی ______ اور حضورؐ کو کندھے پر اٹھا لیا، غار تک پہنچے تو پہلے خود اندر جا کر پیارے محبوب کے لیے جگہ صاف کی، روزن بند کیے، پھر محبوب کو اندر بلایا، پھر عشقِ رسولؐ دیکھیے کہ تین روز رسولؐ کے ساتھ ہی اس غار میں رہے، ابوبکرؓ تو بھلا ایک شب کے لیے بسترِ رسولؐ پر لیٹ گئے، جب قریشِ مکہ کو یہ علم ہوا کہ یہ ابوبکرؓ ہے تو ابوبکرؓ خطرے سے باہر ہو گئے، مگر علیؓ کی معیت دیکھیے تین روز تک محبوب کے ساتھ ساتھ رہے، قریش غار کے منہ تک آ پہنچے تو علی کو اپنی نہیں، اپنے محبوب کی فکر ہوئی، مگر رسولؐ نے کس شان سے یوں تسکین فرمائی کہ "اے علیؓ مت ڈرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" یعنی اللہ میرے اور تیرے دونوں کے ساتھ ہے۔ صلوٰۃ بر محمد و آل محمد۔

ہاں صاحب! دیکھیے ابوبکرؓ کا بستر پر لٹا دیا جانا کوئی چیز نہیں، حضورؐ نے ابوبکرؓ کو انہیں لوگوں میں چھوڑ دیا اور خود بنفس نفیس حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاں جا کر علیؓ کو اپنے ہمراہ لیا، یہ فضیلت دیکھیے علیؓ کی کہ علی نے اپنے گھر، اپنے بال بچوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے رفاقتِ رسولؐ کو ترجیح دی، رسولؐ کا ساتھ نہیں چھوڑا، تاریکیٔ شب میں حضورؐ کے ساتھ چلتے رہے شب بھر اپنے محبوب کی رفاقت میں تکلیفیں اٹھاتے رہے مگر ابوبکرؓ کا کیا بگڑا، انہوں نے کیا تکلیف برداشت کی یہی نا کہ شب بھر مزے سے سو لیے۔

یہ وعظ ہوتا "شیعہ" کا، اس وقت جبکہ صدیقؓ کی جگہ علیؓ اور علیؓ کی جگہ صدیقؓ ہوتے۔ مگر چونکہ واقعہ میں معیتِ رسولؐ صدیقؓ کو حاصل ہے اس لیے وہ بسترِ رسولؐ پر سونے کی اہمیت تو بیان کرتے ہیں مگر معیتِ رسولؐ اور رفاقتِ نبیؐ میں محض اپنے محبوب کے لیے تکالیف برداشت کرنے کو محض عناد کی وجہ سے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

"شیعہ" نے صدیقؓ کی معیتِ رسولؐ کو تو ناچار تسلیم کیا ہے، مگر چونکہ وہ فضیلتِ صدیقؓ نہیں چاہتے کہ ظاہر ہونے پائے اس لیے ارشاد ہوا ہے کہ "کسی جلیل القدر کے ساتھ ہونے میں قوتِ قلب زیادہ رہتی ہے اور تنہائی میں حالت اور ہوتی ہے" گویا صدیق اکبرؓ شیعہ کے نزدیک خطرہ میں نہ تھے، خطرہ میں علیؓ تھے، جو تنہا تھے، ہم کہتے ہیں کہ حضرتِ صدیقؓ کے ساتھ اگر یہ جلیل القدر ہستی تھی تو حضرت علیؓ بھی تنہا نہ تھے آپ کے ساتھ اسی جلیل القدر ہستی کا یہ وعدہ تھا کہ "کوئی فکر نہ کرنا، کوئی شخص تمہارا بال بیکا نہ کر سکے گا۔" آپ کے ساتھ آپ کا خدا تھا۔ آپ تنہا کہاں تھے؟ اسی واسطے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی مزے کی گہری نیند سو رہے کہ آپ کو وعدۂ رسولؐ پر ایمان تھا آپ اگر خطرے میں ہوتے تو گہری نیند ہرگز نہ سوتے صدیقؓ کا دل معیتِ رسولؐ سے قوی تھا تو علیؓ کا دل وعدۂ رسولؐ سے قوی تھا، اور اگر اسکے باوجود علیؓ خطرے ہی میں تھے تو صدیق اکبرؓ خود اس وعدہ باوجود کے ہمراہ تھے جس کی وجہ سے علی کرم اللہ وجہہ خطرے میں پڑے۔ گویا صدیقؓ بھی خطرے سے باہر نہ تھے، کیا صدیق اکبرؓ اور سرورِ عالمؐ تاریکیٔ شب اور قیامِ غار کے دوران میں خطرے سے باہر تھے؟ ہرگز نہیں، قریشِ مکہ سر توڑ تلاش میں تھے حتیٰ کہ غار تک آ پہنچے

باقی صفحہ ۴۲ پر



○ عالمی سطح پر بین الاسلامی مشاورتی کمیٹی تشکیل دی جائے جو حج کے انتظامات کرے۔

○ بہتر انتظام کرنے اور حادثات سے بچنے کے لئے بین المسلمین حج کانفرنس طلب کی جائے۔

...کے ...اکروڑ سے زائد مسلمانوں کے لئے عیدالاضحی کا دن ماتم اور غم کا موقع بن گیا۔ منیٰ اور مکہ کے درمیان بنائی گئی سرنگ میں دو ہزار کے قریب حاجیوں کا شہید ہو جانا ایک ایسا واقعہ تھا۔ جس نے پورے عالم اسلام میں ماتم برپا کر دیا۔ ساتھ ہی عالم اسلام کے سامنے ایک بار پھر یہ سوال پوری شدت سے اٹھ گیا کہ کیا سعودی عرب میں مقامات مقدسہ کی دیکھ بھال کی ذمہ داری و حج کے انتظامات کسی عالمی اسلامی تنظیم کے سپرد ہونے چاہئیں؟ کیا سعودی حکومت کے انتظام و اہتمام میں کوئی کمی و خامی ہے؟ یہ واقعہ صرف ایک حادثہ تھا؟ کوئی سازش تھی؟ یا سعودی حج انتظامیہ کی کوتاہیوں کا نتیجہ تھا؟ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے جسے نظرانداز کیا جا سکے۔ سعودی شہزادہ فہد اسے صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی کہہ کر اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ ایرانی حکمران اس واقعہ سے سیاسی فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اسے براہ راست شاہ فہد کا نکما پن

قرار دے رہے ہیں مگر یہ ایک غیر مناسب حرکت ہے۔ اس طرح کی ٹریجڈی سے سیاسی فائدہ اٹھانے کی کوشش جہاں قابل مذمت ہے وہاں اس ٹریجڈی پر پردہ ڈالنا اور اپنی ذمہ داریوں سے فرار اختیار کرنا بھی غلط ہے دنیا کے ...اکروڑ مسلمان حق بجانب ہیں کہ وہ سعودی حکومت سے اس حادثہ کی تمام تفصیلات عوام کے سامنے پیش کرنے کا مطالبہ کریں تاکہ دوبارہ اس قسم کا حادثہ پیش نہ آئے۔ اب تک اس سلسلہ میں جو بھی رپورٹیں ملی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے لئے براہ راست سعودی حکام ذمہ دار ہیں۔ پہلی رپورٹ یہ تھی کہ اس ۴۵۰ میٹر لمبی اور ۱۰ [illegible] چوڑی سرنگ میں بجلی فیل ہو جانے سے ایئرکنڈیشن کا نظام فیل ہو گیا جس کی وجہ سے آکسیجن کی کمی ہوئی جس سے لوگ بے ہوش ہو گئے بھگدڑ مچ گئی اور

ہزاروں افراد پیروں تلے کچلے گئے اگر یہ درست مانا جائے تو پھر اس کی ذمہ داری حکام پر ہے۔ اس طرح کی سرنگ میں ہمیشہ بجلی کا متبادل نظام رکھا جاتا ہے تاکہ بجلی فیل ہونے کی صورت میں کسی کی جان کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ لیکن نئی دنیا کی اطلاعات یہ ہیں کہ بجلی فیل نہیں ہوئی تھی یہ خبر غلط ہے۔

دوسری اطلاع یہ ہے کہ اس سرنگ کے اوپر سے گزرنے والی سڑک پر دو ٹرک آپس میں ٹکرا گئے جس سے کیمیکل لانے والے ٹرک کی گیس سرنگ میں پھیل گئی۔ جس سے گھٹن ہوئی اور اتنی بڑی تعداد میں حاجی شہید ہوئے۔ لیکن اس خبر کی بھی تصدیق نہیں ہو سکی۔

اور روکتے ہیں اللہ کی راہ اور اس ادب والی مسجد سے جو ہم نے سب لوگوں کے لئے مقرر کیا اس میں ایک سا حق ہے وہاں کے رہنے والے اور پردیسی کا۔

سعودی گورنمنٹ عازمین حج سے حج ٹیکس وصول کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے حج پر جانے والے کے اخراجات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہزاروں مسلمان ایسے ہوں گے جو اس ٹیکس کی رقم ادا [illegible] اخراجات کے سبب حج بیت اللہ کی سعادت سے محروم رہ جاتے ہوں گے۔ اب جبکہ سعودی عرب کو اللہ نے تیل کی عظیم دولت سے مالامال کر دیا ہے اسے عازمین حج سے ٹیکس کی یہ رقم وصول کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ نیز مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں مبینہ حج ٹیکس کی وصولی کا کیا جواز رہ جاتا ہے اگر وصولی کرنی ہے تو پھر سب سے کی جائے۔ خواہ وہ حجاز مقدس کا رہنے والا ہو یا باہر کا پردیسی ہو یا مقامی۔ کہیں اس قسم کی رکاوٹیں پیدا کر کے سعودی گورنمنٹ کا مقصد حاجیوں کی تعداد کو کم کرنا تو نہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو سعودی حکومت اللہ کے ہاں اس کریہہ فعل کا کیا جواب دے گی۔ نیز وہ خود کو اللہ کے غیض و غضب سے کس طرح محفوظ رکھے گی۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کے مطابق مکہ کی سرزمین کسی کی ملکیت نہیں ہو سکتی اس طرح مکہ کی زمین کو خریدنا اور فروخت کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح حاجیوں سے رہائشی کرایہ وصول کرنا بھی درست نہیں اس لئے کہ مکہ کی سرزمین روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کا حق ہے اس میں پردیسی اور مق...

تیسری اطلاع یہ ہے کہ سرنگ میں ایک طرف راستہ ہے لیکن اس میں دونوں طرف سے ہزاروں کی تعداد میں منیٰ جانے اور وہاں سے لوٹنے والے حاجی داخل ہو گئے۔ جن کے ٹکراؤ کے نتیجے میں یہ حادثہ پیش آیا۔ اگر یہ خبر درست ہے تو اس کے لئے مقامی پولیس اور انتظامیہ ذمہ دار ہے جس کے خلاف سخت سے سخت کارروائی ہونی چاہئے۔

کچھ حاجیوں کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ حادثہ نہیں بلکہ ایک سازش ہے جس کا مقصد سعودی حکومت کو بدنام کرنا ہے اور اس کے ہاتھ سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا کنٹرول چھینا ہے۔ پہلے بھی ایران حج کے موقع پر ہنگامے و فساد کرنے کی کوشش کر چکا ہے لیکن ماضی میں عالم اسلام نے اس کی ان حرکتوں کو ناپسند کیا تھا اور ان کی مذمت کی تھی اس لئے اب اس نے چھپے ڈھنگ سے یہ کھیل کھیلا ہے جس سے کہ اس پر الزام بھی نہ آئے اور سعودی حکومت بھی بدنام ہو جائے۔ جان بوجھ کر … ایسے افراد بھیجے گئے جنہوں نے سرنگ کے اندر … میں بھگدڑ … پانی اور حالات کو بگاڑا۔ بہرحال اس الزام کے لئے کوئی ثبوت نہیں ہے۔

… اس بات کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ یہ بھگدڑ رجحان … کی … بالفرض اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی … سعودی انتظامیہ کی ذمہ داری کم نہیں ہوتی۔

> عام طور پر اس طرح کی سرنگوں میں کیمرے لگے رہتے ہیں جن کی مدد سے پوری سرنگ پر نظر رکھی جا سکے تاکہ ہجوم کو گائڈ کیا جائے، اگر یہ انتظامات نہیں تھے تو یہ بہت کوتاہی ہے ——

سرنگ کے اندر لوگوں کے ہجوم کو کنٹرول کرنے والے افسران موجود ہونے چاہئیں۔ عام طور پر اس طرح کی سرنگوں میں کیمرے لگے رہتے ہیں جن کی مدد سے پوری سرنگ پر نظر رکھی جا سکے اور ڈسپلے سسٹم ہوتا ہے جس سے ہجوم کو گائیڈ کیا جائے۔ اگر یہ انتظامات نہیں تھے تو یہ بہت بڑی کوتاہی ہے اور اگر یہ انتظامات تھے تو ان کا استعمال کیوں نہیں ہوا؟

یقیناً سعودی حکومت نے پچھلے دس بیس برسوں میں حج کے انتظامات بہتر بنانے اور دنیا بھر سے آنے والے لاکھوں حاجیوں کو سہولتیں پہنچانے کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ ان کے یہ اقدامات قابل ستائش ہیں۔ مگر حج بیت اللہ ایک ایسا فریضہ ہے جس سے دنیا کے تمام حصوں میں رہنے والے مسلمان وابستہ ہیں اس لئے حج کے انتظامات میں دنیا کے مختلف حصوں کے مسلمانوں کو شامل کیا جائے تو یقیناً اس میں کوئی برائی نہیں ہے حاجیوں کی دیکھ بھال بہت ہی اہم … ہیں جن پر غور ہونا چاہئے۔ حج کے دنوں میں … ہوتا ہے لوگوں کو پریشانی … عام دنوں کو دور کرنے … مسلمان کی پہنچ تک لانے، بہتر انتظامات … ہونی چاہئے۔ عالمی سطح کی … حج کے انتظامات دیکھے۔ فریضہ حج تو صرف سعودی حکومت کی ذمہ داری ہے اور نہ ہی اس کی اجارہ داری۔ اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ دنیا بھر کی مسلم تنظیمیں، جماعتیں، علماء اور مذہبی رہنما سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کریں۔ اسے سیاسی رنگ دینے کے بجائے اور اس سے سیاسی فائدہ اٹھانے کے بجائے دنیا کے ۱۰۰ کروڑ مسلمانوں کے مفاد میں ایسے اقدامات ہوں جس سے یہ فریضہ پوری دنیا کے لئے ایک شاندار مثال بن جائے۔ نہ کہ ہر برس یہ کسی تنازعہ کا شکار ہو جائے، بلکہ امن اور خوشی … کا موقع ثابت ہو اور دنیا بھر میں مسلمانوں کی … کا باعث بنے۔ …

سنگاپور میں نورِ اسلام کی ضیاء باریاں

… اپریل کی … کے ذریعہ حضرت مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری میرٹھی وارد سنگاپور ہوئے۔ معززین شہر کا ہجوم کثیر استقبال کے لئے ساحل پر موجود تھا۔ مولانا کے تشریف لاتے ہی جلوس ترتیب دیا گیا اور ساڑھے ۱۱ بجے سے ۳ بجے تک جلوس شہر کے مختلف حلقوں میں گشت کرتا رہا۔ بہت سے مواقع پر پھولوں کے ہار، عطر و گلاب سے تواضع کی گئی۔ اس دن سے لگاتار عربی، انگریزی اور اردو تقریروں کا سلسلہ جاری ہے۔ دن بھر مسلم و غیر مسلم ملاقات کے لئے آتے اور مولانا کے مدلل طرز کلام سے اپنے شبہات میں تسلی پاتے رہتے ہیں اسی سلسلہ میں مسٹر … دت ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی بیرسٹر ایٹ لا جو سنگاپور کے نہایت سربرآوردہ مشہور بیرسٹروں میں سے ہیں۔ مولانا موصوف سے ملے ملاقاتوں میں دینی گفتگو اور چند تقریروں کی شرکت نے ان کو … متاثر کیا کہ …

۳ مئی … ایک شنبہ کی سہ پہر کو ۲ بجے مدرسہ الجنید کے وسیع میدان میں ہزاروں مسلمین و غیر مسلمین مجمع کے سامنے بطیب خاطر مولانا موصوف کے دستِ حق پرست پر مشرف با اسلام ہوئے۔ اسلامی نام سراج النور دت رکھا گیا۔

بیرسٹر صاحب موصوف نے ایک مختصر تقریر میں مولانا ممدوح سے ملنے اور اپنے شبہات کا تشفی بخش جواب پانے کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ وہ سنسکرت جانتے ہیں۔ کتب ہندو دھرم کا مطالعہ بھی کر چکے ہیں۔ ان کے والد سنسکرت کے مشہور فاضل اور بہت سی کتب ہندو دھرم کے مترجم تھے۔ موصوف نے اپنی زندگی برہمو سماج طریق پر گزاری۔ آخر مولانا کے فیض صحبت نے ان کو اس نتیجہ پر پہنچایا کہ بہترین زندگی اتباع رسول عربی میں ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آج وہ برضا و رغبت اپنے مسلمان ہونے کے اظہار پر مسرور ہیں۔

مولانا موصوف نے سرداران عرب نے … کی

خدمت میں پھولوں کے ہار پیش کئے۔ حضار مسلمین نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور صدائے تبریک و تحسین سے تمام میدان گونج اٹھا۔ وہ منظر قابلِ دید تھا۔ جب مسلمان اپنے نئے بھائی سے معانقہ و مصافحہ کرتے ہوئے مبارکباد دیتے اور اپنی سچی محبت و اخوت کا اظہار کرتے تھے۔ آخر میں سب نے مل کر موصوف کے حق میں دعائے استقامت اور مولینا ممدوح کی عمر و علم و عمل میں برکت کی دعا مانگی۔ اس کے بعد مولینا ممدوح نے "طریق فہم قرآن" کے عنوان پر ایک بلیغ بصیرت افروز خطبہ انگریزی زبان میں دیا۔ اس عنوان پر اس سے قبل بھی اسی میدان میں مولینا موصوف تین تقریریں فرما چکے تھے۔ اور یہ اسی سلسلہ کا چوتھا نمبر تھا۔

اسی شب کو ۹ بجے ایک فاضل انگریز مسمی ولیم ہیرلڈ سانس جو کئی بار مولینا —— سے مل کر دینی مطالعہ کر چکے اور مولانا کی کئی انگریزی تقریروں میں شریک ہو چکے تھے موصوف کی قیامگاہ ڈاکٹر حفیظ الدین —— کے بنگلہ پر تشریف لائے۔ اس وقت معززین شہر میں سے تقریباً پچاس نفر مسلمان مولانا کے پاس موجود تھے ان انگریز صاحب کے آتے ہی مولانا نے روئے سخن انکی جانب کیا۔ اور چند ہی منٹ کی گفتگو میں ان کے قلب

باقی —— ۵۰ پر

جموں و کشمیر کی خود مختار عبوری حکومت کا اعلان

(احوال کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ——— مدیر)

دیر آید درست آید کے مصداق آخر کار جد و جہد آزادی کی سب سے بڑی علمبردار جماعت جموں کشمیر لبریشن فرنٹ کے چیئرمین جناب امان اللہ خان نے ایک خود مختار عبوری حکومت کا اعلان کر دیا ہے!

جناب امان اللہ خان نے یوں ہی ۱۸ جون ۱۹۹۰ء کو آزاد کشمیر کے دار الحکومت میں یہ تاریخ ساز اعلان کیا چار دانگ عالم میں دنیا پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ جموں کشمیر کے عوام کی جد و جہد جس کو ہندوستان بیرونی سازش اور فرقہ پرستوں کی شورش قرار دیتا ہے وہ قطعی غلط ہے بلکہ یہ ایک کروڑ سے زائد غلام انسانوں جن میں ہر مذہب و فرقہ کے لوگ شامل ہیں کی ہر قسم کے غیر ملکی تسلط ظلم و جبر کے خلاف اعلان جنگ ہے اور وہ آزاد فضاؤں میں اپنے مادر وطن کی تعمیر و ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔

اس اعلان آزادی کے منظر عام پر آنے کی دیر تھی کہ دہلی کے خرمن آفس میں ایک طوفان برپا ہو گیا ہندوستانی حکام نے فوراً رد عمل ظاہر کرتے ہوئے پاکستانی حکام کے تاثرات معلوم کئے بد قسمتی سے پاکستان کا جواب بھی حسب توقع تھا۔

انہوں نے لگی لپٹی رکھے بغیر دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ ہم امان اللہ خان کی اس عبوری حکومت کو کبھی تسلیم نہیں کریں گے اور نہ ہی یہ حکومت مستقبل قریب میں پاک و ہند مذاکرات کے راستے میں حائل ہو سکتی ہے۔ بلکہ کشمیر کی اصل اور نمائندہ حکومت تو مظفر آباد کی وہ لولی لنگڑی حکومت ہے جو اسلام آباد سے مسلط کی جاتی ہے اور جس کی صرف زبان اپنی ہوتی ہے باقی سب کچھ ہمارا۔

یاد رہے کہ مستقبل قریب میں ہندوستان اور پاکستانی حکام کے درمیان مسئلہ کشمیر پر مذاکرات ہونے والے ہیں لہٰذا باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ ہندوستان نے ان مذاکرات کے لئے سب سے بڑی شرط یہ

عباس احمد آزاد

رکھی ہے کہ معاہدہ شملہ کی از سر نو تجدید کی جائے۔

معاہدہ شملہ کیا ہے ہر محب وطن کشمیری یہ سمجھتا ہے کہ معاہدہ شملہ دراصل دوسرا معاہدہ امرتسر ہے جس میں مظلوم و مجبور کشمیریوں کو بشمول ان کے مادر وطن بھیڑ بکریوں کی طرح فروخت کر دیا گیا تھا سوائے آزاد کشمیر کے حکمرانوں خواہ ان کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہو کسی بھی باضمیر کشمیری نے اب تک معاہدہ شملہ کو دل سے تسلیم نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہی وہ معاہدہ ہے جو ان کی جد و جہد آزادی کے راستے میں نہ صرف بہت بڑی رکاوٹ ہے بلکہ موجودہ وقت اسی

> ہندوستان نے مذاکرات کے لئے سب سے بڑی شرط یہ رکھی ہے کہ معاہدہ شملہ کی از سر نو تجدید کیجائے

معاہدہ نے ان کو عالمی حمایت سے بھی محروم کر دیا ہے۔

لہٰذا ظاہر بات ہے چند روز بعد ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ہونے والے مذاکرات کا جو نتیجہ برآمد ہوگا وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اور آزاد کشمیر حکومت کا جو رویہ ہوگا وہ بھی دنیا پر عیاں ہے بلکہ گمان غالب یہ ہے کہ آزاد کشمیر حکومت سرکاری اخراجات پر تقریباً تین سال تک اس کی حمایت میں ڈھنڈورا پیٹے گی کہ یہ بہت بڑا کامیاب معاہدہ ہے اور وزیر اعظم پاکستان کی دانائی کی علامت ہے اس معاہدہ کی تجدید نو کے فوراً بعد حکام کی یہ کوشش ہوگی کہ ہندوستان کی حسب خواہش آزاد کشمیر سے ہندوستان کے خلاف کسی بھی نوع کی سرگرمی نہ ہونے پائے اور نہ ہی مقبوضہ علاقہ سے ہجرت کر کے آنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گویا یہ تمام کام آزاد کشمیر حکومت سر انجام دے گی۔

حالانکہ حکومت پاکستان کو چاہئے تھا کہ وہ حالات کی نزاکت کو مد نظر رکھ کر عبوری حکومت کو تسلیم کر لیتی یا کم سے کم خاموشی اختیار کر لیتی تاکہ مجوزہ مذاکرات کے دوران ہندوستان اس کو کسی نوع کے کمزور معاہدہ پر مجبور نہ کر سکتا کیونکہ موجودہ وقت کسی بھی قسم کی کمزوری نہ صرف عالمی سطح پر ہندوستان کے لئے نہایت ہی سود مند ثابت ہو سکتی ہے بلکہ اندرون مقبوضہ کشمیر حریت پسند جو موت یا آزادی کا تہیہ کئے ہوئے ہیں سخت مایوس اور کرب کا موجب ثابت ہوگی اور اگر ایسا ہو گیا تو پھر شاید صدیوں بعد بھی مقبوضہ کشمیر میں ہندوستان کے خلاف کوئی تحریک سر نہ اٹھا سکے۔

دوسری جانب اس عبوری حکومت کا براہ راست پاکستان کو یہ فائدہ ہوگا کہ ہندوستان کے پاس اب پاکستان کو مورد الزام ٹھہرانے کا کوئی راستہ باقی نہیں رہا تھا چونکہ بجا طور پر پاکستان اقوام عالم پر یہ بات واضح کر سکتا تھا کہ باغی حکومت اس کے دائرہ اثر سے باہر ہے مگر ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ پاکستانی حکام نے دور اندیشی سے کام نہ لیا اور نہایت ہی جلدبازی میں نہ صرف ایسی حکومت کے خلاف محاذ کھول دیا بلکہ اہل کشمیر کی ذمہ داری ایک مرتبہ پھر اپنے نازک کاندھوں پر لے لی۔ اور وہ بھی ایسے حالات میں جبکہ پورا کشمیر ایک شعلہ و جوالہ بنا ہوا ہے بلکہ وزیر اعظم پاکستان نے تو مسلم ممالک کے دورہ کے فوراً بعد ہی یہ خوشخبری سنادی تھی کہ میرا دورہ بہت کامیاب رہا اور خدانخواستہ اگر کشمیر آزاد ہوگیا تو برصغیر کی تقسیم کا فلسفہ ہی یکسر ختم ہو کر رہ جائے گا۔!

چنانچہ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بقول وزیر اعظم پاکستان کشمیر جو تاریخ کے کسی بھی دور میں کبھی باقاعدہ ہندوستان یا پاکستان کا آئینی حصہ نہیں رہا ہے اگر اس کی آزادی سے برصغیر کی تقسیم کا فلسفہ الٹ جائیگا تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ مشرقی پاکستان جس نے ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے حق میں ووٹ دیا تھا بنگلہ دیش بن جانے سے ایسا نہ ہوا۔

بہرحال وزیر اعظم پاکستان کے والد محترم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۷۲ء میں بنگلہ دیش کی حقیقت کو تسلیم کر کے لاہور کے ہوائی اڈہ پر شیخ مجیب الرحمٰن کو گلے لگایا تھا تو اس وقت بھی موقف وزیر اعظم اندرا گاندھی کا تھا کہ آج کے دن تقسیم ہند کا فلسفہ ختم ہوگیا ہے جبکہ پاک و ہند کے بہت سے دانشوروں نے اس وقت بھی اندرا گاندھی کی اس منطق کو چیلنج کرتے ہوئے لکھا تھا کہ دراصل تقسیم ہند کا فلسفہ غلط ثابت نہیں ہوا بلکہ برصغیر میں ایک اور پاکستان وجود میں آگیا ہے جو آخرکار ہندوستان کو مہنگا پڑے گا نیز تاریخ آج زبان و حال سے اسی قول کی صداقت کو تسلیم کرتی ہے۔

اسی طرح اگر پاکستان کے دانشور سیاستدان اور قلم کار بھی ٹھنڈے دل سے سوچیں اور وسیع النظری کا مظاہرہ کریں تو یقیناً ایک خود مختار کشمیر نہ صرف پاکستان کے بہترین مفاد کا تقاضا ہے بلکہ اس مسئلہ کا مثبت حل بھی یہی ہے ورنہ ۳ جولائی ۱۹۹۰ء کے روزنامہ جنگ میں لاکھوں انسانوں نے برطانوی ماہرین کی وہ سروے رپورٹ ملاحظہ کی ہوگی جس میں انہوں نے یہ حیرت انگیز انکشاف کیا ہے کہ اب مقبوضہ کشمیر میں ہندو اور مسلمانوں

> یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ وہ کشمیر کا کھیل — جیتنے کے بعد اندرون ہند بھی مسلمانوں کو تنگ کرنے کی پالیسی اپنالے —

کا تناسب آبادی برابر ہوچکا ہے؟ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یقیناً یہ کچھ دنوں کی بات ہے کہ ہندوستان اعلان کردے گا کہ آئیے کشمیر میں رائے شماری کراتے ہیں اول تو یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ ۱۹۴۹ء کی قرارداد میں حکومت پاکستان نے اقوام متحدہ میں اس بات کو تسلیم کیا ہوا ہے کہ کشمیر میں رائے شماری سے قبل وہ تمام افواج کو نکال لے گا جبکہ ہندوستان اپنی آدھی فوج کو نکالے گا گویا عقل سلیم یہ کہتی ہے کہ ہندوستان اگر رائے شماری پر آمادہ بھی ہو جائے تو پاکستان اپنے اس معاہدہ کو ہرگز نہیں پورا کر سکے گا بلکہ گزشتہ دنوں ہندوستانی نمائندے نے اقوام متحدہ میں بھی اس موقف کو اپنایا تھا اور ہم نے بخوبی مشاہدہ کیا کہ ہمارے کے بڑے بڑے دانشوروں نے ہندوستان کے اس موقف پر حیرت کا اظہار کیا جیسے یہ کوئی انوکھی بات ہے حالانکہ حقائق بہرحال یہی ہیں مگر ایسا لگتا ہے کہ بہت کم لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ پاکستان نے اقوام متحدہ میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔

بہرحال فرض کر لیتے ہیں کہ مستقبل قریب میں اگر ہندوستان رائے شماری پر آمادہ ہو بھی جاتا ہے تو یہ بات تو خیر صحیح ہے کہ کسی ایک غیر مسلم کا ووٹ بھی پاکستان کو نہیں ملے گا۔ البتہ رہ بھی جو مسلمانوں کے ووٹ ہیں یقین جانیئے کہ وہ بھی تقسیم ہو جائیں گے یعنی ہندوستان پھر بھی بازی جیت جائے گا۔

شاید بہت لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو کہ مسلمان بہرحال پاکستانی کو ووٹ دے گا مگر ہمارا تجربہ اور رائے یہ ہے کہ فاروق عبداللہ اور مفتی سعید جیسے ہزاروں ہندوستان کے نمک خوار ہر حال میں یہی کوشش کریں گے کہ یہ غلطی نہ کریں کیونکہ ان کو اچھی طرح اس بات کا علم ہے کہ الحاق پاکستان کی صورت میں ان کی قبریں بھی عذاب کا نشانہ بنیں گی۔!

گویا اس تمام تر صورتحال کی روشنی میں جناب امان اللہ خان کی عبوری خود مختار حکومت اس بات کی واضح دلیل تھی کہ ہندوستان کو اس گھمنڈ میں نہیں رہنا چاہیئے کہ یہ کوئی علاقائی یا فرقہ وارانہ جھگڑا ہے جس کو مذاکرات کی میز پر یا کسی ایک فرقے کے قتل عام سے چکا دیا جائے گا بلکہ یہ تو ایک کروڑ انسانوں کے حق آزادی کا سوال ہے جس کا صرف اور حل یہ ہے کہ ان کے مادر وطن کو مکمل آزادی اور خود مختاری دے دی جائے جس میں ہندو مسلم سکھ بدھ عیسائی پارسی سب ہی رہتے ہیں یقیناً اہل کشمیر کا یہ موقف ہندوستان کو نہ صرف مسلمانوں کے قتل عام سے باز رکھ سکتا ہے بلکہ اندرون ہندوستان فرقہ وارانہ تصادم سے بھی اس کو باز رکھ سکتا ہے ورنہ یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ وہ کشمیر کا کھیل جیتنے کے بعد اندرون ہندوستان بھی مسلمانوں کو از سر نو تنگ کرنے کی پالیسی اپنالے چنانچہ ہم اس ملک کے ارباب اقتدار سے علاوہ ہر شعبہ زندگی کے لوگوں سے پرزور استدعا کرتے ہیں کہ وہ جذبات سے ہٹ کر از سر نو اپنے نظریات پر نظر ثانی کریں شاید وہ ہماری بات کو سمجھ جائیں۔

خاموشی اور جھجک

رشید احمد طاہر

"خاموشی اور جھجک، شرم اور خوف، ہمارے سماج میں مرد اور عورت کے درمیان خوف کی آہنی جالی حائل رہتی ہے۔ درندوں کی طرح انہیں الگ الگ کٹہروں میں رکھا جاتا ہے۔ ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ دونوں مہذب اور اشرف المخلوقات ہیں۔ خوف یہ دلایا جاتا ہے۔ کہ یہ دونوں مل گئے تو مہذب نہیں رہ سکیں گے۔ جانور بن جائیں گے۔ تعجب ہے۔ کہ انسان ایسا ہی کمزور ہے تو وہ جانور سے برتر کیسے ہے کیا۔ محض اس لئے کہ؟

وہ پابندیوں کے ذریعے ہوس پر قابو پاتا ہے۔ انسان ہمیشہ پابندیوں میں نہیں رہتا۔ اوپر کی زنجیر پہناؤ تو ایک دن اسے بھی توڑ دیتا ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ!

جو چیز اس سے دور رکھو گے اس سے چھپاؤ گے وہ اس کے لئے دلچسپ ہو جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ!

جوانی اور دریا کی روانی نہیں رکتی۔ راستہ روکو تو دوسری طرف سے بہنے کے راستے نکل لیتی ہے۔

جوانی کا علاج زنجیر نہیں ہے۔ وہ صحیح وقت پر صحیح دوا چاہتی ہے۔ جوانی کا یہی ایک علاج ہے کہ صحیح وقت پر بچوں کی شادی کر دی جائے۔ ڈاکٹر یہی مشورہ دیتے ہیں کہ مرض معمولی ہو یا غیر معمولی۔ اس کا علاج وقت پر ہونا چاہئے۔ اگر نہ ہوا تو مرض بڑھتا۔ پھیلتا اور آوارہ ہوتا چلا جائے گا۔"

تشنہ بلگرامی

اسلامی سکّے

پہلا اسلامی سِکّہ حضرت عمرؓ کے حکم سے جاری ہوا



Arabic coin of Abd Al-Malik (69 . 693 A.D.) (The British Museum, London)



Abbasid Dirham of Harun Al-Rashid (795 A.D.) (The British Museum, London)



Fatimid Dinar of Al-Muiz (968 A.D.) (The British Museum, London)

نزولِ قرآن مقدس کے بعد سب سے پہلی اسلامی حکومت ۱ھ مطابق 622ء میں سرزمین عرب پر قائم ہوئی جس کا صدر مقام مدینہ منورہ تھا اور سب سے پہلا اسلامی سکّہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے حکم سے 18ھ مطابق 639ء میں جاری ہوا۔ اس کا نام درہم اور اس کا وزن تقریباً تین ماشہ تھا۔ اسی زمانہ میں دینار اور فلوس نام کے دو اور سکّے جاری ہوئے۔ یہ سکّے چاندی کے تھے اور ان پر کوئی رسم الخط میں کلمہ اور خلیفہ کا نام درج تھا۔ اب یہ سکّے نایاب ہیں اس لئے ان کی مزید تفصیل بیان کرنا مشکل ہے۔

خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ اور خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں سکّے جاری کئے جن پر کلمہ اور خلیفہ کا نام درج ہوتا تھا۔ بعض اوقات ان سکّوں پر صوبے داروں کے نام بھی کندہ کئے گئے۔ اس کے علاوہ ان پر مقامِ ضرب اور سنِ مسکوک بھی تحریر ہوتا تھا۔

خلفائے راشدین کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ انہوں نے خلافت کی پاکیزہ روایات کو قائم رکھا اور خود کو ہمیشہ عوام کا خادم سمجھتے رہے۔ ان کے دورِ خلافت میں بھی سکّے ڈھالے گئے۔ جن پر 70ھ درج تھا۔ ان سکّوں پر ایک طرف اللہ اور دوسری طرف برکت اللہ کے الفاظ کندہ ہوتے تھے۔

اس کے بعد زمامِ حکومت خلیفہ عبدالملک بن مروان کے ہاتھوں میں آگئی جس نے خلافت کو ملوکیت کا لبادہ پہنا دیا۔ اس نے سب سے پہلے اپنی قلمرو میں جاری تمام مروجہ سکّوں کو [illegible] ضبط کرنے کا حکم [illegible] [illegible]

بنایا اور یہاں اپنی شاہی ٹکسال قائم کی۔ خلیفہ عبدالملک نے 77ھ مطابق 695ء میں دمشق سے اپنا پہلا طلائی دینار جاری کیا۔ اس دینار پر خلیفہ کی ایک باریش شبیہہ تھی جس کے ہاتھوں میں تلوار دکھائی دیتی تھی اسی رخ پر حاشیہ میں بخطِ کوفی بسم اللہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ محمد رسول اللہ کندہ تھا اور دوسرے رخ پر درمیان میں بعبداللہ عبدالملک امیر المومنین اور حاشیہ میں محمد رسول اللہ ارسلہ' بالھدیٰ ودین الحق یظھرہ علی الدین کلہٖ ولو کرہ المشرکون تحریر تھا۔ لیکن ایک سال بعد ہی اسلامی اصلاحات کے نتیجہ میں سکّوں پر سے خلیفہ کی شبیہہ غائب ہو گئی اور اس کے بعد جو طلائی دینار جاری ہوا اس میں ایک طرف درمیان میں [illegible] اللہ الصمد لم یلد و لم یولد اور حاشیہ میں بسم اللہ ضرب ہٰذا الدینار فی سنۃ سبع و سبعین اور دوسری طرف درمیان میں لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اور

> **قرآنی آیات میں سب سے پہلے بسم اللہ شریف اور اس کے بعد کلمہ طیبہ اسلامی سکّوں پر کندہ کئے گئے؛**

حاشیہ میں محمد رسول اللہ ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق یظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون تحریر تھا۔ خلیفہ عبدالملک کے نقدی درہم پر ایک طرف صلیب کا نشان تھا جو چار زینوں والے چبوترے پر استادہ ہوتی تھی اور حاشیہ میں بسم اللہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ محمد رسول اللہ اور دوسری طرف درمیان میں ——— حاشیہ میں محمد رسول اللہ ارسلہ بالہدیٰ ودین الحق یظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون کے الفاظ کندہ ہوتے تھے واضح رہے کہ صلیب کا نشان اسلامی رواداری کا مظہر ہوتا تھا کیونکہ اس زمانہ میں سرزمین عرب پر کافی عیسائی آباد تھے۔ جب یہ سکّے جاری ہوئے تو قرآنی آیات کی حرمت و تقدس کے پیشِ نظر عوام نے اس پر احتجاج کیا لیکن بعد میں یہ ساری مخالفتیں رفتہ رفتہ دب گئیں کیونکہ حقیقتاً ان آیات سے اعلانِ حق مقصود تھا۔ آج بھی خلیفہ عبدالملک کے یہ نادر سکّے لندن کے برطانوی عجائب خانہ کی زینت ہیں۔

105ھ مطابق 723ء میں خلیفہ ہشام بن عبدالملک تخت نشین ہوا۔ اس نے بھی سابقہ روایات کے مطابق سکّے جاری کئے۔ وہ ایک نیک دل حکمران تھا لیکن اس کے انتقال کے بعد سرزمین عرب خانہ جنگیوں کا شکار ہو گئی۔

اس زمانہ میں ابومسلم خراسانی نام کے ایک امیر نے بنو امیہ کی اصلاح اور اجتماعی عدل و انصاف کے قیام کے لئے ایک عوامی تحریک کی قیادت کی اور کامیاب ہوا لیکن اس کی عملداری صرف چار سال کے قلیل عرصہ تک قائم رہی اس نے اپنے دورِ اقتدار 128ھ مطابق 747ء میں ایک سکّہ جاری کیا۔ اس سکّے کے ایک رخ پر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اور

حاشیہ میں محمد رسول اللہ ارسلہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ فی سے منقوش ملتی ہیں اور دوسرے رخ پر اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد اور حاشیہ میں محمد رسول اللہ ارسلہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون کندہ ہوتا تھا۔ اسی کا نام سکہ پر اس کے خالق کا نام بھی درج تھا۔ یہ پہلا سکہ تھا جو خلفاء کے علاوہ کسی امیر نے جاری کیا تھا۔

۱۳۲ھ مطابق ۷۵۰ء میں خلافت عباسیہ کا آغاز ہوا تو سکوں کا جو خاص اسلوب عہد بنو امیہ میں رواج پا گیا تھا وہ کئی صدیوں تک عالم اسلام میں جاری و ساری رہا یہاں تک کہ عباسیوں، سامانیوں، بویوں، [illegible]، ہمدانیوں، غزنویوں اور سلجوقیوں کے عہد تک اسی طرز کے سکے جاری رہے۔

فاطمیوں مصر نے اپنے عہد میں یہ ترمیم کی کہ سکے کی شکل کے مطابق سطور کو بھی مدور شکل میں ترتیب دیا۔ فاطمی خلیفہ المعز کا ایک خوبصورت دینار جو ۳۵۳ھ مطابق ۹۶۴ء میں جاری ہوا اور اب تک لندن کے عجائب خانے کی زینت بنا ہوا ہے۔ اس سکے پر تین دائروں میں قرآنی آیات درج ہیں اور درمیانی دائرہ خالی ہے۔ میرے خیال میں درمیانی دائرہ سے مراد "عالم" ہے جس کے گرد قرآنی آیات کا حلقہ اپنی "عالمگیریت" کی غمازی کر رہا ہے۔ فاطمیوں کے جانشین آل ایوب نے ابتدا میں انہی کی تقلید کی لیکن بعد میں انہوں نے دوبارہ قدیم "راست سطور والا" طریقہ اختیار کیا۔ چھٹی صدی کی ابتدا سے سکوں کے اندرونی احاطے کے گرد [illegible] مصور کرنے کا رواج عام ہوا اس کی شکل کبھی مربع کبھی ستارہ نما کبھی مدور کبھی بیضوی اور کبھی محرابی ہوتی تھی یہ خواص ایوبیوں سلجوقوں اور منگولوں کے سکوں میں پائے جاتے تھے۔ ارض روم اور سوریہ کے سکے ایوبیوں، ارتقیوں اور زنگیوں کے دور میں بلاد اسلامیہ کے سکوں سے قدرے مختلف تھے۔ ان سکوں پر انسانی چہرے انسانی جسم سواروں آفتاب ماہتاب عقابوں اور شیروں کے نشانات ملتے ہیں جو زنگیوں سے ان کے تعلقات کا ثبوت ہیں۔ واضح رہے کہ اسلامی سکوں میں سب سے پہلے ہلال و ستارے کے نشانات ایرانی سکوں پر نظر آئے تھے جو بعد میں سارے نشانات پر حاوی ہو کر آخر کار خالص اسلامی نشانات متصور ہونے لگے

قرآنی آیات میں سب سے پہلے بسم اللہ شریف نے اسلامی سکوں پر قبضہ کیا اور اس طرح کہ قدیم ایرانی اور رومی سکوں پر بسم اللہ کے مبارک و مسعود الفاظ کا اضافہ کر کے کفار و مشرکین کے ان سکوں کو اسلامیانے کا طریقہ ایجاد ہوا۔ اس کے بعد کلمہ طیبہ اسلامی سکوں پر نظر آیا اور پھر سورہ اخلاص نے دخل پایا اور چار صدیوں تک اسلامی سکوں پر قابض و دخیل رہا لیکن سب سے زیادہ کلمہ طیبہ اسلامی سکوں پر حکمران رہا اور اس کا عہد گیارہ صدیوں پر محیط ہے شیعہ حکمرانوں کے سکوں پر کلمہ طیبہ میں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کے اضافی الفاظ پائے جاتے ہیں اسی طرح صفویوں کے سکوں پر بارہ اماموں کے اسمائے گرامی بھی ملتے ہیں۔

قدیم اسلامی سکوں پر کوفی رسم الخط پایا جاتا ہے جو عرصہ دراز تک جاری رہا لیکن برصغیر ہند کے سکوں پر نستعلیق نظر آتا ہے جو خط نسخ اور خط تعلیق کے اشتراک سے ایجاد ہوا تھا۔ اس کے موجد مغل حکمران تھے جنہوں نے اس خط کو نمایاں شان ترقی دی۔ اسلامی سکوں میں طلائی اور نقرئی سکوں کی کثرت ہونے کے باوجود چند حکمرانوں نے تانبے کے سکے بھی جاری کئے تھے۔ مختلف ممالک کے اسلامی سکوں کے اجسام و اوزان میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ قدیم اسلامی دینار و درہم کا وزن کبھی چار ماشہ ہوا کرتا تھا لیکن برصغیر ہند کے مسلم حکمرانوں کی اشرفیاں وزن میں ساڑھے [illegible] ماشہ یا ایک تولہ کی ہوتی تھیں۔

چونکہ پورے عرب سے باہر فتوحات اسلامی کے نتیجے میں برصغیر پاک و ہند، افریقہ اور یورپ کے دور دراز ممالک میں متعدد اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں اور ان کے فرمانرواؤں نے اپنے نام کے سکے بھی جاری کئے لیکن ان تمام اسلامی ملکوں کے سکے جو اسلامی خصوصیات کے نہ صرف حامل رہے بلکہ اکثر و بیشتر حکمرانوں نے دربار خلافت سے اپنی وفاداری کے اظہار کے لئے خلیفۂ وقت کا نام بھی اپنے سکوں پر مسکوک کرایا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ سکوں کی دنیا میں اسلامی سکے اپنی [illegible] کے لحاظ سے منفرد اور ایک ممتاز و منفرد مقام کے حامل رہے ہیں ان پر تحریر کردہ الفاظ کے ذریعہ سے محققین نئے نئے انکشافات کر رہے ہیں جن پر صدیوں سے لاعلمی کے دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سکے اپنے زمانے کی ایک مستند و مکمل تاریخ ہوا کرتے ہیں اپنے ساتھ معلومات کا ایک وسیع ذخیرہ رکھتے ہیں جن کے ذریعہ ہم تاریخ انسانی کے مذہبی، سیاسی، سماجی، اخلاقی، معاشی، تمدنی اور ثقافتی ارتقاء سے متعلق اہم معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

●●

توبہ استغفار ہی ذریعہ نجات ہے

کراچی (پریس ریلیز) سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ سہروردیہ، چشتیہ، نظامیہ، صابریہ کے حضرات کا ایک روحانی مشترکہ اجلاس زیر صدارت حضرت علامہ الحاج قاضی محمد ضامن نظامی صاحب ادارہ عالیہ شرعیہ پاکستان منعقد ہوا، مختلف شعبہ ہائے زندگی کے ممتاز حضرات نے شرکت فرمائی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد ضامن نظامی صاحب نے فرمایا کہ پہلے سے زیادہ سنگین و خطرناک صورتحال شروع ہو چکی ہے، عذاب الٰہی، قہر خداوندی کو دعوت دی جارہی ہے، حیوانیت درندگی عام ہو رہی ہے، عصبیت، جاہلیت، خود غرضی، لالچ، مطلب پرستی من مانی کا دور دورہ ہے، بغض حسد، کینہ عداوت دشمنی نے لوگوں کو جیتے جی جہنم میں جھونک دیا ہے لوٹ کھسوٹ، دھوکہ فریب، جعلسازی، رشوت ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، چور بازاری سب سے بڑھتے بڑھتے اب اور زیادہ ترقی یافتہ حیوان درندہ بن گئے ہیں، مار دھاڑ، قتل و غارتگری، اغوا، ڈاکے، تخریب کاریاں، شرپسندی، تشدد کے واقعات روز کا معمول بن گئے ہیں، فاحشات، منکرات کی آلودہ زندگی ہے احکامات الٰہیہ سے روگردانی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا نتیجہ ہے کہ آج کا آدمی انسان کی امتیازی خصوصیات سے کورے ہو کر آدمیت سے بغاوت کر کے صرف درندگی پر آگیا ہے۔ نہ یہ کسی قومیت کا نہ ہی کسی صوبائیت کا اور نہ ہی کسی پارٹی جماعت کا نہ اللہ کا نہ رسول کا کسی کا نہ رہا ہے، شعور تمیز، صلاحیت قابلیت، علمیت جو کچھ ہے بس مفاد مطلب کی غرض سے ہے کسی اعتبار سے بھی انسانی صفات حمیدہ اوصاف محمودہ کو اختیار نہیں کیا ہوا، گمراہی کی ایسی کیفیت طاری ہے کہ تباہی و بربادی شامت کے طور طریقوں کو ہی کامیابی کے ذرائع سمجھ کر اختیار کئے جارہا ہے، تمام حالات و واقعات اسکا ثبوت ہیں، جو سامنے ہیں، اعلیٰحضرت پیر ضامن نظامی صاحب دامت برکاتہ نے فرمایا کہ میں خادم ملت اسلامیہ کی حیثیت سے پورے یقین کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ توبہ، استغفار ہی نجات کا ذریعہ ہے دعا التجا، مناجات سے موجودہ حالات بدل سکتے ہیں یہ نہ حکومت کے نہ عوام کے بس کی بات ہے رجوع اللہ سے خیر و عافیت ممکن ہے عالمی سطح پر امت مسلمہ واحدہ بننا ہوگا، تمام مسلمان ایک جسم و جان کی طرح سے ہیں، جتنا اس حقیقت کو اپناؤ گے اتنا ہی امن و عافیت کے حفاظت کے قریب ہو جاؤ گے، تفرقہ بازی، آزادی، جمہوریت اور حقوق کی جنگ کا تجربہ کرلیا، اب مسلمان بن کر دیکھو اللہ رحم فرمائے گا، ورنہ پاش پاش ہو جاؤ گے

پختون، مہاجر، پنجابی، سندھی وغیرہ پی پی پی، پی پی آئی، سی او پی تو کیا سیکڑوں پارٹیاں، قومیتیں کسی کا حل نہیں ہیں، سب مٹیں گے، مسائل بڑھتے ہی رہیں گے، دنیا کی ساری طاقتیں اور ہتھیار ملکر بھی اللہ کی طاقت کا مقابلہ نہیں ہیں، اللہ کی بغاوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بغاوت ہو رہی ہے اور سب کے سب عذاب الٰہی میں مبتلا ہو گئے ہیں، توبہ کریں اطاعت و فرمانبرداری پر آجائیں ورنہ اللہ کی پکڑ

باقی صفحہ ۵۰ پر

کس سے فریاد کریں کس سے منصفی چاہیں

وزیر اعظم آزاد کشمیر کے حلقہ انتخاب میں کیا گذری

رپورٹ: محمود احمد قادری

آزاد کشمیر ضلع باغ حلقہ ۵ میں مسلم کانفرنس اور پیپلز پارٹی کے درمیان ۲۱ مئی ۱۹۹۰ء کو ہونے والے انتخابات میں پیپلز پارٹی کے حامیوں نے جس طرح خون کی ہولی کھیل کر ممتاز راٹھور صاحب کو کامیاب کرایا اس پر پورے آزاد کشمیر کے عوام کے سر شرمندگی سے زمین بوس ہو گئے۔ الیکشن کے دن صرف دو افراد کی معمولی تکرار پر ضلع باغ تحصیل کھوڑ کے پولنگ اسٹیشن جبروں میں ان ظالموں نے جن کو مشین گنوں اور کلاشنکوفوں سے مسلح کیا گیا تھا، پولنگ اسٹیشن پر موجود آٹھ افراد کو ہلاک کر کے قیامت صغریٰ قائم کر دی ہلاک شدگان میں جماعت اہلسنت آزاد کشمیر کے ناظم اعلیٰ اور اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن محمد عالم صاحب رضوی کے والد اور دو جوان سال بھتیجے اور دیگر پانچ افراد کو قتل کر دیا گیا، یہ قتل ظالموں کے ظلم کی نشاندہی کرتا ہے جنکو حکومت سازی کی خاطر اگر مزید قیمتی جانوں سے کھیلنا پڑتا تو کھیل جاتے آزاد کشمیر کے اس حلقہ میں پیپلز پارٹی کے ممتاز راٹھور اور مسلم کانفرنس کے چوہدری عبد العزیز کے درمیان مقابلہ تھا۔ ووٹوں کی تعداد کے اعتبار سے چوہدری عبد العزیز کی گوجر برادری کے ووٹوں کی تعداد بائیس ہزار اور ممتاز راٹھور کے ذاتی ووٹوں کی تعداد چار ہزار ہے کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے ممتاز راٹھور صاحب نے حکومت پاکستان سے خصوصی تعاون کی اپیل کی جسے منظور کرتے ہوئے حکومت پاکستان نے تقریباً ڈیڑھ سو کلاشنکوفوں اور مشین گنوں سے لیس پاکستان پیپلز پارٹی کے جیالوں کو علاقہ کھوڑ میں روانہ فرمایا اور مقامی باشندوں کو بھی تقریباً ستر کے قریب مشین گنیں اور کلاشنکوفیں تقسیم کر دی گئیں مسلح نوجوان تمام پولنگ اسٹیشنوں پر ایک روز قبل ہی تعینات کر دیئے گئے تمام لوگوں کو اس بات کا علم ہو چکا تھا مگر ان کی شکایات کو مقامی پولیس نے نظر انداز کر دیا اس حلقہ میں "جبروں" پولنگ اسٹیشن بھی ہے جو کہ دو پہاڑیوں کے درمیان ایک نالے کے قریب واقع ہے اس پولنگ اسٹیشن پر پولنگ بہت پرامن تھی بارہ بجے تک تقریباً تمام ووٹ ڈالے جا چکے تھے، جبکہ صرف بقیہ تین افراد موجود تھے اور تمام لوگ ووٹ ڈالکر گھروں کو جاچکے تھے جبکہ ایک نوجوان کسی دوسرے پولنگ اسٹیشن میں اپنا ووٹ ڈال کے سیر و تفریح کے لئے اور پولنگ دیکھنے کے لئے اس پولنگ اسٹیشن پر آیا جس کو ان ظالموں نے دیکھ کر پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں فلاں پولنگ اسٹیشن پر ووٹ ڈال کے صرف یہاں پولنگ دیکھنے آیا ہوں، اسکی یہ بات ابھی زبان سے ادا ہو رہی تھی کہ کلاشنکوف سے نکلی ہوئی گولی اسکے سینے کے پار ہو گئی گولی کی آواز سنکر اسکے تقریباً چار حامی جو ادھر موجود تھے اسکو اٹھانے کے لئے آگے بڑھے مگر ان پر بھی گولیوں کی بوچھاڑ کر کے ڈھیر کر دیا گیا۔ مولانا محمد عالم صاحب کے والد صاحب اس پولنگ اسٹیشن پر پولنگ ایجنٹ تھے جو کہ باہر کی صورت حال سے بے خبر اپنے کام میں مشغول تھے۔ ایک نوجوان دروازہ توڑتا ہوا اندر داخل ہوا اور انکو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ جب گولی کھا کر زمین پر گرے تو مزید تین گولیاں ان کے سینے پر ماریں اور سینہ چھلنی کر دیا گیا، ان کے مردہ جسم پر مزید گولیاں مارتے ہوئے نوجوان پوچھ رہا تھا بتا تیری مسلم کانفرنس کدھر ہے؟ چھ افراد کو اسی جگہ پر ختم کر دیا گیا اور مسلح افراد پولنگ اسٹیشن سے باہر نکلے جب ان کی نظر دور جاتے ہوئے مزید دو نوجوانوں پر پڑی تو ان کو مشین گنوں سے فائرنگ کر کے جگہ پر ہی ہلاک کر دیا۔ گاؤں میں چیخ و پکار مچ گئی، خواتین مرد اور بچے روتے ہوئے گھروں سے باہر آ گئے، مگر ان کے سامنے بھی ہوائی فائرنگ کر کے انہیں واپس جانے پر مجبور کر دیا گیا اور لاشوں کو تقریباً بارہ گھنٹے تک اپنے قبضے میں رکھا دوسرے دن جب پولیس جائے واردات پر گئی تو اسکو بھی لاشیں نہ اٹھانے دیں آخرکار دیگر پہاڑیوں پر ڈیوٹی پر موجود مسلح افواج کے دستوں کو بلایا گیا جنہوں نے علاقہ میں کرفیو نافذ کر کے لاشوں کو اٹھا کر متعلقہ سوگواروں کے حوالے کیا پولنگ اسٹیشنوں پر اسی طرح کی غنڈہ گردی کر کے ووٹوں کے بکسوں کو ووٹوں سے بھر دیا گیا جونہی شام کو ممتاز راٹھور صاحب کی کامیابی کا اعلان ہوا پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے اسلام آباد سے ہیلی کاپٹر کھوڑ روانہ کیا گیا، جو ۲۲ مئی کو ممتاز راٹھور صاحب کو لیکر اسلام آباد آ گیا ان کی روانگی ایسے وقت ہوئی جب پورا علاقہ سوگوار تھا، ملزموں کو خصوصی گاڑیوں کے ذریعے فوری طور پر اسلام آباد لایا گیا جہاں پر قطع نظر مقتولوں کے حکومت سازی کی تیاریاں شروع کر دی گئیں صدر آزاد کشمیر نے اس موقع پر کہا کہ قصائی بھی ایک وقت میں آٹھ جانوروں کو ذبح نہیں کرتا مگر یہاں انسانوں کے ساتھ یہ حال کیا گیا کہ الاماں والحفیظ۔

ہم کس سے فریاد کریں کس سے انصاف چاہیں قاتل حکمران بن گئے۔ ظالم انصاف کی کرسی پر براجمان ہو گئے تھانے میں مقدمہ مولانا محمد عالم صاحب رضوی کے خلاف درج کر لیا گیا کہ دعویداروں نے موقف اختیار کیا ہے کہ مولانا محمد عالم صاحب ہی قاتل ہیں اور انہیں گرفتار کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں والد اور بھائیوں کو کیا مولانا خود قتل کرتے جبکہ وہ اسوقت پولنگ اسٹیشن سے تقریباً ایک میل دور اپنے ایک عزیز کے گھر موجود

باقی صفحہ ۵۰ پر

آخری قسط

عورت کی حکمرانی



امر مسلم آج کل یہ بحث زور و شور سے ہے کہ عورت سربراہ نہیں ہو سکتی بندہ عرض کرتا ہے کہ یہ بالکل درست اور حق ہے کہ عورت کا سربراہ مملکت اور صدر مملکت ہونا شرع شریف میں ناجائز ہے اس پر کتب مذہب میں جو دلیل دی گئی ہے وہ یہ ہے شرح عقائد نسفی میں ہے۔ (والنساء ناقصات عقل و دین) شرح مواقف میں ہے (یجب ان یکون عدلاً بالغاً عاقلاً ذکراً اذ النساء ناقصات عقل و دین) خلاصہ ہر دو عبارت کا یہ ہے کہ امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ مذکر ہو کیونکہ عورتیں عقل اور دین ہر ایک میں ناقص ہیں تو امام ایسا نہیں ہو سکتا۔ مگر آج کل عورت کے سربراہ نہ ہونے پر یہ حدیث شریف دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔ خلاصہ ترجمہ حدیث شریف یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح اور نجات نہیں پائے گی جس نے عورت کو اپنے اوپر مسلط کیا۔

اس استدلال پر بندہ کو اعتراض ہے وہ یہ کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب جنگ جمل میں لشکر کی قیادت فرما رہی تھیں۔ اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپکی حمایت کر رہے تھے تو اس حدیث شریف مذکورہ بالا کے راوی سے کسی نے پوچھا کہ تم ام المؤمنین رض کی حمایت کیوں نہیں کرتے تو اس راوی نے جواب دیا کہ میں اس حدیث مذکورہ بالا پر عمل کرکے حمایت سے قاصر ہوں تو اس جواب سے واضح ہو گیا کہ وہ راوی حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو اس حدیث کا مصداق خیال کرتا تھا حالانکہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم اس راوی سے زیادہ تھا اور آپ مجتہدہ تھیں تو لازمی طور پر یہ حدیث بھی آپ کے علم میں ہوگی تو اگر حدیث شریف مذکورہ بالا کا وہی معنی تھا جو راوی نے سمجھا تھا تو ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ضرور اس حدیث شریف پر عمل کرتیں اور جنگ جمل میں شریک نہ ہوتیں تو معلوم ہوا کہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نزدیک اس حدیث شریف کا وہ معنی نہیں تھا جو راوی نے سمجھا تو راوی کا اس حدیث سے استدلال درست

مولانا عطا محمد بندیالوی

نہ ہوا تو آج کل کے مستدلین کا اس حدیث سے استدلال کیسے درست ہوگا تو اب حدیث شریف کا صحیح مطلب یہ ہوگا کہ عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی نہ کہ مطلق سربراہ اور قبل ازیں گذر چکا ہے کہ جنگ جمل کے وقت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سربراہ مملکت نہ تھیں بلکہ سربراہ مملکت حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اور یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ نیز اگر یہ حدیث شریف حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے خلاف ہوتی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ضرور اس سے استدلال کرتے کیونکہ یہ حدیث شریف ان کے مدعا کے مطابق تھی جیسا کہ راوی نے استدلال کیا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ حدیث شریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک بھی قابل استدلال نہ تھی بعض لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ حدیث شریف ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ذہن سے اس وقت اتر گئی ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث مذکورہ بالا حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کے تو حق میں تھی

وہ اس سے استدلال فرماتے اور یہ کہنا کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ذہن سے بھی اتر گئی بالکل غیر معقول ہے بلکہ یہ ہر دو تو اکابرین اور علماء اعلام سے ہیں ایسے موقع پر عوام کو بھی حدیثیں یاد آجاتی ہیں جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ حدیث تھی (تقتلک الفئۃ الباغیۃ) یعنی تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا تو جب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آدمیوں نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا۔ تو سب لوگوں کو یہ حدیث یاد آگئی اور تمام لشکر میں کہرام مچ گیا کہ اب حق و باطل کے درمیان فیصلہ ہو گیا اور لوگ دوڑ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آگئے اور ان کے خلاف اس حدیث سے استدلال کیا اور پھر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حدیث کا جواب دینا پڑا جو کہ شروح احادیث میں مذکور ہے۔

امر ہفتم:۔ اس مضمون کے ابتداء میں بندہ نے امامت کے مسئلہ پر بحث کی ہے اور اس میں بیان کیا کہ عورت تو بالکل سربراہ نہیں ہو سکتی باقی رہا مرد تو ہر مرد سربراہ مملکت نہیں ہو سکتا البتہ بعض وہ مرد جو سربراہ مملکت ہو سکتے ہیں ان کے لیے چند شرائط ہیں جو مرد ان شرائط کا جامع ہے وہ سربراہ مملکت بن سکتا ہے اور جو جامع نہیں ہے وہ شرعی امام نہیں ہے بلکہ باغی سلطان ہے اور آج تک پاکستان میں کوئی مرد قریشی اور شرعی امام نہیں ہوا اور شریعت مطہرہ سے ناواقفی کی بناء پر کسی عالم اور پیر اور شیخ نے اس پر نہ کوئی اعتراض کیا اور نہ امن و امان کا مسئلہ پیدا کیا حالانکہ امام کا قریشی ہونا حدیث متواترہ سے ثابت ہے جس کا انکار ایمان کے ضیاع کا سبب ہے اور یہ خبر واحد سے ثابت ہے کہ امام اور سربراہ مملکت کوئی عورت نہیں ہو سکتی اور حیرت ہے کہ عورت کے خلاف تو پاکستان میں علماء اور مشائخ نے شور اور غوغا مچا رکھا ہے اور جو حدیث متواترہ کے خلاف ہے اس کو اپنا امام تسلیم کر رکھا ہے اور یہ (تؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض) کی زندہ مثال ہے قبل ازیں بندہ نے جو تحقیق کی وہ علم کلام کی کتابوں سے ماخوذ ہے اور چونکہ دراصل یہ مسئلہ علم فقہ سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا اب اس مسئلہ پر علم فقہ سے کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔ در مختار میں ہے۔

اس عبارت کا کچھ حصہ قبل ازیں گزر چکا ہے عبارت کا مختصر ترجمہ ملاحظہ ہو۔ امامت دو قسم کی ہے۔ چھوٹی امامت اور بڑی امامت، چھوٹی امامت تو نماز کی امامت ہے اور امامت کبریٰ کی تعریف یہ ہے کہ جس کو یہ حق حاصل ہو کہ اپنے ملک کے تمام لوگوں پر اس کا تصرف عام ہو اور اگرچہ یہ علم فقہ کا مسئلہ ہے لیکن اس کی تحقیق علم کلام میں ہے۔ علامہ شامی نے اپنے حاشیہ میں عقائد نسفی کی عبارت مذکورہ بالا نقل کی ہے اور تقریباً تمام بڑے اہم اور اعلیٰ واجبات سے ہے اسی لیے صحابہ کرام نے اس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دفن پر مقدم کیا حالانکہ اس سانحہ کی وجہ سے ان کے ہوش و حواس اڑ چکے تھے۔ اور امام کے لیے دس شرائط ہیں۔ سات ایجابی اور تین سلبی۔ ایجابی شرائط اول مسلمان ہو، دوم آزاد ہو، سوم مذکر اور مرد ہو، چہارم عقل مند ہو، پنجم بالغ ہو، ششم قادر ہو۔ یعنی تنفیذ احکام اور دار الاسلام کی حفاظت پر قادر ہو، ہفتم قوم

> **جبکہ حضرت شیخ الاسلام کی شخصیت**
> **بندہ کے لئے بیان حق سے مانع**
> **نہ ہوئی تو آجکل کے علماء و مشائخ**
> **کا احترام بندہ کے لئے حق گوئی**
> **سے کیسے مانع ہو سکتا ہے؟**

قریش سے ہو۔ شرائط سلبی اول امام کا ہاشمی ہونا ضروری نہیں امام غیر ہاشمی بھی ہو سکتا ہے، دوم امام کے لیے یہ ضروری نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد سے ہو۔ سوم امام کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ گناہ سے پاک ہو اور اس کو گناہ کی طاقت ہی نہ ہو یہ دس شرائط ہیں کہ ان کا امام میں ہونا ضروری ہے اور فاسق کو امام مقرر کرنا مکروہ ہے اور اگر تقرر کے وقت تو عادل تھا لیکن بعد میں فاسق ہو گیا تو خود بخود معزول نہیں ہو گا البتہ وہ اس امر کا مستحق ہے کہ معزول کیا جائے اور اگر فاسق کے معزول کرنے میں فتنہ اور فساد کا خوف ہو تو اس کے خلاف بغاوت نہ کی جائے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ وہ اسے ہدایت دے اور وہ راہ راست پر آجائے یہ بات علامہ شامی نے اپنے حاشیہ میں ذکر فرمائی ہے۔ اس کے بعد علامہ شامی نے ان شرائط پر دلائل ذکر کئے کہ مسلمان ہونا اس لیے ضروری ہے کہ کافر مسلمانوں کا والی نہیں ہو سکتا اور آزاد ہونا اس لیے ضروری ہے کہ عبد اور غلام اپنی ذات کا والی نہیں ہے کہ وہ غیروں کا والی کیسے ہو سکتا ہے اور عاقل اور بالغ ہونا امام کے لیے اس لیے شرط ہے کہ اگر عاقل نہیں ہے تو مجنون ہو گا اور اگر بالغ نہیں ہے تو صبی اور طفل ہو گا اور یہ ہر دو بھی اپنے نفس کے والی نہیں ہوتے تو غیر کے والی کس طرح ہوں گے اور مذکر اور مرد ہونا اس لیے شرط ہے کہ اگر عورت ہو گی تو عورت کو پردہ کا حکم ہو گا اور یہ بھی کہ وہ گھر کی چار دیواری کے اندر ہے اور امام کے فرائض میں یہ داخل ہے کہ وہ باہر ظاہر جگہ پر بیٹھے تاکہ مظلوم اور فریادی اس تک پہنچ سکے نیز امام میدان جنگ میں فوج کے سامنے ہو گا اور ان چیزوں سے عورت معذور ہے اور امام کے لیے قریشی ہونا اس لیے ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام امام قریش سے ہوں گے اور غیر قریش سے امام نہیں ہو سکتا اور یہ حدیث متواتر ہے کہ جس کے انکار سے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اور اسی حدیث کی وجہ سے انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حق خلافت سے دستبردار ہو گئے اور منصب خلافت قریش کے سپرد کر دیا۔ علامہ شامی کے حوالے سے یہ بات بندہ نے ذکر کی ہے کہ فاسق سربراہ کے خلاف خروج اور بغاوت شرعاً منع ہے بلکہ اس فاسق کے لیے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس فسق سے توبہ کرنے کی توفیق دے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آج کل جو حکومت کے خلاف جلوس وغیرہ نکالے جاتے ہیں اور بسا اوقات شدید قسم کی بدامنی پیدا ہوتی ہے یہ شرعاً ناجائز ہے اور اس کی وجہ حکومت کی چاپلوسی کرنا نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار اور دشمنان اسلام اس تاک میں رہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ملک دار الاسلام پر قبضہ کرنے کا ہم کو موقع ملے جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ملک میں بدامنی ہے پھر ان کو مداخلت کا موقع ملتا ہے تو اس بدامنی اور جلوسوں کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ فاسق حاکم تو راہ راست پر آئے گا یا نہ ہم اپنا ملک گنوا دیں گے۔ آگے چل کر در مختار میں ہے کہ جو متغلب ہے اور اس کو مسلمانوں نے منتخب نہیں کیا بلکہ وہ طاقت کے زور سے مسلمانوں کے ملک پر قابض ہو گیا جیسا کہ آج

کو مار ڈالا ہوتا ہے تو ضرورت کے وقت اس کی سلطنت صحیح ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کے خلاف بغاوت کی گئی تو فتنہ برپا ہوگا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر تمہارا امیر عبد اور حبشی ناک کٹا ہو تو اس کی بات بھی سنو اور اس کی اطاعت کرو یہاں تک شرائط ایجابیہ کے دلائل کا ذکر ہوا اس کے بعد علامہ شامیؒ نے شرائط سلبیہ کا ذکر فرمایا کہ ہاشمی کی نفی کر کے شیعہ کا رد کیا ہے کیونکہ شیعہ کہتے ہیں کہ محض قریشی ہونا امام کے لیے کافی نہیں بلکہ یہ ضروری ہے کہ امام قریشی ہاشمی ہو اور شیعہ نے جو ہاشمی کی شرط لگائی ہے تو ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ کی امامت کی نفی کرنی ہے کیونکہ یہ تینوں حضرات ہاشمی نہیں ہیں اگرچہ قریشی ہیں تو ہاشمی کی شرط بڑھا کر ان تینوں کی خلافت کی نفی کرنی ہے اب شیعہ پر اعتراض ہوا کہ بنو عباس قریشی ہاشمی تھے لیکن تم ان کی امامت کے قائل نہیں ہو تو اس اعتراض سے بچنے کے لیے انہوں نے ایک اور شرط لگائی کہ امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ مولا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہو تو بنو عباس کی امامت کی نفی ہو گئی کیونکہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے نہیں ہیں اور اہل سنت کے نزدیک امام کے لیے صرف قریشی ہونا شرط ہے نہ کہ ہاشمی اور علوی ہونا اور شیعہ امامیہ کے نزدیک امام کا معصوم ہونا شرط اور اہل سنت کے نزدیک یہ شرط نہیں لہٰذا اس کی نفی کر دی۔

امر ہشتم:۔ بندہ قبل ازیں ذکر کر چکا ہے کہ بندہ کے اس مضمون میں کچھ تلخی اور تیزی ضرور ہے اور معاندین اس بنا پر اعتراض کریں گے کہ اس فقیر نے بے باکی کا مظاہرہ کیا ہے اور علماء و مشائخ کی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے اور اس کے چند جواب قبل ازیں گزر چکے ہیں۔ اور بندہ نے قبل ازیں وعدہ کیا تھا کہ اس اعتراض کا ایک اور جواب آخر میں آئے گا اب بندہ اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے اس جواب کو یہاں ذکر کرتا ہے وہ یہ کہ احکام الٰہیہ اور فرمان حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں بے باکی اس فقیر نے حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ العزیز سے سیکھی اس کی تفصیل یہ ہے۔

یہ فقیر ساڑھے آٹھ سال دربار عالیہ سیال شریف میں خدمت تدریس علوم اسلامیہ دیتا رہا ہے۔ اس وقت موجودہ مدرسہ دارالعلوم کسی کے خواب و خیال

حکومت کا یہ عذر بھی غیر معقول ہے۔ کیونکہ اقلیتی فرقہ کو سمجھایا جاسکتا ہے؛ یہ جمہوریت کا دور ہے۔

میں بھی نہیں تھا بندہ اور طلباء آستان شریف کی کوٹھڑیوں میں رہتے تھے اور گرمیوں میں کمروں سے باہر الٹی چارپائیاں بچھا کر سوتے تھے کوئی بجلی نہیں تھی لالٹینوں کی روشنی پر مطالعہ کرتے تھے دربار عالیہ پر بندہ صرف ایک مدرس تھا چونکہ کوئی علیحدہ مفتی نہیں تھا فتویٰ کا کام بھی بندہ کے سپرد تھا حضرت شیخ الاسلام کو علوم دینیہ پر پوری دسترس تھی اور بلند پایہ فقیہ تھے بندہ اور شیخ الاسلام کا کئی مسائل پر شدید اختلاف ہو جاتا تھا لیکن آپ اس اختلاف کو بڑی خندہ پیشانی سے صرف برداشت ہی نہ کرتے تھے بلکہ خوش ہو کر فرماتے کہ اس اختلاف سے مسئلہ کی پوری تحقیق ہو جاتی ہے اور موافق مخالف دلائل سب سامنے آجاتے ہیں۔ اس اختلاف کے باوجود عمل بندہ کے فتویٰ پر ہی ہوتا تھا ظاہری گستاخی کی یہ حد تھی کہ میں طالب علموں کے سامنے آپ کے خلاف دلائل دیتا تھا اور طلباء بھی اس گستاخی پر حیرت کا اظہار کرتے تھے کہ بندہ کو اس طرح نہیں کرنا چاہیئے لیکن حضرت شیخ الاسلام محسوس تک نہیں فرماتے تھے حضرت شیخ الاسلام کی اس عالی حوصلگی سے بندہ کے اندر حق گوئی کی جرأت پیدا ہوئی اور حق بیان کرنے میں کبھی مداہنت نہ کی یہاں بندہ صرف چند مثالیں پیش کرتا ہے۔

مثال اول:۔ ضلع سرگودھا کے دو بڑے زمیندار تھے اور دونوں سیال شریف کے مرید تھے ان کے درمیان جائیداد کا جھگڑا تھا جو کہ اربوں روپے مالیت کی تھی انہوں نے حضرت شیخ الاسلام سیالوی کو شرعی ثالث مقرر کیا اور اس فقیر کو فرمایا کہ تم بمنزلہ سرکاری وکیل کے ہو تم میری مدد کرنا جب ان سے ایک فریق نے یہ معلوم کیا کہ حضرت شیخ الاسلام اس فقیر کی بات پر توجہ فرماتے ہیں تو اس فریق نے بندہ کے ساتھ علیحدہ ملاقات کی اور بڑی رشوت کی پیشکش کی تو بندہ نے یہ کہہ کر پیشکش ٹھکرا دی کہ شیخ الاسلام جب کوئی بات مجھ سے پوچھتے ہیں تو پہلے کلمہ شریف پڑھواتے ہیں اب میں کلمہ پڑھ کر کیسے غلط مشورہ دے سکتا ہوں اور اگر میں بالفرض غلط مشورہ دوں تو چونکہ شیخ الاسلام مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں وہ فوراً فرما دیں گے کہ تم غلط مشورہ دے رہے ہو تو پھر تم کو اس سے کیا فائدہ ہوگا جب شیخ الاسلام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور تحسین فرمائی اس کے بعد اس فقیر پر ان کی شفقت زیادہ ہو گئی۔

مثال دوم:۔ سیال شریف کا ایک آدمی تھا جو حضرت شیخ الاسلام کی زرعی زمینوں کا انچارج تھا اس کے ایک لڑکے کی شادی تھی جب شادی کی تاریخ مقرر ہوئی تو عورتوں نے شیخ الاسلام کو آکر کہا اس لڑکے کی جس لڑکی کے ساتھ شادی ہو رہی ہے دونوں نے فلاں عورت کا دودھ پیا ہے اور یہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں تو حضرت شیخ الاسلام نے اس کا تذکرہ بندہ کے ساتھ کیا۔ اور میری رائے دریافت کی تو بندہ نے عرض کیا چونکہ دودھ کی گواہ صرف عورتیں ہیں ان کے ساتھ کوئی مرد نہیں ہے لہٰذا ان کی شہادت کو قبول نہیں کیا جاسکتا تو شیخ الاسلام نے میری رائے کے خلاف دلائل دیئے لیکن بندہ نے وہ دلائل ماننے سے معذوری ظاہر کر دی۔ تو حضرت شیخ الاسلام خاموش ہو گئے جب شادی کا دن آگیا اور شادی والوں کے گھر ڈھول اور باجے بجنے لگے تو حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے مجھے فرمایا کہ اگر اب بھی تم اپنی رائے بدل لو اور دودھ کا فتویٰ دے دو تو میں ابھی جا کر شادی بند کرا دوں لیکن میں نے اپنی رائے تبدیل کرنے سے معذوری ظاہر کر دی اور وہ شادی بخیر و خوبی سرانجام پائی حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز کے ان عادات و اخلاق نے بندہ کے اندر حق گوئی کی جرأت پیدا کی تو جب حضرت شیخ الاسلام کی قد آور شخصیت بندہ کے لیے بیان حق سے مانع نہ ہوئی تو آجکل کے مخصوص علماء و مشائخ کا احترام بندہ کے لیے حق گوئی سے کیسا مانع ہو سکتا ہے۔ اس حق گوئی کے باوجود وہ علماء و مشائخ جو فرقہ باغیہ کی تائید و حمایت کے لیے ۲۲ مارچ کو لاہور میں اکٹھے ہوئے بندہ ان کا پورا پورا احترام کرتا ہے اور مذکورہ بالا حق گوئی ان کے احترام کے منافی نہیں ہے بلکہ جو کچھ تحریر کیا گیا

عورت کے خلاف تو پاکستان میں علمائے نے شور مچا رکھا ہے اور جو حدیث متواتر کے خلاف ہے اس کو اپنا امام تسلیم کر رکھا ہے

اس کی بنا خیر خواہی پر ہے۔

مثال سوم:۔ حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر تھے اور ہر دور کے صدور آپ کا بڑا احترام کرتے تھے بندہ نے ایک دفعہ آپ کو عرض کیا کہ آپ اعلیٰ حکام پر کیوں زور نہیں دیتے کہ وہ پاکستان میں نظام مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نافذ کریں تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے ہر دور کے صدروں پر پورا دباؤ ڈالا ہے لیکن وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نظام شریعت نافذ کرنے پر تیار ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ پاکستان کے تمام مکاتب فکر ایک متفقہ اسلامی آئین ہمارے سامنے پیش کریں کیونکہ اگر حکومت ایک مکتبہ فکر کا اسلامی آئین نافذ کرے تو دوسرے مکاتب فکر بدامنی اور امن وامان کا مسئلہ پیدا کر دیں گے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میرے پاس حکومت کی اس شرط کا کوئی جواب نہیں ہے۔ بندہ نے حضرت الاسلام کو ایک جواب عرض کیا جس کو آپ نے پسند فرمایا بندہ نے یہ جواب دیا کہ جو سیاسی پارٹیاں ہیں ان کے اپنے منشور ہیں جو کہ مذہبی منشور نہیں ہیں بلکہ سیاسی منشور ہیں اور یہ پارٹیاں اپنے اپنے علیحدہ منشور ترک کر کے ایک منشور پر متفق ہونے پر تیار نہیں ہیں تو مسلمانوں کے مکاتب فکر جن کی مدار مذہب پر ہے وہ اپنا اپنا مذہب چھوڑ کر ایک مذہب پر کیسے متفق ہو سکتے ہیں متفقہ اسلامی آئین اس وقت پیش کیا جا سکتا ہے جب ہر مکتبہ فکر اپنا مذہب اور دین چھوڑنے پر تیار ہو۔ اور یہ عادۃً محال ہے دراصل حکومت کا یہ ایک بہانہ ہے کہ پاکستان میں نظام شرعی نافذ نہ ہو سکے کیونکہ نہ مذہبی پارٹیاں اپنا اپنا مذہب ترک کریں گی اور نہ متفقہ آئین تیار ہوگا۔ اور حکمران بڑے آرام سے حکومت کرتے رہیں گے جب ان کو کوئی اسلامی آئین کے متعلق کہے گا تو وہ مکاتب فکر کو بدنام کریں گے کہ ہم تو نفاذ اسلام کے لیے تیار ہیں مسلمانوں کے یہ مذہبی مکاتب فکر کسی ایک آئین پر متفق نہیں ہوتے اس کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ یہ جمہوریت کا دور ہے کئی انتخابی ادارے ہیں جو کہ بنیادی جمہوریت کے انتخاب سے شروع ہوتے ہیں اور مرکزی اسمبلی کے انتخاب تک جاتے ہیں اس کے بعد صدر مملکت اور وزیراعظم اور وزراء اعلیٰ کا انتخاب ہوتا ہے اب سب کی مدار جمہوریت اکثریت پر ہے انتخاب میں وہی کامیاب قرار دیا جائے گا جس نے اکثریت سے ووٹ حاصل کیے ہوں کسی مرحلہ پر یہ شرط نہیں ہے کہ کامیاب وہ ہوگا جس کو اپنے حلقہ انتخاب میں تمام ووٹ حاصل ہوں مثلاً وزیراعظم وہ ہوگا کہ مرکزی اسمبلی کے تمام اراکین اس پر متفق ہوں تو بندہ عرض کرتا ہے کہ نظام مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نفاذ میں یہ جمہوری اور اکثریت والا طریقہ کیوں اختیار نہیں کیا جاتا۔ پاکستان میں جس مکتبہ فکر کی اکثریت ہے کتاب وسنت کا نظام اس مکتبہ فکر کی تشریح کے مطابق نافذ کیا جائے غور کریں اکثریت دو قسم ہے اول سادہ اکثریت، دوم دو تہائی اکثریت میں حنفی مذہب کے پیروکاروں کی اکثریت ہے سادہ اکثریت تو واضح ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اس کے لیے دو تہائی اکثریت ضروری ہے تو حنفی مذہب یہ شرط پوری کرنے کیلئے تیار بھی ہے کیونکہ پاکستان میں دو بڑے مکتب فکر ہیں۔ علماء بریلوی اور علماء دیوبند یہ دونوں حنفی مذہب کے پیروکار ہیں اگر ان ہر دو کو اکٹھا کیا جائے تو دوسرے مکاتب فکر آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہیں صدر ضیاء الحق مرحوم نے اپنی صدارت کے تحفظ کے لیے ریفرنڈم کرایا تھا کیا اسلامی آئین کے نفاذ کے لیے ریفرنڈم نہیں کرایا جا سکتا حکومت کا یہ کہنا کہ ایک مکتبہ فکر جو کہ اکثریت میں ہے کی تشریح کے مطابق اگر نظام اسلام نافذ کیا جائے تو اقلیتی فرقہ بدامنی پیدا کرے گا تو حکومت کا یہ عذر بھی غیر معقول اور نامقبول ہے کیونکہ اقلیتی فرقہ کو سمجھایا جا سکتا ہے کہ یہ جمہوریت کا دور ہے جب آپ لوگ اپنی اکثریت ثابت کر دیں گے تو پھر اسلامی آئین میں آپ کی تشریح کو قبول کر کے آپ کا پسندیدہ آئین نافذ کر دیا جائے گا اور پھر دوسرے مکاتب فکر کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا تو اس جواب سے اقلیتی فرقہ ضرور مطمئن ہو جائے گا اور بدامنی کا خطرہ پیدا نہ ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کے انتخاب کے لیے جب اسمبلی میں ووٹنگ ہوتی ہے تو یہ نہیں کہا جاتا کہ وزیراعظم اور وزیراعلیٰ وہ ہوگا جس پر ساری اسمبلی متفق ہو کیونکہ اگر اکثریت کی بناء پر وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کا انتخاب ہو تو جو ارکان اسمبلی اقلیت میں ہیں جس کو اپوزیشن کہا جاتا ہے یہ بدامنی پیدا کریں گے تو یہاں بھی اقلیت اور اپوزیشن کو یہی کہا جائے گا کہ تم اسمبلی میں اکثریت ثابت کرو تو وزیراعظم اور وزیراعلیٰ بھی آپ کے فرقہ سے لیے جائیں گے بخلاصہ یہ کہ اسمبلیوں اور وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کے انتخاب اور نظام مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نفاذ بالکل ایک طرز پر ہیں تو جب اسمبلیوں اور وزراء کے انتخاب کی مدار اکثریت پر ہے تو نظام اسلام کے نفاذ میں اس اکثریت کو کیوں اپنایا نہیں جاتا اور حکومت کا یہ عذر کہ جب تک اقلیتی مکاتب فکر متفق نہ ہوں آئین اسلامی نافذ نہیں کیا جا سکتا تو یہ اس طرح ہے جیسا اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل میں مستقل ارکان کو ویٹو پاور کا اختیار ہے مطلب یہ کہ سلامتی کونسل کے سینکڑوں ارکان ہیں لیکن اگر یہ سارے کسی مسئلہ پر متفق ہو جائیں تو کونسل کے مستقل ارکان سے صرف ایک مثلاً امریکہ یا روس اکثریت کی رائے کو مسترد کر کے اکثریت کی رائے کو غیر مؤثر اور بے اثر کر سکتا ہے جس کو ویٹو کہا جاتا ہے تو اسی طرح حکومت پاکستان اقلیتی مکاتب فکر کو ویٹو کا اختیار دے کر اکثریت کو غیر مؤثر کرنا چاہتی ہے جو کہ بالکل غیر معقول اور نامقبول ہے۔

(ختم شد)

> آج تک پاکستان میں کوئی مرد قریشی اور شرعی امام نہیں ہوا۔ حالانکہ امام کا قریشی ہونا حدیث متواتر سے ثابت ہے۔

نقطۂ نظر

دیسی کارتوس

مہمانِ مجاہدین

میزبانِ مصلحین

اسلحے کی بھرمار

منشیات کا انبار

حضرت مولانا خلیل اشرف قادری رضوی ڈونگہ بونگہ، بہاولنگر

دیسی کارتوس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ اپنے داغنے والے کی طرف پھٹتا ہے اور بسا اوقات عین وقت پر دھوکا بھی دے جاتا ہے اسی لئے اچھے اور تجربہ کار شکاریوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اعلیٰ درجہ کے کارتوس استعمال کئے جائیں ورنہ کسی وقت بھی جان جوکھم میں پڑ سکتی ہے ——— اسی طرح کی ایک اور مثال بھی زبان زد ہے کہ ایک دن مہمان دو دن مہمان تیسرے دن بلائے جان ——— مگر ہمارے یہاں تھوڑے بہت نہیں ۳۵ لاکھ سے زیادہ مہمان اتنے دنوں سے قیام فرما ہیں کہ بچے پیدا ہو کر جوان ہو جائے۔ اور غضب یہ ہے کہ ہمارے یہ گرامی قدر مجاہدین مہمان آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے کی طرف کھسک اور پھیل رہے ہیں اور مستقلاً بلائے جان بنتے ہوئے نظر آ رہے ہیں اور ان کی یہ رجعت قہقری ساحل سمندر تک جا پہنچی ہے اور اب کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ’’آئی تھی آگ لینے مالکن بن بیٹھی‘‘ والی مثال حرف بحرف صحیح ہو کر رہے گی۔ یہاں میں پہلے یہ وضاحت کر دوں کہ میرے مخاطب وہ پختون اور سرحدی باشندے نہیں ہیں جن کو پاکستانی شہریت حاصل ہے دوسرے لفظوں میں جو پاکستانی ہیں ان کو اس سرزمین کے چپے چپے پر وہی حق حاصل ہے جو کسی دوسرے پاکستانی کو ہے یہاں میرے مخاطب وہ افغان مہاجرین حضرات ہیں جن کی حیثیت مہمان کی ہے اور انہیں پاکستانی شہریت حاصل نہیں البتہ کبھی کبھی یہ خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ پختونوں اور افغانوں میں زبردست گٹھ جوڑ موجود ہے۔

یہ مہمانی اور میزبانی کچھ ایسے خطرناک اسرار کی طرف غمازی کر رہی ہیں جن پر ہر محب وطن دانشور متفکر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان کی یہ تشویش کچھ غلط نہ ہوگی۔ کبھی کبھی تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یکایک افغانستان نے پاکستان پہ یلغار کر دی ہے۔ اور جماعت اسلامی میر جعفر اور میر صادق کا کردار ادا کر رہی ہے۔ اور پھر آن کی آن میں یورپ امریکہ اور کئی دوسرے ممالک کے میزبان اپنے جملہ ساز و سامان سمیت آ پہنچے اور پاکستان کی حساس سرحدوں پہ حد نظر تک کیمپ لگ گئے اور دعوتوں کا اہتمام شروع ہو گیا اس وقت کے صدر جناب ضیاء الحق اور ان کے حواری ایک تسلسل کے ساتھ اپنے بے پناہ جذبۂ ایمانی اور جوش جہاد کا اظہار فرماتے رہے اور جماعت فتح قریب کا نعرہ بلند فرماتی اور چندہ بٹورتی رہی۔ اور یورپ سے آئی ہوئی ٹیمیں خدا جانے کیا کیا کرتب دکھاتی رہیں ——— اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اپنے معزز مہمانوں تک پہنچنے کی سوائے جماعت اسلامی کے ملک کی کسی جماعت اور کسی پارٹی کو عملاً اجازت نہیں تھی حتی کہ ولی خان بھی پکار اٹھے کہ :۔

’’دوسروں کو وہاں تک رسائی کی اجازت کیوں نہیں؟‘‘

ضیا صاحب ہمیں کیوں اس میزبانی کی عزت اور ان کی خدمت کے شرف سے محروم رکھتے ہیں مگر دور آمریت کا یہ کمال ہوتا ہے کہ آمر مطلق اپنے گھمنڈ میں ہوتا ہے وہ کبھی کسی کی نہیں سنتا۔ آمر ہمیشہ ان کی سنتا ہے جو اس کے چاپلوس حواری ہوں۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جماعت اسلامی اپنے کیل کانٹے سے آراستہ صف بستہ تھی اس جماعت کے سوا کوئی اور جماعت یہ فرض انجام نہیں دے سکتی تھی۔

> **ہم جماعت اسلامی کے چندہ اکٹھا کرنے کی صلاحیت کا اعتراف کرتے ہیں! یہی جماعت ہے جو بھکاریوں کی جیب سے بھی چندہ نکال لیتی ہے!**

جماعت اسلامی ہی ایک ایسی جماعت ہے جو بوقت ضرورت شریعت کی آڑ میں بولتی ہے اور مصلحت دینی کی مہر لگا کر ہر ناجائز کو جائز اور ہر جائز کو ناجائز کرنے کی مہارت تامہ رکھتی ہے جماعت جہاد افغانستان کا پروپیگنڈہ کر کے دس سال تک مسلسل کامیابیوں کا تاج پہن کر اینٹھتی رہی۔

مگر کیا انہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ ۳۰ لاکھ تک مہمانوں کی میزبانی کوئی آسان بات نہیں ہوگی۔ اقوام عالم صرف جہاد کے لئے اپنے خزانوں کے منہ نہیں کھول سکتی تھیں۔ وہ تو ایک ایک پائی سود در سود وصول کرنے کی عادی ہیں پھر کیا وہ [illegible] کر جہاد افغانستان سے انہیں دلی ہمدردی [illegible] اور [illegible] پیدا ہو گیا تھا۔

مجھے عرض کرنے دیجئے کہ امریکہ اور اس کی اتحادی لابی کے مقاصد پورے ہو چکے [illegible] انہیں اب جہاد سے کوئی دلچسپی نہیں شاید یہی وجہ ہے کہ اب جماعت اسلامی نے بھی آنکھیں پھیر لی ہیں۔

اگر [illegible] سے کام لیا جائے تو جماعت اسلامی اور ان کے جہادیوں کی [illegible] کسی وقت بھی سرحدوں پر کوئی گل کھلا سکتی تھی اور پاکستان [illegible] کسی وقت بھی کسی بڑی [illegible] کا نشانہ بن سکتی تھی۔ پھر خدا جانے کیا ہوتا ہمارے کچھ دوست سوچتے ہیں کہ ضیا دور میں ہتھیاروں اور اس کے ساتھ ہی ہیروئن [illegible] [illegible] کا مکمل خاتمہ

ذرائع سے نہیں لائے۔ ممکن ہے ان کی کچھ مصلحتیں اور کچھ سیاسی اغراض وابستہ ہوں۔

مگر میرے ساتھ کوئی ایسی الجھن نہیں
کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق

دیکھیے تو ہمارے رہنمایانِ گرامی قدر پوری طاقت سے چیخ رہے ہیں کہ ضیاء دور سے منشیات کا زہر وسعت اختیار کر گیا ہے۔ پورا پاکستان ہیروئن کی زد میں ہے مگر شاید اس پر کسی نے غور نہیں فرمایا کہ یہ منشیات کہاں سے آئی ہیں اور کس طرح پورے ملک میں پھیل رہی ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں یہ منشیات "مہمانوں کے ذریعہ میزبانوں تک پہنچی ہیں" اور اب ہم ان ہلاکت خیز سانپوں کی لپیٹ میں ہیں۔ ہمارے وہ بانکے جوان جو شیروں کا جبڑا چیر دینے کی صلاحیت رکھتے تھے آج اندھی نالیوں کے کنارے سسک رہے ہیں۔ بالکل یہی حال آتشیں اسلحوں اور خودکار کلاشنکوف کا بھی ہے پورے ملک میں یہ خوفناک ہتھیار پھیلانے والے ہمارے یہی گرامی قدر مہمان ہیں جن کی ایک دو دن سے نہیں دس سال سے ہم خدمت کرتے آ رہے ہیں اور اب کم از کم درجنوں افراد روزانہ کے ذریعہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور اس کا بھیانک ترین نتیجہ یہ ہے کہ انہیں اسلحوں اور ہیروئنوں کے بل بوتے پر پاکستان میں انہوں نے خاصی جائیدادیں بنالی ہیں اور اب وہ افغانی مہاجر نہیں پاکستانی حکمران معلوم ہوتے ہیں۔

بہرصورت ہیروئن کی کثرت اور اسلحوں کا انبار انہی مہمانوں کے ذریعہ ہوا ہے ـــ اور اب اگر غور کیا جائے تو پاکستانی معاشیات پر تدریجاً ان کا قبضہ ہوا چلا جا رہا ہے جس کی ذمہ دار جماعت اسلامی ہے یا پھر ان کے باپ مرحوم۔ ان حالات میں جتنی جلدی بھی ممکن ہو سکے ان مہمانوں کو بصد عزت و تکریم ان کے گھروں کو واپس کر دینا چاہیئے۔

ویسے بھی بیرونی امداد تقریباً ختم ہو چکی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جماعت اسلامی جو بڑی شوریدہ سری کے ساتھ میدان میں آئی تھی اب "بی جمالو" کا کردار ادا کرنے پر تلی نظر آتی ہے۔ کیونکہ اب "ھَلْ مِن مَزِید" کی گنجائش بہت کم نظر آتی ہے ـــ اور پھر جہاد کشمیر اور ایران میں رونما ہونے والے زلزلوں نے ان کو اپنی طرف بطور خاص متوجہ کر لیا ہے۔ چونکہ یہ دوہرا ابتلاء ابھی تازہ ہے اس لئے انہیں آمدنی کی توقع بھی زیادہ ہوگی۔ چندے کے حصول کے بارے میں، جولائی ۹۰ء کے ہیرالڈ میں ایک بڑے پتے کی بات لکھی ہے کہ اس حصول زر کے معاملہ میں جماعت کہاں تک جا پہنچی ہے۔

جماعت اسلامی کے ایک عہدیدار نے بتایا ہے کہ پاکستانی عوام دل کھول کر جہاد کشمیر میں مالی معاونت کر رہے ہیں بلکہ کئی مقامات پر تو بھکاریوں نے بھی جماعت کے کشمیر فنڈ کیلئے پیسے جمع کرائے ہیں۔ ہم جماعت اسلامی کے چندہ اکٹھا کرنے کی صلاحیت کا اعتراف کرتے ہیں یہ ایک جماعت ہے جو بھکاریوں کی جیب سے بھی پیسے نکال لیتی ہے۔ وہ بھکاری تو صرف لینے کے عادی ہوتے ہیں وہ دعاؤں کے سوا کسی کو کچھ نہیں دیتے لیکن جماعت اسلامی والے ان کی جیب میں بھی ہاتھ ڈال لیتے ہیں۔

انکم ٹیکس والوں کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ مرے ہوئے لوگوں میں سے بھی رقم نکال کر لے سکتے ہیں لیکن آج تک وہ کسی بھکاری سے انکم ٹیکس وصول کر سکے جب کہ جماعت اسلامی نے بھکاریوں سے بھی چندہ وصول کر کے ان کو لوہا منوا لیا۔

(نوائے وقت، لاہور، ۰ جولائی ۱۹۹۰)

اور اب جستہ جستہ کچھ ضروری حوالہ جات بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ منظر اور پس منظر کھل کر سامنے آ جائیں۔ ویسے بھی اب یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ جہاد افغانستان کے سلسلے میں مجاہدین زبردست دھڑے بندیوں کے شکار ہیں اور اس میں گلبدین حکمت یار اور جنرل شاہنواز کا گٹھ جوڑ خاص قابل غور ہے۔ حالانکہ جنرل شاہنواز کٹر قسم کے کمیونسٹ ہیں اور گلبدین حکمت یار کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے۔

روزنامہ مشرق لکھتا ہے:

کئی روز سے قاضی حسین احمد اور ان کی جماعت اسلامی کے دوسرے لیڈر افغان جہاد کے متعلق خاموش ہیں اس کی وجہ وہ اپنے آپ تو بتائیں گے نہیں کیونکہ کمیونسٹوں کو کافر کہنے والے جماعتیوں کے افغان دوستوں نے اب افغانستان میں کمیونسٹوں کے ایک دھڑے کے ساتھ مل کر دوسرے کمیونسٹ دھڑے کا تختہ الٹنے کی کوشش کی ہے اور دوسرے تمام افغانوں کو تعاون کے لئے کہا ہے

(مشرق۔ لاہور ۱۲ مارچ ۱۹۹۰)

پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاں جماعت اسلامی ہوگی وہاں دھڑے بندی لازمی ہوگی کیونکہ اقتدار پر قبضہ جماعت کا پہلا اصول ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر بغاوت کامیاب ہو جاتی تو جماعت اسلامی گلبدین کے ذریعہ اپنی حکومت بنانے کی کوشش کرتی اور پہلے سے کہیں زیادہ خلفشار پیدا ہوتا۔ اخبار نے نہایت واضح الفاظ میں لکھا ہے

اس کی وجہ یہ ہے کہ افغان مسلمانوں کی اکثریت دھڑے بندی کے خلاف ہے یہی وجہ ہے کہ صبغت اللہ مجددی اور پیر گیلانی جیسے حضرات پاکستان میں موجود افغان مجاہد دھڑوں کے سب سے زیادہ قابل قبول ہیں۔ (مشرق ۱۲ مارچ ۹۰ء)

مگر [illegible] صبغت اللہ مجددی [illegible]

[illegible]

اور اس میں معاہدہ ہو چکا ہے کہ وہ دونوں کسی فریق کو ہتھیار نہیں دیں گے۔ اور قابل غور بات یہ بھی ہے کہ [illegible] کی عارضی حکومت کو ابھی تک کسی اہم ملک نے تسلیم نہیں کیا ہے۔ اور اس باب میں سعودی عرب نے بھی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔

لہٰذا پاکستان اور اس کے موجودہ حکمرانوں کے لئے یہی مناسب ہے کہ دوسرے مسلمان ملکوں سے مل کر پاکستان میں رہنے والے افغان مہاجرین اور ان کی قیادت کو اس جنگ کے سیاسی حل کی طرف متوجہ کریں کیونکہ جنگ سے مسئلہ کسی صورت میں حل نہیں ہو سکتا اور اس پر سب متفق ہیں جب کہ مخالف الخیال مجاہدین دھڑے بندی کا شکار ہیں۔

مجاہدین و مہاجرین کی اس سے زیادہ خدمت اور مہمان داری کسی نے کی ہے اور نہ کوئی کر سکتا ہے جب کہ بیرونی امداد کے سوتے بھی خشک ہو چکے ہیں۔ پاکستانی قوم اور حکومت کو ان مفاد پرست، خود غرض جماعت کے طلب گار جماعتوں کو جھٹک کر ایسے اقدامات کی طرف توجہ دینی چاہئے جس میں افغان مہاجرین اور پاکستانی قوم کی فلاح ہو۔ آج سے سالہا سال پہلے کی بات ہے جب ہندوستان میں گاندھی جی کے اشارہ پر تحریک ہجرت رونما ہوئی تھی اور ہزاروں مسلمانوں نے اپنا مال و متاع بیچ کر افغانستان کی طرف ہجرت کی تھی مگر ان کے ساتھ افغانیوں کا سلوک جو روا رکھا گیا وہ تاریخ کا ایک المناک حصہ ہے یہ بھی قوم کے بے ہوش رہنماؤں کی خود فراموشی کا نتیجہ تھا۔ اس وقت نہ صرف یہ کہ انہیں ناقابل برداشت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا بلکہ اس کے ساتھ ہی عزتیں اور آبروئیں بھی پامال ہوئیں اور جو کچھ بچا تھا اسے انہیں میزبانوں اور آج کے مہمانوں کو اونے پونے بیچ کر واپسی کی راہ اختیار کرنی پڑی۔ اس میں انہیں۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

جاذب کاغذ کی کہانی

خواجہ حسن نظامی

پولیس کو اسی خط کی تلاش تھی۔ انسپکٹر نے خیال کیا کہ جو پرزہ لفافے کا ملا اس پر ۹ مئی کے حروف پڑھے جاتے تھے اور کچھ حصہ فرستادہ کی عبارت کا بھی تھا۔

خفیہ پولیس نے سارے گھر کی تلاشی لی۔ ہر صندوق کو، الماری کو، یہاں تک کہ کتابوں کے ورقوں کو کھول کھول کر دیکھا مگر جس خط کی تلاش تھی وہ دستیاب نہ ہوا۔ ہاں ردی کی ایک ٹوکری میں ایک پھٹا ہوا کاغذ ضرور ملا جو غالباً کسی خط کا لفافہ تھا اور ٹکٹ کا آدھا حصہ اس میں باقی تھا۔ جس پر ڈاک خانہ کی مہر کے چند حروف نظر آتے تھے۔ انسپکٹر مرتضیٰ خاں نے اسی ٹکڑے کو اٹھا لیا اور چار گھنٹہ کی محنت میں ایک ننھا سا پرزہ لے کر دفتر کو واپس آگیا۔

یہ تلاشی ایک مدعی کے مکان کی تھی جس پر راجہ ہرپرشاد کو شبہ تھا کہ ان کی رانی کو شاہ صاحب نے زہر دیا ہے۔ راجہ صاحب نے پولیس میں خبر کی اور بیان لکھوایا کہ میرے حریف ہردیو سنگھ نے جو میری رانی کے امیدوار تھے، مگر کامیاب نہ ہوئے تھے، حسد و رقابت سے فقیر صاحب کی معرفت زہر دلوایا اور رانی مر کر بچیں۔ راجہ صاحب نے کہا میری رانی ان شاہ جی کی بہت معتقد تھی اور جب اس کی شادی مجھ سے نہ ہوئی تھی تو شاہ صاحب کے پاس اکثر حاضر ہوتی تھی اور شاہ صاحب بھی اس کے باپ کے پاس آیا کرتے تھے شادی ہونے کے کچھ دن بعد گلاب کے دو پھول لے کر شاہ صاحب میرے مکان پر آئے اور کہا یہ پھول رانی کو کھلا دو۔ اس سے دو بیٹے پیدا ہوں گے جن کی صورت پھول کی طرح اور سیرت خوشبو کے مانند ہوگی۔ میں نے وہ پھول رانی کو دیدئے اور اس نے حسن عقیدت سے ان پھولوں کو کھا لیا۔ آٹھ دس دن تک تو کچھ معلوم نہ ہوا۔ مگر نویں دن خود بخود رانی کو کھانسی شروع ہوئی اور بخار بھی آنے لگا۔ ڈاکٹر نے دق کا مرض تجویز کیا۔

مجھ کو یکایک پھولوں کا خیال آیا اور وہم ہوا کہ شاید ان میں کچھ خرابی ہو۔ اس واسطے خفیہ تحقیقات شروع کی تو معلوم ہوا کہ میرے رقیب اور دشمن ہردیو سنگھ کی آمدورفت شاہ صاحب کے ہاں بہت ہے اور اسی نے پھولوں میں کوئی ایسی زہریلی چیز لگا کر دلوائی جس نے میری رانی کا پھیپھڑا خراب کر دیا۔ میں نے ڈاکٹروں سے یہ کیفیت کہی اور انہوں نے مریضہ کے بلغم کی تحقیقات کر کے بتایا کہ واقعی اس میں ایک ایسے زہر کا اثر پایا جاتا ہے جو کیڑوں کی شکل میں ہوتا ہے اور جس کو دواساز دق کے بیماروں کے بلغم سے بنایا کرتے ہیں۔

یہ سن کر میں نے مریضہ کے علاج میں دوسری قسم کی کوشش کی جس کا نتیجہ اچھا نکلا اور رانی تندرست ہو گئی۔ اب میں پولیس کو اطلاع دیتا ہوں کہ شاہ صاحب اور ہردیو سنگھ کی اس سازش اور اقدام قتل عمد کی تحقیقات کرائی جائے۔

راجہ صاحب نے پولیس کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ ۹ مئی ۱۹۱۷ء کو ایک خفیہ خط ڈاک میں شاہ صاحب کے نام آیا تھا۔ یہ ہردیو سنگھ کا لکھا ہوا تھا اور وہ زہر اس کے اندر بند تھا۔

پولیس ہردیو سنگھ کے مکان پر گئی اور وہاں بھی اس نے خوب تلاشی لی، مگر کوئی مشتبہ چیز برآمد نہ ہوئی۔ انسپکٹر مرتضیٰ خاں جب بالکل مایوس ہو گئے تو میز کے پاس کھڑا ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ یکایک اس کی نگاہ بلاٹنگ پیپر یعنی جاذب کاغذ پر پڑی، جو چمڑے کے ایک حلقے میں لگا ہوا میز پر رکھا تھا۔ انسپکٹر جھک گیا اور کاغذ کو غور سے دیکھنے لگا اس کو کچھ مٹے مٹے حروف نظر آئے مگر ۹ مئی تو صاف پڑھا جاتا تھا۔ انسپکٹر نے وہ کاغذ اٹھا لیا اور اپنے ساتھ لے گیا۔

دفتر میں جا کر انسپکٹر مرتضیٰ خاں نے آئی گلاس سے کئی گھنٹے غور کیا اور آخر اس کو معلوم ہو گیا کہ شاہ صاحب کے گھر سے جو لفافہ کا پرزہ ملا ہے اس کا لکھنے والا ہردیو سنگھ ہے۔ اور ۹ مئی کو یہ خط لکھا گیا تھا۔ اب انسپکٹر مرتضیٰ خاں کو خیال آیا کہ راجہ ہرپرشاد کو اس تاریخ کی ایسی صاف خبر کیونکر ہو گئی، ہردیو سنگھ تو اس کا دشمن ہے جیسا کہ ہرپرشاد نے بیان کیا۔ دشمن کے گھر کی ایسی مخفی اطلاع راجہ تک کس طرح آئی۔ انسپکٹر نے ہر چند سوچا سمجھ میں نہ آیا۔ آخر وہ سیدھا راجہ کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا۔ راجہ اس سوال سے کچھ گھبرا سا گیا۔ اس کے چہرہ پر کچھ ہوائیاں اڑنے لگیں، مگر اس نے جلد ہی اپنے آپ کو سنبھال کر کہا میں اس راز کو عدالت میں ظاہر کروں گا آپ کو نہیں بتا سکتا۔

انسپکٹر کو شک ہوا اس نے ذرا تیوری بدل کر کہا آپ کو بتانا ہوگا۔ میں اس بھید کے بغیر اپنی تفتیش کو مکمل نہیں کر سکتا۔ مجھے شک ہے کہ خود آپ ہی مجرم ہیں۔ آخری فقرہ نے راجہ کو اور پریشان کر دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنے چہرہ پر اندر کی کیفیت کو نہ آنے دے اور انسپکٹر کے سامنے سچا بنا رہے۔ مگر ایسا نہ ہو سکا اور گنہگار دل نے اس کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ راجہ کی ہوشیاری خاک میں مل گئی اور بے اختیار اس کے منہ سے نکلا آپ بگڑتے کیوں ہیں میں آپ

کے حقوق کو پامال نہیں کروں گا۔ آپ کو نہال کردوں گا بشرطیکہ آپ میرے ساتھ اچھا برتاؤ رکھیں۔

انسپکٹر کا شبہ پختہ ہوگیا اس نے کہا میں دس ہزار روپے اسی وقت چاہتا ہوں تاکہ بات مخفی رہے، ورنہ اب تو معاملہ میرے قبضے میں آگیا ہے۔ راجہ پھر سنبھلا اور کہا معاملہ آپ کے اختیار میں آگیا ہے۔ میں اس کو نہیں سمجھا میرا مطلب یہ تھا کہ آپ کا برتاؤ میرے ساتھ شریفانہ ہو اور آپ ایسے الفاظ کہہ کر کہ میں مجرم ہوں میری توہین نہ کریں۔ میں اپنی چہیتی بیوی کو زہر دینے والا ہوں؟ کیا میں اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارتا؟ میں نے ہرگز اپنی رانی کو زہر نہیں دیا۔ میں دس ہزار روپے کی کثیر رقم کس صلہ میں آپ کو دوں اگر آپ مجرم کا سراغ لگالیں گے تو بیشک آپ کو دو ہزار روپے انعام دوں گا۔

انسپکٹر نے کہا میں آپ کو گرفتار کرتا ہوں، مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ یہ سارا حال آپ ہی کا ہے۔ اب دس ہزار روپے آپ کی آبرو اور جان بچا سکتے ہیں۔ ورنہ باہر کے سپاہی کو آواز دیتا ہوں وہ آپ کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں ڈال کر تھانے لے جائے گا۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ مجرم کون ہے۔ اگر جرم آپ پر ثابت نہ ہوا تو میں نہایت ادب سے اس گستاخی کی آپ سے معافی چاہوں گا۔

راجہ اس گفتگو سے سکتے میں آگیا۔ اس نے کچھ سوچا اور چاہا کہ ایک دھمکی اور دے اور ایک دفعہ اپنی فرضی بے قصوری ظاہر کرنے کو لاعلمی کے تیور اور دکھائے، مگر اس کے چور دل نے یہ نہ ہونے دیا اور وہ کانپنے لگا اور جلدی سے اٹھ کر بکس کھولا اور دس ہزار روپے کے نوٹ انسپکٹر کے آگے نکال کر رکھ دیے۔ انسپکٹر نے نوٹ لیکر شکریہ ادا کیا اور یہ کہہ کر کہ اب آپ اطمینان رکھئے چلا گیا۔

انسپکٹر مرتضیٰ خاں نوٹ لیکر سیدھا دفتر پہنچا اور حالات کی رپورٹ تیار کر کے ان نوٹوں سمیت اپنے افسر کو بھیج دی۔

دوسرے دن بڑے بڑے پولیس افسر راجہ کے ہاں پہنچے اور اس کو گرفتار کر لیا اور مقدمے کی تفتیش شروع ہوئی اور راجہ نے سارا حال خود ہی سچ سچ بتا دیا۔

اس نے کہا میں نے اپنی رانی کی ریاست پر قبضہ کرنے کے لئے یہ چال چلی تھی۔ رانی اپنے باپ کی اکلوتی لڑکی ہے اس کے باپ نے ریاست میرے نام لکھ دی ہے، مگر اس میں شرط یہ ہے کہ لڑکی کے باپ کی زندگی بھر اختیارات اس کے ہاتھ میں ہوں گے اور اس کے مرنے پر لڑکی مالک ہوگی اور کارگذاری اس کا خاوند کرے گا۔

میں نے پہلے اپنے خسر کو زہر دلوایا جب وہ مرگیا تو اپنی بیوی کے مارنے کی تدبیر کی تاکہ اس کی ریاست پر کلی اختیار حاصل ہو کیونکہ میری رانی میری داشتہ عورت کے سبب اپنی ریاست کی آمدنی سے مجھ کو کچھ نہ لینے دیتی تھی۔

یہ کام آسان نہ تھا کیونکہ رانی بہت ہوشیار تھی اور اس کو میری طرف سے شبہ پڑا ہوا تھا اور میرے ہاتھ کی کوئی چیز کھاتی پیتی نہ تھی۔ اس واسطے میں نے اپنے ایک نہایت رازدار نوکر کو اپنے خاندانی دشمن ہردیو سنگھ کے ہاں بھیجا۔ میرا نوکر ہردیو سنگھ کے ہاں ملازم ہوگیا اور چند روز میں اس نے اس کے مزاج پر خوب قبضہ کر لیا۔

ایک دن باتوں باتوں میں میرے نوکر نے ہردیو سنگھ سے کہا ہرپرشاد کے ہاں نئی رانی سے کوئی اولاد نہیں ہے اگر یہ بے اولاد مرگئی تو ہرپرشاد اس کی ریاست کا بھی مالک ہو جائے گا۔ آپ رانی کے باپ کے دوست ہیں دوست کا فرض ہے کہ ایسے موقع پر جبکہ دوست مرگیا ہے اس کی ریاست اور اس کی اولاد کی خبر گیری کریں۔

ہردیو سنگھ نے کہا میں کیا کر سکتا ہوں۔ اولاد کا دینا خدا کے اختیار میں ہے، میرا اس میں کیا بس ہے۔ میرے نوکر نے کہا چترپور کے پہاڑ میں ایک ہندو فقیر بڑا کامل ہے۔ وہ جنگلی گلاب کے دو پھول دیتا ہے جو عورت یہ پھول کھالے اسکے اولاد ہو جاتی ہے۔

ہردیو سنگھ کو میری رانی سے محض اس کے باپ کی دوستی کے سبب محبت تھی اور وہ اس کی ریاست کو اسی کے خاندان میں دیکھنا چاہتا تھا۔ اس واسطے اس نے میرے نوکر کو پھول لانے کے لئے کہا، مگر اس کے ساتھ ہی خیال آیا کہ رانی سوائے ایک مسلمان شاہ صاحب کے اور کسی پیر فقیر کو نہیں مانتی اس کا بچپن سے ایک مسلمان شاہ صاحب پر اعتقاد ہے وہ ہندو فقیر کے ہاتھ کے پھول ہرگز نہیں کھائے گی۔

میرے نوکر نے کہا یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ پھول مسلمان شاہ جی کے ہاتھوں بھجوا دیجئے گا۔ ہردیو کو یہ بات پسند آئی اور اس نے میرے نوکر کو خرچ دے کر چترپور جانے کو کہا۔ نوکر میرے پاس آیا میں نے فوراً ایک دوست ڈاکٹر کے ذریعے دق کے جراثیم حاصل کئے اور گلاب کے پھول پر ڈال کر نوکر کو دیدئے جس نے ہردیو سنگھ کو پھول جا کر دیدئے۔ ہردیو سنگھ شاہ جی کے پاس آیا اور ان سے سارا قصہ سچ سچ کہہ دیا اور کہا، رانی آپ کو ہی مانتی ہے آپ جا کر دے آیئے۔ مگر میرا ذکر نہ کیجئے ممکن ہے راجہ ہرپرشاد سابقہ عداوت کے سبب یہ پھول نہ کھانے دے۔ شاہ صاحب نے منظور کیا اور پھول لاکر میری رانی کو دے۔ جن کو اس نے کھا لیا۔

چونکہ مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ ۹ مئی ۱۹۱۱ء کو ایک خط بھی ہردیو سنگھ نے شاہ صاحب کو بھیجا ہے، جس کے حروف اور تاریخ جاذب کاغذ پر موجود ہیں تو میں نے اپنے نوکر کو شاہ صاحب کے ہاں بھیجا۔ اس نے دیکھا کہ شاہ صاحب نے خط پڑھ کر چاک کر دیا اور ردی میں ڈال دیا۔ میرے نوکر نے وہ پرزے چپکے سے اٹھا لئے اور اپنے پاس رکھے اور جس دن شاہ صاحب کے ہاں تلاشی ہو رہی تھی تو میرے نوکر نے صرف لفافہ کا ٹکڑا ٹوکری میں ڈال دیا اور اسی کے اشارے سے انسپکٹر نے اس کو ٹوکری سے لیا اور ہردیو سنگھ کے ہاں تلاشی میں میرے ہی نوکر نے ایسی حرکت کی جس سے انسپکٹر پولیس کی نظر جاذب کاغذ پر پڑگئی۔

افسر نے پوچھا تو تم نے پھر رانی کا علاج کیوں کرایا۔ اور اس کی تحقیقات کیوں کرائی اور ایسی جلدی اپنے جرم کا اقرار کیوں کر لیا۔

ہرپرشاد راجہ نے کہا ایک جن نے مجھ کو مجبور کر رکھا ہے وہ رات کو سوتے میں میرے سامنے آتا ہے اور کہتا ہے میں رانی کا محافظ ہوں۔ مجھ کو مسلمان شاہ جی نے بھیجا ہے تو فوراً علاج کروا، ورنہ میں تجھ کو جان سے مار ڈالوں گا۔

اس کے علاوہ مجھ کو راز فاش ہو جانے کا بھی خوف تھا۔ اس واسطے میں نے خود ہی مرض کا امتحان کرایا تھا تاکہ مجھ پر شبہ نہ کیا جائے، مگر اس جن نے جو سبز کپڑے پہنے خواب میں آتا ہے، مجھ پر جادو کر دیا اور میں نے بے اختیار ہو کر ساری داستان بیان کر دی۔

جب تحقیقات ختم ہو چکی تو مقدمہ عدالت میں گیا اور وہاں شاہ صاحب کے بیان بھی ہوئے

شاہ صاحب کچھ تو مجذوب سے آدمی تھے جب انہوں نے وکیل کے سوالات کا الٹا سیدھا جواب دینا شروع کیا تو عدالت کو کچھ شک ہوا اس پر ہردیو سنگھ کے وکیل نے کہا کہ جناب عالی صاحب مجذوب ہیں ان کے بیان پر جرح نہ ہونا چاہیے۔ عدالت نے پوچھا مجذوب کیا ہوتا ہے؟ راجہ ہرپرشاد کے وکیل نے کہا دیوانے کو توہم پرست لوگ مجذوب کہتے ہیں۔

اس پر عدالت بولی کہ دیوانے کی بات پر اعتبار نہیں ہو سکتا اس واسطے یہ گواہ عدالت سے باہر کر دیا جائے۔ ہم اس کا بیان لینا نہیں چاہتے۔ یہ سن کر شاہ صاحب کو کچھ جوش سا آ گیا۔ انہوں نے نہایت عاقلانہ انداز سے آگے بڑھ کر کہا:

اے حاکم میں دیوانہ نہیں ہوں، تو میری باتوں سے انصاف کرنے میں پس و پیش نہ کر، میرے دماغ میں فتور نہیں ہے، میری عقل میں کچھ خرابی نہیں ہے۔ میں عدالت کو خدا کی نائب اور مجازی عدالت سمجھتا ہوں اور اپنے پورے ہوش و حواس کی سلامتی میں بتاتا ہوں کہ مجذوب دیوانے کو نہیں کہتے۔ مدعا علیہ کے وکیل نے غلط کہا کہ دیوانے کو مجذوب اور مجذوب کو دیوانہ کہا جاتا ہے۔ مقدمہ کی مسل میں ایک جاذب کاغذ بھی ہے اور اس کے اوپر مجذوب حروف بھی ہیں۔ اس کو مقدمے کی روئداد سے بہت کچھ تعلق ہے۔ عدالت ان حروف پر اور اس کاغذ پر غور کرے گی تو اس کو چاہیے کہ اس وقت میرے بیان مجذوب و جاذب پر بھی توجہ کرے۔

اے کرسی پر بیٹھنے والے، آسمان پر بھی ایک عرش و کرسی ہے وہاں کے نوشتے جن کاغذوں پر لکھے جاتے ہیں ان کو تقدیر کی اصطلاح میں سالک کہتے ہیں اور ان تحریروں کو جاذب کاغذ سے جب خشک کیا جاتا ہے تو جاذبوں پر کچھ حروف مجذوب ہو جاتے ہیں وہ حروف پورے نہیں ہوتے ان سے وہ مطلب نہیں نکل سکتا جو صاف لکھے ہوئے اصلی کاغذوں سے نکلتا ہے۔ مگر جاذبوں کے وہ حروف بھی کبھی وہ کام دے جاتے ہیں جو آج کے جاذب کاغذ سے نکلا۔

غلط دا چلے جاتے ہیں کیونکہ وہ سالک ہیں مگر جاذب، وہ اس کے مجذوب حرف رہ جاتے ہیں اور ہمارے مقدمات میں کبھی کبھی کام آتے ہیں ورنہ بے نشان اور بے مطلب پڑے رہتے ہیں۔

میں نے جو یہ کہا ہے کہ عرش پر کاغذ ہوتے ہیں لکھائی ہوتی ہے اور اس کو جذب کیا جاتا ہے تو یہ سب بے خبروں کو سمجھانے کے الفاظ ہیں اور مثالیں ہیں۔ ورنہ وہ عالم بالا کاغذ بازی سے پاک ہے۔

عدالت کو اس تقریر سے بہت تعجب ہوا اور اس نے راجہ ہرپرشاد کو پھانسی کی سزا دیتے ہوئے شاہ صاحب کے پیچھے ہوئے جن یا روح مخفی یا موکل پر اور ان کی عجیب و غریب تقریر پر اور ان کی کرامت باطنی پر بہت اچھے الفاظ میں رائے زنی کی اور آخر میں لکھا کہ یہ محض شاہ صاحب کی صداقت ہے جو ایسا پیچیدہ مقدمہ حل کیا ورنہ راجہ ہرپرشاد کی چال کا سمجھنا بہت دشوار تھا۔

●●

یا رسول اللہ نظر بر حالِ ما

یا رسول اللہ انظر حالنا   یا حبیب اللہ اسمع قالنا
اننی فی بحر غم مغرق   خذ یدی سہل لنا اشکالنا

ترجمۂ فارسی

یا رسول اللہ نظر بر حال ما   یا حبیب اللہ بشنو قال ما
غرق دریائے غم و کلفت شدیم   گیر دست و سہل کن اشکال ما

ترجمۂ اردو

دیکھیے آقا ہمارے حال کو   یا حبیب اللہ! سنیے قال کو
بحرِ غم میں غرق ہیں اے دستگیر!   کیجیے آسان ہر اشکال کو

تراجم فارسی و اردو از عابد نظامی

تصوف اور ہندوازم

جس کائنات کو ہماری آنکھ دیکھتی ہے اس کی بنیاد روشنی ہے جس پر بنا ہوا ہے اس بناوٹ کو قرآن پاک "ماء" کہتا ہے

خواجہ شمس الدین عظیمی

تصوف اور پیراسائیکالوجی کے بارے میں عام طور یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ رسول اللہؐ کے زمانے میں صحابہ کرامؓ نے پیراسائیکالوجی اور روحانی علوم کی ترویج نہیں کی اور ایسے مشاہدات نہیں ملتے جن کو سند مان کر تصوف روحانیت کو تسلیم کیا جائے۔ اس لیے اس علم کی کوئی حیثیت نہیں ہے تصوف کے بارے میں بعض حضرات کو یہ خیال بھی ہے کہ یہ پرانا علم ہے جو ہندوازم سے تعلق رکھتا ہے یا اس علم کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو عیسائی یا یہودی مذہب کے پیروکار ہو کر راہب کہلائے یعنی انہوں نے دنیاوی دلچسپیاں ختم کر کے اور دنیا کے ہنگاموں سے اپنا رشتہ منقطع کر کے ایک ایسی راہ کا تعین کیا جو عوام الناس سے ہٹ کر تھا۔

کائنات اور کائنات کے اندر موجود رنگینیاں اللہ نے اس لیے پیدا کیں کہ آدمی ان سے منہ موڑ کر دنیا کی لذتوں سے فرار اختیار کر کے کسی بیابان یا کسی گوشے میں بیٹھ جائے۔ ماورائی علوم، تصوف و پیراسائیکالوجی کے بارے میں ایسے سوالات جنم لیتے رہتے ہیں آئیے کوشش کرتے ہیں کہ ان سوالات کو دلائل کی بنیاد پر رکھا جائے۔ ماورائی ہستی خالق کائنات اللہ سے نوع انسانی اور نوع جات کا تعلق دو طریقوں پر قائم ہے ایک طریقہ یہ ہے کہ خالق کائنات کسی بندے کو اپنی طرف متوجہ کر لے اور اس بندے کی فکر میں اس کی ذات اور صفات مستحکم ہو جائے یعنی جب بھی وہ کوئی کام کرے یا عمل کرے تو ارادتاً یا غیر ارادی طور پر اس کا ذہن خالق کی طرف متوجہ ہو جائے۔ ایک طرز یہ ہے کہ انسان خالق کائنات کی موجودگی کے بارے میں عملی طور پر یقین رکھتا ہو۔ اس یقین کو پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے "مرتبہ احسان" کا نام دیا ہے۔ یہ بات کہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں روحانیت کے اوپر کوئی خاص تحریر یا کوئی خصوصی علم مرتب نہیں ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں رسول اللہؐ پر مر مٹنے والے اور فدا ہونے والے صحابہ کرامؓ کی روح رسول اللہؐ کی محبت سے رنگین تھی۔ ان کے ذہن کی یکسوئی اس بات میں تھی کہ وہ رسول اللہؐ کی باتوں میں رسول اللہؐ کے عمل، رسول اللہؐ کے اٹھنے بیٹھنے، رسول اللہؐ کے نورانی چہرے میں غور و فکر کرتے رہتے تھے اس غور و فکر سے ان کے قریب رہنے

> حضرت علیؓ نے تمام واعظین کو وعظ کرنے سے منع کر دیا تھا، صرف ایک ہستی حسن بصریؒ کی ایسی تھی جن کو وعظ کرنے کی اجازت تھی

والے حضرات کی روحانی پیاس بجھتی رہتی تھی۔ صحابہ کرامؓ کو رسول اللہؐ کے اقوال میں بھی بہت زیادہ شغف تھا اور ان کی ذات اقدس اور ان کی گفتار میں انہماک کی وجہ سے ان کے ہر ہر قول اور ہر ہر عمل کی صحیح فہیم ادبیت اور صحیح صحیح مفہوم پوری گہرائیوں کے ساتھ ان کے اوپر واضح ہو جاتا تھا مطلب یہ ہے کہ احادیث پڑھنے کے بعد اور احادیث سننے کے بعد اور رسول اللہؐ کے عمل کو دیکھنے کے بعد رسول اللہؐ کی ذات اقدس کے انوار سے وہ لوگ پورا پورا استفادہ کرتے تھے اس طرح انہیں اپنی روح کے اندر انوار کا ذخیرہ کرنے کے لیے ریاضت و مجاہدات کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ وہ حضور اکرمؐ کے قدسی الفاظ اور حضورؐ کے نورانی کردار اور حضورؐ کے پیغمبرانہ ذہن سے بغیر کسی تعلیم بغیر کسی کوشش کے روشناس تھے قلندر بابا اولیاءؒ اپنی کتاب لوح و قلم میں فرماتے ہیں کہ جب مجھے عالم بالا میں سیر کرنے کے مواقع حاصل ہوئے تو میں نے یہ دیکھا کہ صحابہ کرامؓ کی ارواح میں قرآن پاک کے انوار اور احادیث کے انوار میں اور انوار کا تقدس اور نورانی لہریں صحابہ کرامؓ کی ارواح میں اس طرح موجود ہیں کہ ان کی روحیں نور سے لبریز ہیں اس دور میں روحانی تصرفوں کا نہ ہونا اور روحانی علوم کا تفصیلی تذکرہ نہ ہونا غالباً اسی وجہ سے ہے اس دور میں لوگوں نے جو رسول اللہؐ سے صحابہ کرامؓ کی طرح تعلق خاطر رکھتے تھے اور جن لوگوں کی روحیں حضورؐ کی محبت سے لبریز تھیں ان لوگوں نے ان چیزوں کی تشنگی محسوس کی اور یہ محسوس کیا کہ اگر روحانی علوم کے قوانین قاعدے اور ضابطے جو رسول اللہؐ سے منتقل ہوئے ہیں عام نہ کیے گئے تو امت مسلمہ میں بہت بڑا خلا واقع ہو جائے گا۔ لہٰذا انہوں نے رسول اللہؐ کے انوار کو اپنی روح میں ذخیرہ کرنے کے بعد اللہ کا عرفان حاصل کرنے کے ذرائع تلاش کیے اور پھر ضابطے اور قاعدے بنائے اور یہ قاعدے اور ضابطے علمی اعتبار سے بنائے گئے تاکہ حضورؐ کا امتی ہر شخص یہ علم حاصل کر کے رسول اللہؐ کے نور سے اپنی روح کو لبریز کرے اور روحانی تصرفوں کے حصول سے اللہ کا عرفان حاصل ہو جائے۔ چنانچہ شیخ نجم الدینؒ اور ان کے

سے مروی تھا، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے عوارف المعارف میں لکھا
حضرت ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے علمی حیثیت
میں اللہ کے اسماء کے مختلف طریقے اور بے شمار اختراعات
بنا دیں علمی حیثیت میں اللہ کے ان اسماء اور قرآن
[illegible] ان آیات کا انتخاب کیا گیا جن کے ورد سے
ذہن انسانی میں زیادہ سے زیادہ نورانی ذخیرہ ہو جاتا
ہے۔ شیخ حسن بصریؒ کے رستے تک یہ چیزیں نہیں ملتیں
بیانات تاریخ کے صفحات پر موجود ہے کہ حضرت علیؓ
نے تمام واعظین کو وعظ کرنے سے منع کر دیا تھا صرف
ایک ہستی شیخ حسن بصریؒ ایسی تھی جن کو حضرت علیؓ کی طرف
سے وعظ کرنے کی اجازت تھی حضرت حسن بصریؒ کے بعد
ابدال [illegible] پیغمبر اسلام کی ذات بابرکات سے متعلق انوار و
تجلیات سے لوگوں کے ذہن دور ہونے لگے اور اللہ
کی صفات کے جاننے میں وہ انہماک نہیں رہا جو صحابہ
کرامؓ کے زمانے میں تھا۔ لہٰذا ماہرین روحانیت
علماء کرام نے اللہ کی ذات اور پیغمبر اسلام کے انوار کو
سمجھنے کے لیے طرز فکر کی قدریں قائم کیں۔

پیغمبر اسلام کی طرز فکر منتقل ہونے کے بعد جب
کسی کی طرز فکر یہ ہو جاتی ہے کہ اس کی زندگی کا ہر لمحہ اور
ہستی خالق کائنات اللہ کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے
اس کے دماغ میں اس فکر کی لہریں دوڑتی رہتی ہیں
کہ ذہن ہر بات کا رخ اللہ کی طرف موڑ دیتا ہے، ذہن
ہر جیتی ہوئی خالق کائنات کی تخلیق میں غور و فکر کرنا
اس کی زندگی کا تقاضا بن جاتا ہے۔

کائنات صمد گیسوں سے وجود میں آئی ہے

جس کائنات کو مادی آنکھ دیکھتی اور چھوتی ہے اس
کی بنیاد روشنی کے اوپر قائم ہے ایسی روشنی جس کے
اندر بہاؤ ہے۔ ایسی روشنی اور روشنی کے اسی بہاؤ کو
قرآن پاک "ماء" کہتا ہے۔ قرآن پاک میں جس روشنی
کو ماء یعنی پانی کے نام سے متعارف کرایا ہے موجودہ
دور کی سائنس اسی روشنی یا پانی کو گیسوں کے نام
سے جانتی ہے۔ ماء یعنی روشنیوں کا بہاؤ یا گیسوں
کے بہاؤ سے مراد ہے ایسی صمد گیسیں (GASSES)
یہ خصوصیت سے وجود میں آتی رہتی ہیں۔ اس
کی مثال ہے کہ ایک گلاس پانی کا بھر کر چند دن رکھ
دیجئے [illegible] پانی [illegible] جب دیکھیں تو پانی کی طرح
بھیگ جائے گا ان کو غور سے دیکھیں تو [illegible]
مختلف شکلیں نظر آتی ہیں [illegible]
[illegible]

شبیہیں بنتا ہے اسی طرح نزول کرنے والی روشنیوں
کا بہاؤ جب زمین یا کائنات کی سکرین پر نزول کرتا ہے
تو ٹکڑے جیسے اور بھرے ہوئے افراد کائنات کی شکلیں
بن جاتی ہیں ماء کے ٹکڑوں کے بعد شیشے کے اندر
جو بنیادی مسالہ بنتا ہے وہ ایک (MERCURY) کی
شکل و صورت میں ہوتا ہے روشنیوں کے بہاؤ کے
بعد پارے کی روشنیوں سے ملکر ایک دوسرے کے
اندر سے جذب ہو کر اجسام بنتے ہیں یہی اجسام کو حیوانات
نباتات اور جمادات کہا جاتا ہے گیسوں سے جو ابتدائی
گیس نکلتی ہے یا ان گیسوں کے مجموعے سے گیس کی ابتدائی
شکل نسمہ (AURA) ہے یعنی نسمہ ان بنیادی لہروں یا
ان بنیادی شعاعوں کا نام ہے جو وجود کی ابتداء کرتی
ہیں یہ شعاعیں یا روشنیوں کی لہریں جب [illegible] کی
ہیں یا ان کے اندر بہاؤ پیدا ہوتا ہے تو مادی آنکھ سے

نکلنے والی شعاعوں کو مادی آنکھ دیکھ سکتی ہے
لیکن نسمے کی لہروں کو صرف شعور کی وہ آنکھ دیکھ سکتی ہے
جو نسمے کی نگاہ کہلاتی ہے۔ کوئی بھی ایجاد ایسی ابھی
تک دیکھنے میں نہیں آئی کہ جس کے ذریعے نسمے کی ان
لہروں کو دیکھا جائے البتہ ان لہروں کے تاثرات
کو سائنسی ایجادات کے ذریعے مادیت کے مظہر
میں محسوس کیا جا سکتا ہے اور دیکھا جا سکتا ہے
آجکل AURA پر بہت کام ہو رہا ہے AURA یعنی
نسمے کو یا نسمے کی روشنیوں کو کیمرے کے ذریعے
دیکھ لیا گیا ہے لیکن یہ دیکھنا لہروں یا لکیروں کی
شکل میں نہیں ہے بلکہ لہروں اور لکیروں کی روشنیوں
کا عکس ہوتا ہے وہ ایک ایسی چیز کہ مادیت
کے مظہر کی صورت اختیار کر لیتا ہے اس لئے نظر
آجاتا ہے AURA یعنی لہروں یا شعاعوں یا لکیروں
کو کہتے ہیں جن لہروں، شعاعوں یا لکیروں سے جسمانی

نسمہ دراصل وہ مخفی روشنی ہے
جس کو نور کی روشنیوں میں دیکھا جا سکتا ہے؛

دکھی ہوئی روشنی کی مثال کے طور پر بجلی سے آکسیجن
دی جا سکتی ہے، یہ لکیریں کائنات میں اس طرح پھیلی
ہوئی ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے فاصلے پر ہیں اور
متعین دائرے میں پیوست ہیں اس کی مادی مثال
[illegible] جیسے [illegible] ہے آدمی
[illegible]
[illegible] ایک [illegible] روشنی [illegible] کے
ذریعے لہروں کا بہاؤ بنتا [illegible] روشنیوں اور لہروں
کے بہاؤ سکرین پر نزول کرتا ہے اور سکرین سے
[illegible] مختلف شکلیں اور صورتوں کا مظاہرہ کرتا ہے
جب ہم روشن [illegible] بیٹری سے نکلنے والی شعاعوں
[illegible] روشنیوں یا شعاعوں کو دیکھتے ہیں تو ہمیں مسلسل
اور متواتر چلتی ہوئی لہروں یا لکیروں کا احساس ہوتا
ہے یہ لکیریں نہ ایک دوسرے سے فاصلے پر ہوتی
ہیں اور نہ ایک دوسرے میں پیوست ہوتی ہیں
بلکہ ہر لکیر اپنی جگہ تصویر کو بنانے کے لئے خد و خال لئے
ہوئے ہوتی ہے جس طرح بیٹری سے نکلنے والی
روشنی سکرین پر متواتر تصویریں بنتی ہیں اسی طرح
نظام [illegible] کے گرد نسمے کی [illegible] لکیریں مادی
اجسام میں بھی [illegible] نسمے کی لکیریں مادی
[illegible] ایک بنیادی واسطہ [illegible]

خد و خال وضع کرتے ہیں یہ لہریں دو طرح کی ہوتی
ہیں مفرد لہریں، مرکب لہریں۔ لہریں مفرد ہوں یا
مرکب خلاء میں اس طرح پھیلی ہوتی ہیں کہ نہ تو
ایک دوسرے سے فاصلے پر ہیں اور نہ ہی ایک دوسرے
میں پیوست ہیں یہ لکیریں مفرد ہوں یا مرکب مادی
اجسام میں خد و خال بھی بنتی ہیں اور خد و خال بھی
خرد بین عکس بھی کرتی ہیں ان لہروں یا ان لکیروں
کے تاثرات [illegible] یہ لکیریں [illegible]
انسانی دماغ کے اوپر جب نزول کرتی ہیں تو ہم نسمے کے
نزول ہونے کے بعد دماغ کے اوپر جاکر سادہ [illegible]
بنتا ہے [illegible] کے دائرے میں نہیں
آتا، یہ خالی سادہ [illegible] کسی بات سے متعلق [illegible]
سے متعلق، کسی زندگی سے متعلق اس زندگی کا تعلق
حال یا مستقبل سے ہو [illegible] جب یہ
ذرا زیادہ ہوتا ہے تو انسان میں ایک [illegible]
[illegible]

[illegible] تصویر [illegible] سے [illegible]
[illegible] ہو جاتے ہیں [illegible] کا م
[illegible] گراف [illegible] سکتے
ہے [illegible] ہے کہ [illegible]
[illegible] میں [illegible] ہے اس کی کیفیت [illegible] صورت [illegible]
[illegible] سلسلہ [illegible] طرح [illegible]
تصویر کے [illegible] احساس [illegible] اور احساس کے
[illegible] ہو سکتے ہیں ——— [illegible] کے
[illegible] ہوتی ہیں [illegible]
[illegible] کے اندر [illegible] واقع ہو [illegible] جب [illegible]
کے اندر [illegible] واقع ہو جاتے ہیں [illegible] کیفیت [illegible]
[illegible] تصویر اور احساس کیا ہے
[illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] کے سامنے آ جاتا ہے

دنیا [illegible] علم [illegible] میں ہم [illegible] کی طرح
[illegible] سکتے ہیں۔

مثال [illegible] ایک [illegible] سیدھی [illegible] سیدھی لکیر [illegible]
[illegible] سیدھی لکیروں میں کوئی [illegible]
ہوتی ہے

دوسری صورت [illegible] گراف بنایا جائے
سیدھی لکیر [illegible] دوسری لکیر (عمودی) لکیر کاٹ دیتی ہے
[illegible] دونوں لکیریں [illegible] کے اوپر [illegible]
[illegible] جاتے ہیں [illegible] خانے
[illegible] ایک تصویر بناتے ہیں اور تصویر بناتے وقت [illegible]
[illegible] کے خانوں کو [illegible] تعداد کے ساتھ تصویر کی بنیاد
[illegible] ہیں [illegible] کہ اتنے خانوں سے آدمی کا سر اور
[illegible] ہے۔ گراف کے [illegible] خانوں کو اگر
[illegible] دیا جائے یا [illegible] تعداد میں [illegible] خانوں
[illegible] جائے تو [illegible] ہو جاتا ہے اور [illegible]
[illegible] سے [illegible] بنانے [illegible]
سے [illegible] کہ ہم ان خانوں کے [illegible]
خانوں کی تعداد سے مختلف اجسام کی ساخت کا
تناسب قائم کرتے ہیں۔ یہی گراف تصویروں کا
[illegible] لکیریں [illegible] مرکب تصویر کی اصل
[illegible] کی طرح [illegible] مادے کا اجسام کی
ساخت میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور انہی لکیروں
[illegible] سے [illegible] بنتی ہیں اور [illegible] کے
[illegible] میں آتے ہیں۔

احساس میں [illegible] پیدا ہونے کے بعد [illegible]
[illegible] میں [illegible] احساس [illegible] گہرائی

[illegible] بھی [illegible] سے [illegible] تک [illegible]
لکیروں یا شعاعوں [illegible] تمام [illegible]
سکتے۔ اس کی بات کو ہم دوسرے [illegible] بیان
کرتے ہیں۔

[illegible] ہے [illegible]
اور [illegible] تصویر [illegible] اس طرح
[illegible] رنگ [illegible]
[illegible]
[illegible] سے [illegible]
کے [illegible] اور [illegible] تو [illegible]
[illegible] ترتیب [illegible] لکیروں کی [illegible]
تقسیم [illegible] لکیروں کے [illegible] رنگ [illegible]
کے [illegible] کشش [illegible] اور انہی لکیروں
کو [illegible] اور [illegible] پیدا کرتی ہیں۔
لکیروں یا ان لکیروں کی [illegible] ایک طرف
[illegible] سے [illegible] دوسری طرف
[illegible] قبول کرتی ہے [illegible]
[illegible] اور [illegible] کے تحت [illegible]
[illegible] کر لیتا ہے [illegible] میں [illegible]
[illegible]
[illegible] کے اندر [illegible]
[illegible] ہے [illegible] ہے اور [illegible]
[illegible] جس کو [illegible] دیکھ سکتی ہے
[illegible] یا [illegible] ہے [illegible]
جس کو [illegible] روشنیوں میں دیکھا جا سکتا ہے اور خود
وہ [illegible] روشنی ہے جو خود ہی نظر آتی ہے اور دوسری
روشنیوں کو بھی دکھاتی ہے۔ (بشکریہ جنگ)

ملک دشمن تخریب کاروں کو ناکام بنائیں

عوام سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ وسیع تر قومی مفاد اور اپنی حفاظت کے لئے درج ذیل باتوں پر عمل کریں۔

۱۔ ایسی تمام غیر ضروری اشیاء مثلاً بریف کیس، ٹرانسسٹر، ٹیپ ریکارڈر، تھرموس، ٹفن کیریئر وغیرہ یا کوئی ایسی چیز جس کی شناخت ممکن نہ ہو۔ اس کے قریب مت جائیں اور فوراً پولیس کو اطلاع دیں۔

۲۔ اپنے ارد گرد مشکوک لوگوں پر نظر رکھیں۔ ایسے افراد جو عام جگہوں پر کوئی بریف کیس، تھیلا، ہینڈ بیگ یا ٹرانسسٹر وغیرہ لے کر مشکوک حالت میں گھوم رہے ہوں تو فوراً قریبی پولیس کو اطلاع کریں۔

۳۔ اچانک دھماکہ کی صورت میں جائے وقوع پر اکٹھا نہ ہوں بلکہ فوراً ایجنسیوں کو اطلاع دیں۔ تاکہ زخمیوں کو بروقت طبی امداد دی جا سکے اور امدادی کام شروع کیا جائے۔

۴۔ اپنی حفاظت آپ کے اصول پر عمل کرتے ہوئے محلوں، بازاروں، دفتروں، کارخانوں اور دوسرے کاروباری مراکز میں قابل اعتماد چوکیدار مقرر کریں۔

۵۔ اگر کسی مقام پر آپ کو کوئی گاڑی غیر ضروری یا دیر سے کھڑی ہوئی نظر آئے تو اس کے بارے میں قریبی پولیس کو اطلاع دیں۔ گاڑیوں اور کاروں کے مالکان سے گذارش ہے کہ وہ غیر ضروری طور پر لمبے وقت کے لئے گاڑی پارک نہ کریں۔ اس سے وطن دشمنوں کو تخریب کاری کا موقع ملتا ہے

۶۔ ٹرانسپورٹ کمپنی میں کام کرنے والے عملے سے گذارش ہے کہ وہ اپنی بسوں اور ویگنوں کی اچھی طرح چیکنگ کریں اور خاص طور پر دیکھیں کہ گاڑی کی چھت یا سیٹوں کے نیچے کوئی چیز پڑی نہ رہے۔

۷۔ اگر کسی کھڑی گاڑی، کار، بس کے نیچے سے دھواں نکلتا نظر آئے تو دوسرے لوگوں کو بھی اس کے نزدیک نہ جانے دیں اور فوری طور پر قریبی پولیس، فائر اسٹیشن کو اطلاع دیں۔

۸۔ تمام اہم مقامات پر پولیس متعین کر دی گئی ہے جو کاروں، ٹرکوں، بسوں اور ویگنوں کی چیکنگ کر رہی ہے اگر اس ضمن میں آپ کو کوئی زحمت اٹھانی پڑے تو برا نہ منائیں کیونکہ یہ قدم آپ کی حفاظت کے لئے اٹھایا گیا ہے۔

۹۔ تخریب کار اور دہشت گرد ملک و قوم کے دشمن ہیں ان کے عزائم کو ناکام بنانا ہر پاکستانی کا فرض ہے ہر شہری سے درخواست ہے کہ وہ چوکس رہے اپنے گرد و پیش پر نگاہ رکھے۔ اپنا قومی شناختی کارڈ یا دیگر شناخت نامہ اپنے ساتھ رکھے۔

(محمد عارف حسین بھٹی۔ وہاڑی)

بحضور سیّد الشہداءؑ

سید عارف محمود مہجورؔ رضوی
علی پور روڈ۔ گجرات

حسینؑ ابن علیؑ چل پڑے جدھر تنہا
سپاہ ظلم وہاں پائی بے اثر تنہا

حسینؑ ابن علیؑ ایک مینارۂ نور
چمک رہا ہے بہر سُو وہی قمر تنہا

حسینؑ ابن علیؑ داستاں شجاعت کی
لہو کا رنگ کیا جس نے معتبر تنہا

حسینؑ ابن علیؑ وارثِ علوم نبیؐ
بچایا دین نبیؐ بن کے خود سپر تنہا

حسینؑ ابن علیؑ تاجدار مہر و وفا
برائے چشم بصیرت وہ چارہ گر تنہا

حسینؑ ابن علیؑ قبلۂ عقیدت ہے
شعور و فکر و نظر کا وہ راہبر تنہا

حسینؑ ابن علیؑ جرأتوں کا پروردہ
متاعِ زیست ہے اس کی حسین ڈگر تنہا

حسینؑ ابن علیؑ حق کا بول بالا ہے
نشانِ راہ ابد تک وہ سربسر تنہا

حسینؑ ابن علیؑ ہے قرارِ قلب و نظر
ہے اس کی یاد مجھے زندگی اثر تنہا

حسینؑ ابن علیؑ رفعتوں کا بطلِ جلیل
بچائی عظمتِ انساں یہ کرّ و فر تنہا

حسینؑ ابنِ علیؑ آرزوؤں کی منزل
وہی ہے مرجع جنات اور بشر تنہا

حسینؑ ابنِ علیؑ عزم بھی یقیں بھی ہے
حیات آج بھی ہے اس پہ مفتخر تنہا

حسینؑ ابنِ علیؑ ہے امام جہد و عمل
مٹا کے رکھ دیا باطل تمام تر تنہا

حسینؑ ابنِ علیؑ ہے سکوں بھی راحت بھی
وہی کرے ہے مصائب سے بے خطر تنہا

حسینؑ ابنِ علیؑ مرکزِ سعادت ہے
شہادتوں کو گیا لے کے اوج پر تنہا

حسینؑ ابنِ علیؑ مرحبا تری سطوت
بدل کے رکھ دیا مطلق نظام شر تنہا

حسینؑ ابنِ علیؑ مصطفےؐ کا شہزادہ
چلا ہے چھوڑ کے نانا کا آج گھر تنہا

حسینؑ ابنِ علیؑ کیا ہے اور کیا ہے نہیں
یہ بات جانتے ہیں سیدالبشرؐ تنہا

حسینؑ ابنِ علیؑ ظلم کی نگاہوں میں
کھٹکتا آج بھی ہے خار بن کر تنہا

حسینؑ ابنِ علیؑ چاہیے زمانے کو
کہ ظلم پھر سے ہے پھرتا نگر نگر تنہا

حسینؑ ابنِ علیؑ کو نگاہ میں رکھو
تفکرات میں گھر جاؤ تم اگر تنہا

حسینؑ ابنِ علیؑ مدعا بھی مقصد بھی
ہے اُس کا ذکر مرا مطمعِ نظر تنہا

حسینؑ ابنِ علیؑ ہر زمانے میں مہجورؔ
رہے گا پہلے سے بڑھ کر حسین تر تنہا

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے چالیس سال پہلے مکہ شریف میں ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی عمر رکھا گیا۔ آپ کی کنیت ابوحفص تھی والد ماجد کا اسم گرامی خطاب اور والدہ ماجدہ حنتمہ تھیں۔ اس نسبت سے آپ تاریخ اسلام میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ تقویٰ و پرہیزگاری، ایمان و عمل، یاد الٰہی اور اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی مثال آپ تھے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بارگاہ خداوندی سے نبوت عطا ہوئی تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک صرف ستائیس سال تھی لیکن آپ کے رعب و دبدبہ سے عرب کے بڑے بڑے سردار خوف کھاتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب تک حلقہ بگوش اسلام نہ ہوئے تھے اس وقت دین اسلام کی تبلیغ عرب کے لوگوں کی شدید ترین مخالفت کی بنا پر انتہائی مشکل مرحلے پر تھی۔ اسلام کی تبلیغ چھپ کر کی جاتی تھی جس کی وجہ سے اسلام کی دعوت اور پیغام محدود و مسدود تھا۔ اسلام کے اسی ابتدائی حصہ میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ خداوندی میں دعا فرمایا کرتے تھے۔

اے میرے اللہ و مولا! اسلام کو عمر کے وجود سے سرفراز فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان کی عظیم دولت سے مالا مال ہوئے اس روز مشرکین مکہ کہنے لگے آج مسلمانوں نے ہم سے بدلہ لے لیا۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حلقہ بگوش اسلام میں آنے کے بعد اسلام کھل کر سامنے آیا اور دین اسلام کی دعوت علانیہ دی جانے لگی۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے تب تک مجبور مسلمان خانہ کعبہ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے اور بیت اللہ کا طواف کرتے۔ زیادتی کرنے والے سے بدلہ لیتے اور بدزبانی کرنے والے کو دندان شکن جواب دیتے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ

محمد عمران اقبال

نے عمر کی زبان اور دل کو حق سے سرفراز فرمایا یہ فاروق اعظم ہیں جن کے ذریعے حق و باطل میں تفریق کی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص نے خفیہ طور پر ہجرت کی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شان سے ہجرت کی کہ ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار دوسرے میں تیر اور پشت پر کمان لٹکا کر خانہ کعبہ میں تشریف لائے اور سات مرتبہ طواف کیا اور دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر پڑھیں پھر سرداران قریش کے حلقہ میں گئے اور آواز بلند فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کو بیوہ اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی ماں کو بے فرزند کرنا چاہتا ہو وہ عمر کے مقابل آ جائے۔ حق و باطل میں فرق کرنے والے اس جیالے مرد با عظمت کی للکار سب نے سنی لیکن کسی کو مقابل آنے اور آپ کو روکنے کی جرأت نہ ہوئی۔ دراصل یہ دعائے

> جس روز فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے اس روز مشرکین مکہ کہنے لگے آج مسلمانوں نے ہم سے بدلہ لے لیا!

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اثر تھا جس کی بنا پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے قدرت الٰہی کو وہ عظیم کام لینے تھے جس کی مستحق آپ کی ذات بابرکات تھی۔

دین اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لئے آپ نے گرانقدر اور لازوال نقش دوام ثبت کئے، جو رہتی دنیا تک قائم و دائم رہیں گے اور تاریخ انسانی قیامت تک ان کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ قبول اسلام سے لے کر دم آخر تک آپ نے ہر لمحہ اسلام کی خدمت میں گزارا۔ جب بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو جانی و مالی قربانی دینے کے لئے پکارا حضرت عمر رضی اللہ عنہ لبیک کہنے والوں میں سر فہرست رہے۔ آپ ان خوش نصیب بزرگ ترین ہستیوں میں ہیں جنہیں دین اسلام کی بے پناہ خدمات انجام دینے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی ہی میں جنت کی خوشخبری دے دی تھی۔

فاروق اعظم کا عظیم الشان عہد خلافت:

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلافت کی مسند پر فائز ہوئے۔ آپ کا دور خلافت دس برس چھ ماہ اٹھارہ دن پر محیط ہے۔ اس دوران آپ نے مملکت اسلامیہ کی سرحدیں اس قدر وسیع کر دی تھیں کہ مشرق و مغرب میں امتیاز نہ رہا۔ آپ کے دور خلافت میں عراق، عرب، ایران، فارس، خراسان، کرمان، مکران (موجودہ بلوچستان)، آرمینیا، شام، اردن، لبنان، سینا، مصر، طرابلس فتح ہوئے۔ آپ ہی کے دور خلافت میں پہلی مرتبہ بیت المقدس آزاد ہوا اور امت مسلمہ کا پرچم لہرایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انتہائی سادہ زندگی گزارا کرتے تھے خصوصاً اپنے دور خلافت میں۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے لئے بیت المال سے صرف اتنا جائز ہے کہ دو کپڑے پہننے کے لئے سفر وغیرہ کے لئے سواری اور اپنے اہل و عیال کے لئے قریش کے

ایک اوسط درجے کے آدمی کے برابر خرچ کیا ہے۔

آپ کے دورِ خلافت کا ہر ہر لمحہ تاریخِ اسلام کا سنہرا ترین باب ہے ایک مرتبہ قیصر روم کا سفیر مدینہ منورہ میں آیا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ تمہارے شہنشاہ کا محل کہاں ہے لوگوں نے بتایا ہمارے ہاں نہ کوئی شہنشاہ ہوتا اور نہ کوئی محل ہاں البتہ ہمارا ایک امیر المومنین ہوتا ہے اور وہ اس وقت سامنے کی گلی میں گارا اٹھا رہا ہے سفیر نے وہاں جاکر پوچھا تو کسی نے کہا وہ سامنے دیوار کے سائے میں ریت پر لیٹے ہوئے ہیں قیصر روم کے سفیر نے جب عظیم ترین سلطنت کے "امیر" ہونے کے باوجود جب آپ کو اس انتہائی عاجزانہ حالت میں دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھا کیا یہ وہی انسان ہے جس کی ہیبت سے دنیا کے زمانہ داروں کی نیندیں اڑ چکی ہیں "اے عمر تو نے انصاف کیا تمہیں گرم ریت پر نیند آ گئی اور ہمارے بادشاہوں نے ظلم کیے انہیں بڑے بڑے عظیم الشان محلوں اور مخمل و کمخواب پر بھی نیند نہ آ سکی۔

شہادت: اسلام دشمن قوتیں اس بات کو مکمل طور پر سمجھ چکی تھیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے اسلام کے خلاف کوئی سازش کامیاب نہیں ہو سکتی لہٰذا ان اسلام دشمن عناصر نے مشترکہ منصوبہ بندی کرکے ایک بدبخت ابو لولو فیروز مجوسی کو اس کام کے لئے مقرر کیا کہ وہ اسلام کے اس رجلِ عظیم کو شہید کردے۔

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ ہجری کو بدھ کے دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز فجر پڑھا رہے تھے تو اس شقی القلب نے زہر آلود دو دھاری خنجر سے لگاتار آپ رضی اللہ عنہ پر کئی وار کیے خونِ مبارک سے مسجد کی زمین سرخ ہو گئی۔ آپ نے فرمایا یہ کون تھا جس نے مجھ پر حملہ کیا۔ لوگوں نے جواب دیا یہ ایرانی غلام ابو لولو فیروز تھا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمد للہ۔ ا قاتل مسلمان نہیں ہے۔

اس حملے کے تین روز بعد یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری کو آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قریب قیامت تک کے لئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آرام کرنے کا شرف حاصل کیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کے تمام خلفاء اور عادل حکمران مل کر بھی وہ کام نہ کر سکے جو اکیلے عمر رضی اللہ عنہ نے انجام دیا اور اس حقیقت کا بھی مشرکین نے برملا اعتراف کیا کہ اگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ چند برس اور زندہ رہتے تو دنیا میں اسلام [illegible]

سوچنے کا مقام ہے لوگو

علاؤالدین ہمدم

ایک دعوت جو عام ہے لوگو — سوچنے کا مقام ہے لوگو
جب تلک آپ قوم واحد تھے — ہر کڑے وقت میں مجاہد تھے
منتشر ہو کے حال دیکھ لیا — نفرتوں کا کمال دیکھ لیا
اب نہ رنگ ایک نہ زباں اپنی — ہو گئی یاس داستاں اپنی
سرخیاں دیکھیں آسمانوں پر — جیف جلتے ہوئے مکانوں پر
سانحے اس قدر ہوئے برپا — ہر طرف ایک ہو کا عالم تھا
حاکم وقت بے ضمیر ہوا — حادثہ یہ بھی بے نظیر ہوا
خون برسا ہے آسمانوں سے — کچھ جنازے اٹھے مکانوں سے
کچھ نے جلتے ہوئے مکاں دیکھے — کچھ نے مرتے ہوئے جواں دیکھے
کچھ کی نازک کلائی ہیں زخمی — بعض بہنوں کے بھائی ہیں زخمی
میرے رہبر کہ چھپ گئے سارے — میرے گھر آ گئے ہیں اندھیارے
اتنی قربانیوں کے بعد مجھے — کیا ذرا سے بھی کچھ حقوق ملے؟

ایک دعوت جو عام ہے لوگو
سوچنے کا مقام ہے لوگو

سلطان الملک الظاہر بیبرس بندقداری

ایم۔ایم حسن تاباں

جب ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مملکت اسلامیہ و مذہب اسلام کی عزت و سربلندی اور وقار و برتری کو مہمیز کرنے والے اکابرین میں جہاں نورالدین زنگیؒ، سلطان صلاح الدین ایوبیؒ، محمود غزنویؒ، محمد بن قاسمؒ، موسیٰ بن نصیرؒ، طارق بن زیادؒ، سلطان محمد فاتحؒ اور سلطان ٹیپوؒ جیسے سلاطین و فاتحین کا ذکر محبت و عقیدت سے کیا جاتا ہے وہیں ایک قابل ذکر نام "سلطان الملک الظاہر بیبرس محمود الصالحی بندقداری" کا بھی ہے جب مملکت اسلامیہ کو آپس میں باہم دست و گریباں کر کے صلیبی و تاتاری طالع آزما اپنی شمشیریں مسلمانوں کے لہو سے سرخ کر رہے تھے اور زمین اسلامیہ پر تالفں ہوتے جا رہے تھے ایسے وقت میں جس شخص کی قیادت و سیادت میں مسلمانوں نے اس سیل بلا کے آگے بند باندھے وہ مسلمان ہی مرد مجاہد "سلطان بیبرس" تھا۔ ساتویں صلیبی جنگ کا صلیبی ہیرو جو اپنے کردار و عمل کے سبب یورپ میں سینٹ لوئی یعنی "مقدس بزرگ" تسلیم کیا جاتا ہے، سلطان بیبرس ہی کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوا تھا۔ اسی طرح جب فتنۂ تاتار کے قدم ثمرقند، بخارا، بلخ، ہرات اور نیشاپور و بغداد جیسے اسلامی تہذیب و تمدن کے مراکز پامال کر کے مصر کی طرف بڑھے تو اس خونخوار قوم کے ناقابل تسخیر ہونے کے طلسم کو توڑنے والا بھی یہی مرد میدان "بیبرس" ہی تھا کہ جس نے "عین جالوت" کے مقام پر انہیں شکست فاش دی۔ جو تاریخ تاتار کے چالیس سالہ دور میں کہیں نظر نہیں آتی۔ مورخین کہتے ہیں اگر انہیں یہ شکست نہ ہوتی تو پھر مسلمانوں کے لیے جائے پناہ دنیا میں فقط افریقہ کے جنگلات ہی ہوتے

بیبرس کا تعلق دشت قپچاق، قزوین اور کوہ قاف کے ان سفید فام باشندوں سے تھا جو چنگیز خان کی تاتارگردی کے سبب اہل مصر کے ہاتھوں غلام بن کر فروخت ہوئے تھے، یہ لوگ گو کہنے کو غلام تھے، مگر صلیبی لڑائیوں میں اپنے جوہر شمشیر دکھا کر ایوبی سلطنت کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو چکے تھے۔ الملک الصالح نجم الدین ایوب جو "صلاح الدین ایوبیؒ" کے بھائی الملک العادل کا پوتا تھا، نے ان مملوکوں (غلام) کے اوصاف و خصائل کو بہت پسند کیا اور تقریباً ۱۲ سو مملوک خرید کر انہیں بہترین تعلیم و تربیت سے نوازا تاکہ ان کے اوصاف و خصائل کو مہمیز لگے اور وہ واقعی اسکی خواہش پر پورے اترے سلطان نے ان کی باقاعدہ فوج بنائی اور انہیں اپنے دربار میں اہم مناصب بھی عطا کئے نتیجتاً وہ سلطنت ایوبی میں ایک فعال اور مؤثر قوت بن کر ابھرے۔

سلطان الملک الصالح نے انہیں دو مقامات، ایک وہ "قلعے" جو صلاح الدین ایوبی کے تعمیر کردہ تھے اور دوسرے وہ "جزیرۂ روضہ" پر مقیم کیا اسی لئے وہ بالترتیب "ممالیک برجی" اور ممالیک بحری کہلائے، بیبرس کا تعلق ممالیک بحری سے تھا، اور مصر میں بعد خاتمۂ ایوبی سلطنت، مملوکی سلطنت کا جو تھا فرمانروا بنا، بلکہ سلطنت ممالیک کو چار چاند لگانے والا بھی سلطان بیبرس مانا جاتا ہے۔

> امریکی مؤرخ ہیرالڈ لیم نے اُسے مسلمانوں کا "جولیس سیزر" قرار دیا

سلطان بیبرس مصر کے تخت اقتدار پر ۱۷ ذیقعد ۶۵۸ھ بمطابق (سن ۱۲۶۰ء) کو برسراقتدار آیا۔ مصر میں اسے ایک مقتدر شخصیت تسلیم کیا جاتا تھا برسراقتدار آتے ہی اس نے جہاں مصریوں کی فلاح و بہبود کے بہترین امور انجام دیئے وہیں مصر کی سلطنت کو وسعت بھی دی۔ اس کی توسیعی سلطنت میں شام، اردن، فلسطین اور لبنان کے علاقے شامل تھے ۶۵۹ھ میں جب خلافت عباسیہ تاتارگردی کا شکار ہو چکی تھی تو سلطان بیبرس نے امت مسلمہ کو ایک مرکز پر لانے کے لئے احیائے خلافت کا فریضہ بھی انجام دیا، مصر میں عباسی خلافت جو بعد میں ترکوں کو منتقل ہوئی اسی کا کارنامہ تھی۔

اقتدار کی باگ ڈور ہاتھ میں آئی تو اس نے دیکھا کہ عالمی سیاست میں تین قوتیں سرفہرست ہیں۔ اول تاتاری، دوم یورپ اور ارض فلسطین کی عیسائی ریاستیں جنہیں قسطنطنیہ کی بیزنطینی حکومت اور پاپائے روم بھی شامل تھے اور سوم مسلمان۔ مگر یہ تینوں قوتیں اپنے دوائر میں متحد و مربوط نہ تھیں، دھڑے بندی، طریق کار اور انداز نظر میں اختلافات تھے تاتاریوں کے مختلف دھڑے یوں تھے (۱) چین میں یوآن خاندان جسکا دارالخلافہ خان بلغ (بیجنگ) تھا۔ (۲) ایل خانی خاندان جس کا سربراہ ہلاکو اور دارالحکومت مراغہ (آذربائیجان) تھا (۳) خوانین زریں یا خیام زریں خاندان، اسکا سربراہ برکہ خان جو مسلمان تھا اور دارالحکومت دریائے والگا پر سرائے شہر تھا (۲) چغتائی خاندان۔ یہ ماوراء النہر کے حکمران تھے مگر سلطان کو ایل خانی اور خیام زریں خاندان سے واسطہ پڑا جس کی تفصیل

...لے آئے گی۔

عیسائیت کے بھی مختلف دھڑے تھے جن میں سلطان کی ہمعصر صلیبی ریاستیں (۱) فرانس (۲) انگلستان (۳) اطالیہ وصقلیہ (۴) وینس (۵) جنیوا (۶) قسطنطنیہ (بزنطین) (۷) ارضِ مشرق کی عیسائی ریاستیں اور (۸) ان سب پر مقدم عیسائیت کی اہم ہستی "پاپائے روم"۔ جبکہ مسلمان حکومتیں یہ تھیں (۱) ہندوستان (خاندانِ غلاماں) سلطان ناصر الدین محمودؒ و سلطان غیاث الدین بلبن (۲) مراکش (۳) الجزائر (۴) تیونس (۵) ہسپانیہ (۶) حجاز (۷) یمن (۸) ارضِ روم میں قونیہ (۹) فارس اور (۱۰) موصل وغیرہ

سلطان جانتا تھا کہ مصر کی سلطنت مشرق و مغرب کی عیسائی ریاستوں کو کھٹک رہی ہے۔ اس نے بہترین عالمی سیاست کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک طرف مسلم حکمرانوں کو ترغیبِ دوستی دی اور دوسری طرف اطالیہ وصقلیہ و وینس و جنیوا اور قسطنطنیہ کی حکومتوں سے روابط قائم کرکے عیسائی قوت کو منقسم کردیا۔ ان روابط کی بنیاد تجارت و دوستی پر مبنی تھی اس طرح وہ مملکتِ اسلامیہ و مذہب اسلام کا تحفظ چاہتا تھا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی رہا۔ تیسری طرف اس نے سیلِ تاتار سے بچاؤ کی غرض سے تاتاریوں کے مسلم خاندان خیام زریں کے سربراہ برکہ خان سے مسلم برادرانہ تعلقات استوار کئے اور مملکتِ اسلامیہ کے لیے جہاں تاتاری قوت کو سایۂ اسلام میں لیکر مسلم قوت میں اضافہ کیا وہیں تاتاری غیر مسلم خاندانوں بالخصوص ایل خانی خاندان جو کہ عیسائیت سے متاثر تھا ایل کو مسلم تاتاری قوت سے ہی زیر کروایا۔ جب بھی بیبرس کو کوئی معاملہ درپیش ہوتا وہ برکہ خان سے مدد لیتا اسی طرح مصیبت میں برکہ خان کی مدد اور حمایت کرتا۔ ایک مرتبہ ہلاکو خان نے اپنے لڑکے کا رشتہ قیصر روم (قسطنطنیہ) کی [illegible] سے چاہا اور دوسری طرف بیبرس نے برکہ خان کو لیکر وہ بھتیجے کا رشتہ قیصر کی دوسری لڑکی کے لئے مانگ لیے۔ یہ بیبرس کی بہترین سیاست کا مظاہرہ تھا جس کی زد میں آکر قیصر روم "عالمی سیاست" سے ناواقف ہوگیا تھا۔ دراصل قیصر روم کو تاتاری قوت سے خوف تھا اسلئے اس کو جہاں ہلاکو سے رشتہ داری کرنا پڑی وہیں برکہ خان سے بھی رشتہ داری کرنا پڑی اور اگر وہ ایسا نہ کرتا تو برکہ خان قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو جاتا۔

غرض کہ سلطان [illegible]

میں کمال تھا، بلکہ وہ عالمی سیاست کو بھی اپنے حق میں کرنے کا فن جانتا تھا، اپنی مملکت میں سکونت پذیر عیسائیوں کو اسقدر مراعات دیں کہ وہ مصر و شام کے متعلق خیال بد بھی نہ لاتے، چونکہ وہ جانتا تھا کہ ارضِ عرب کی عیسائی ریاستیں اس کی کٹر دشمن ہیں اس نے انہیں فنا کرنے کا تہیہ کرلیا اور اسی سلسلے میں وینس و جنیوا سے تجارتی و دوستانہ تعلقات پیدا کئے اور اطالیہ وصقلیہ کے فرمانروا مینفریڈ کہ جو پاپائے روم کے عتاب کا شکار تھا اور کلیسا سے خارج تھا کو دستِ یاری بڑھایا دراصل مینفریڈ ایک عادل و علم دوست انسان تھا اسلئے سلطان بیبرس کی دور رس نگاہ سے چھپا نہ رہ سکا اور سلطان بیبرس کا ہمعصر دوست ثابت ہوا، سلطان بیبرس نے اپنی بیدار مغزی سے کام

> سُلطان نے سیاست سے کام
> لیتے ہوئے ایک طرف مُسلم
> حکمرانوں کو ترغیب دوستی دی
> اور دوسری طرف عیسائی
> ریاستوں سے دوستی کرکے
> اُن کی قوت کو منقسم کر دیا۔

لیکر عالمی سیاست میں اپنے آپ کو بہترین سیاستداں حکمراں ثابت کر دکھایا اور مسلم دنیا کو غلبۂ کفر سے نجات دلادی۔

سلطان بیبرس نے اپنے عہد میں مملکتِ اسلامیہ کے دائرۂ اختیار میں جو علاقے شامل کئے ان میں سے بہت سے علاقے یہ ہیں، الکرک، قیساریہ، ارسوف صفد، یافا، شقیف، القرین، انطاکیہ، حصن الاکراد اور نوبہ (سوڈان) وغیرہ ـــــ ان میں سے بہت سے مقامات پر عیسائیوں نے صلاح الدین ایوبیؒ کی وفات کے بعد قبضہ کرلیا تھا جو بعد میں سلطان بیبرس نے آزاد کروائے، ان فتوحات میں انطاکیہ کی فتح کو فتح الفتوح کے نام سے مورخین نے پکارا ہے کیونکہ اس فتح کے نتیجہ میں تقریباً سولہ ہزار عیسائی تہہ تیغ اور ایک لاکھ سے زائد غلام بنے تھے، انطاکیہ دراصل دوسری مشرقِ عظیم لاطینی عیسائی ریاست تھی اور [illegible] عیسائیت تھا [illegible]

توڑ ڈالا۔ اس کے بعد سلطان نے آرمینیائیوں کی سرکوبی کی کیونکہ یہ لوگ عیسائی و تاتاری دونوں کے حلیف اور مسلمانوں کے حریف تھے ہیں پر آٹھویں صلیبی جنگ بھی ہوئی یہ مہم لوئی نہم کے زیرِ کمان تھی اس نے تیونس کو فتح کرکے مملکتِ اسلامیہ کے دیگر حصوں پر چڑھائی شروع کی ہی تھی کہ معجزۂ خدا ظہور پذیر ہوا اور تیس دن کے اندر اندر ہی بادشاہ لوئی نہم بمعہ سپاہیوں کے "طاعون" میں مبتلا ہوکر جہنم رسید ہوگیا اور سلطان بیبرس ایک عظیم جنگ سے بال بال بچا اور مملکتِ اسلامیہ بھی شر سے محفوظ ہوگئی۔ اس کے بعد انگلستانی شہزادہ ایڈورڈ بھی صلیبی جنگ کے لیے ارضِ مشرق کی طرف چلا مگر راستے ہی میں قدرت خداوندی سے اول بخار کا شدید حملہ اور پھر ایک قاتلانہ حملے سے اچاٹ دل ہوکر واپس لوٹ گیا۔ سلطان کے سنہری کارناموں میں ایک سنہری کارنامہ حشیش یا باطنی یا فدائین کا استیصال تھا۔ یہ لوگ اول مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ بن کر ابھرے مگر بعد میں "قاتلوں کا گروہ" بنکر رہ گئے۔ یہ خصوصاً مسلمانوں کے حریف اور عیسائیت و یہودیت کے حلیف تھے، اور مسلمانوں کی ہزاروں مقتدر شخصیات کے قتل کے ذمہ دار تھے سلطان نے ۱۲۷۳ء میں ان شرانگیزیوں سے تنگ آکر ان کے ۸۲ سالہ دہشت پسندانہ اقتدار کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کر ڈالا اور مملکتِ اسلامیہ کو عظیم خطرے سے نجات دلادی۔

سلطان بیبرس کا سفرِ آخرت:

جب سلطان نے نوبہ فتح کیا تو تاتاری سیل ایک بار پھر مصر و شام کی طرف بڑھا مگر سلطان نے انہیں ایشیائے کوچک پہنچ کر "البستین" کے مقام پر عبرتناک شکست دی اور انہیں ہمیشہ کے لئے مصر و شام کی طرف سے پسپا کردیا واپسی پر سلطان ۱۲۷۷ء میں دمشق میں شدید بخار کا شکار ہوا، طبیبوں نے علاج پر توجہ خاص دی مگر پیامِ رب آچکا تھا، بالآخر ۲۷ محرم ۶۷۶ ہجری بمطابق ۱۲۷۷ء کو تاریخِ اسلام کا یہ فرزندِ عظیم ۵۷ برس کی عمر میں آغوشِ رحمتِ رب میں جا چھپا۔

سلطان بیبرس کے اوصاف، خصائل اور تکمیل

[illegible]

[illegible] اوصاف کا حامل اور عدل و انصاف کا خواہاں تھا اس کے اوصاف و خصائل پر امریکی مؤرخ ہیرالڈ لیم نے اسے مسلمانوں کا "جولیس سیزر" قرار دیا ہے۔

لے آئے گی۔

عیسائیت کے جو مختلف دھڑے تھے جن میں سلطان کی ہمعصر صلیبی ریاستیں (۱) فرانس (۲) انگلستان (۳) اٹالیہ و صقلیہ (۴) وینس (۵) جنیوا (۶) قسطنطنیہ (بیزنطین) (۷) ارض مشرق کی عیسائی ریاستیں اور (۹) ان سب پر مقدم عیسائیت کے پیشوا "پاپائے روم"۔ جبکہ مسلمان حکومتیں جو [illegible] (۱) ہندوستان (خاندان غلامان سلطان ناصرالدین محمود و سلطان غیاث الدین بلبن) (۲) مراکش (۳) الجزائر (۴) تیونس (۵) ہسپانیہ (۶) حجاز (۷) یمن (۸) ارض روم میں قونیہ (۹) فارس اور (۱۰) موصل وغیرہ

سلطان جانتا تھا کہ مصری سلطنت مشرق و مغرب کی عیسائی ریاستوں کو کھٹک رہی ہے۔ اس نے بہترین عالمی سیاست کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک طرف مسلم حکمرانوں کو ترغیب دوستی دی اور دوسری طرف اٹالیہ و صقلیہ و وینس و جنیوا اور قسطنطنیہ کی حکومتوں سے روابط قائم کر کے عیسائی قوت کو منقسم کر دیا، ان روابط کی بنیاد تجارت و دوستی پر مبنی تھی اس طرح وہ مملکت اسلامیہ و مذہب اسلام کا تحفظ چاہتا تھا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوا۔ دوسری طرف اس نے [illegible] تاتار ـــــ سے بالخصوص تاتاریوں کے مسلم خاندان خیام زریں کے سربراہ برکہ خان سے مسلم برادرانہ تعلقات استوار کئے اور مملکت اسلامیہ کے بے مہابا تاتاری قوت کو [illegible] اسلام میں لیکر مسلم قوت میں اضافہ کیا دیں تاتاری غیر مسلم ـــــ خاندان بالخصوص ایل خانی خاندان [illegible] عیسائیت سے متاثر تھا ایل خانی کو مسلم تاتاری قوت سے [illegible] کروایا، جب کبھی بیبرس کو کوئی معاملہ درپیش ہوتا وہ برکہ خان سے مدد لیتا اسی طرح مصیبت میں برکہ خان کی مدد اور حمایت کرتا۔ ایک مرتبہ ہلاکو نے اپنے لڑکے کا رشتہ قیصر روم (قسطنطنیہ) کی [illegible] سے چاہا تو دوسری طرف بیبرس نے برکہ خان کو لکھ دیا وہ بھتیجے کا رشتہ قیصر کی دوسری لڑکی کے لئے مانگ لے یہ بیبرس کی بہترین سیاست کا مظاہرہ تھا جس کی زد میں آکر قیصر روم "عالمی سیاست" سے کنارہ کش ہو گیا تھا۔ دراصل قیصر روم کو تاتاری قوت سے خوف تھا اسلئے اس کو جہاں ہلاکو سے رشتہ داری کرنا پڑی وہیں برکہ خان سے بھی رشتہ داری کرنا پڑی اور اگر وہ ایسا نہ کرتا تو برکہ خان قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو جاتا۔

درحقیقت سلطان [illegible]

میں کمال تھا، بلکہ وہ عالمی سیاست کو بھی [illegible] میں کرنے کا فن جانتا تھا، اپنی مملکت میں سکونت پذیر عیسائیوں کو اس قدر مراعات دیں کہ وہ مصر و شام کے متعلق خیال بد بھی نہ لاتے، چونکہ وہ جانتا تھا کہ ارض عرب کی عیسائی ریاستیں اس کی کٹر دشمن ہیں اس نے انہیں فنا کرنے کا تہیہ کر لیا اور اسی سلسلے میں وینس و جنیوا سے تجارتی و دوستانہ تعلقات پیدا کئے اور اٹالیہ و صقلیہ کے فرمانروا مینفریڈ کہ جو پاپائے روم کے عتاب کا شکار تھا اور کلیسا سے خارج تھا کو دوست بنا لیا، دراصل مینفریڈ ایک عادل و علم دوست انسان تھا اسلئے سلطان بیبرس کی دور رس نگاہ سے چھپا نہ رہ سکا اور سلطان بیبرس کا ہمعصر دوست ثابت ہوا۔ سلطان بیبرس نے اپنی بیدار مغزی سے کام

> سُلطان نے سیاست سے کام لیتے ہوئے ایک طرف مسلم حکمرانوں کو ترغیب دوستی دی اور دوسری طرف عیسائی ریاستوں سے دوستی کر کے اُن کی قوت کو منقسم کر دیا۔

لیکر عالمی سیاست میں اپنے آپ کو بہترین سیاستدان حکمران ثابت کر دکھایا اور مسلم دنیا کو خطرے سے نجات دلادی۔

سلطان بیبرس نے اپنے عہد میں مملکت اسلامیہ کے دائرہ اختیار میں جو علاقے شامل کئے ان میں سے بہت سے علاقے یہ ہیں، الکرک، قیساریہ، ارسوف، صفد، یافا، شقیف، القرین، انطاکیہ، حصن الاکراد اور نوبیہ (سوڈان) وغیرہ ـــــ ان میں سے بہت سے مقامات پر عیسائیوں نے صلاح الدین ایوبی کی وفات کے بعد قبضہ کر لیا تھا جو بعد میں سلطان بیبرس نے آزاد کروا لیے، ان فتوحات میں انطاکیہ کی فتح کو فتح الفتوح کے نام سے مورخین نے پکارا ہے کیونکہ اس فتح کے نتیجے میں تقریباً سولہ ہزار عیسائی تہہ تیغ اور ایک لاکھ سے زائد غلام بنے تھے، انطاکیہ دراصل دوسری مشرقی عظیم لاطینی عیسائی ریاست تھی اور اب [illegible] قوت بازوئے عیسائیت تھی [illegible]

[illegible] اس کے بعد سلطان نے آرمینیائیوں کی سرکوبی کی کیونکہ یہ لوگ عیسائی و تاتاری دونوں کے حلیف اور مسلمانوں کے حریف تھے جب یہ آٹھویں صلیبی جنگ بھی ہوئی یہ مہم لوئی نہم کے زیر کمان تھی اس نے تیونس کو فتح کر کے مملکت اسلامیہ کے دیگر حصوں پر چڑھائی شروع کی ہی تھی کہ معجزۂ خداوندی ظہور پذیر ہوا اور تیونس کے اندر ہی بادشاہ لوئی نہم بعد سپاہیوں کے طاعون میں مبتلا ہو کر جہنم رسید ہو گیا اور سلطان بیبرس ایک عظیم جنگ سے بال بال بچا اور مملکت اسلامیہ بھی شر سے محفوظ ہو گئی۔ اس کے بعد انگلستانی شہزادہ ایڈورڈ بھی صلیبی جنگ کے لیے ارض مشرق کی طرف چلا مگر راستے ہی میں قدرت خداوندی سے اول بخار کا شدید حملہ اور پھر ایک قاتلانہ حملے سے اچاٹ دل ہو کر واپس لوٹ گیا۔ سلطان کے سنہری کارناموں میں ایک سنہری کارنامہ حشیش یا باطنی یا فدائین کا استیصال تھا۔ یہ لوگ اول مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ بن کر ابھرے مگر بعد میں "قاتلوں کا گروہ" بنکر رہ گئے۔ یہ خصوصاً مسلمانوں کے حریف اور عیسائیت و یہودیت کے حلیف تھے، اور مسلمانوں کی ہزاروں مقتدر شخصیات کے قتل کے ذمہ دار تھے سلطان نے ۱۲۷۳ء میں ان شر انگیزیوں سے تنگ آکر ان کے ۱۸۲ سالہ دہشت پسندانہ اقتدار کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کر ڈالا اور مملکت اسلامیہ کو عظیم خطرے سے نجات دلادی۔

سلطان بیبرس کا سفرِ آخرت:

جب سلطان نے نوبہ فتح کیا تو تاتاری سیل ایک بار پھر مصر و شام کی طرف بڑھا مگر سلطان نے انہیں [illegible] پہنچ کر "البستین" کے مقام پر عبرتناک شکست دی اور انہیں ہمیشہ کے لئے مصر و شام کی طرف سے پسپا کر دیا واپسی پر سلطان ۱۲۷۷ء میں دمشق میں شدید بخار کا شکار رہا، طبیبوں نے علاج پر توجہ خاص دی مگر پیام رب آچکا تھا، بالآخر ۲۷ محرم ۶۷۶ ہجری بمطابق ۱۲۷۷ء کو تاریخ اسلام کا یہ فرزند عظیم ۵۷ برس کی عمر میں آغوشِ رحمتِ رب میں جا چھپا۔

سلطان بیبرس کے اوصاف، خصائل اور تکمیل

[illegible]

[illegible] اوصاف کا حامل اور عدل و انصاف کا خواہاں تھا اس کے اوصاف و خصائل پر امریکی مورخ ہیرالڈ لیم نے اسے مسلمانوں کا "جولیس سیزر" قرار دیا ہے۔

اسلام آباد میں ''را'' کے ایجنٹ گھس آئے ہیں

اسلام آباد کا صبح موسم واقعی بدل رہا ہے سیاسی فضا میں ملکی وارنشی کسی تبدیلی کا جو پیش خیمہ ہو سکتی ہے، حکومتی اور مخالف دونوں حلقے تبدیلی کی افواہوں کی تصدیق تو کرتے ہیں تردید نہیں کرتے۔ گو وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے سرحد میں زندگی کو معمول پر لانے کے لئے فوج کو اختیارات دینے پر بادل ناخواستہ رضامندی ظاہر کر دی ہے مگر اس بارے میں ابھی تک صدر اور وزیر اعظم کے مابین اختلافات موجود ہیں جبکہ وزارتی لشکر میں موجود سید غلام مصطفیٰ شاہ جیسے دوسرے احباب وزیر اعظم پر زور دے رہے ہیں کہ وہ اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے اس قدر مجبور نہیں کہ لوگ یہ باور کرنے لگیں کہ اقتدار بھٹو خاندان کی مجبوری ہے۔ جبکہ سندھی وزراء اور دانشور فوج کو اختیارات دینے کے سخت مخالف ہیں اور وزیر اعظم نے ایک بار پھر اقتدار کے سنگھاسن کو لغزش سے بچانے کے لئے سندھ کی ناراضگی مول لی ہے مگر کسے خبر کہ اتنے بڑے جوئے کے بعد بھی اقتدار کی نیا مزید سندھی لہروں سے محفوظ رہے گی۔ وزیر اعظم کو اسلام آباد میں ہونے والی مخالف سرگرمیوں کا بھی مکمل احساس ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ وزیر اعظم بہروپیوں کے چہرے کو اتار کر قوم کو حقائق سے آگاہ کریں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کون لوگ ہیں جو جمہوری دور میں بھی خفیہ ہاتھوں کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

ادھر پیپلز پارٹی کے اندر ایک دھڑا جسے پریشر گروپ کا نام دیا گیا ہے، اس کی سرگرمیاں بھی برابر جاری ہیں۔ ملک غلام مصطفیٰ کھر جن کا کام ہی بحران پیدا کرنا اور پھر لطف لینا ہے، انہوں نے پیپلز پارٹی کی قیادت کو پھر مشکلات سے دوچار کر دیا ہے ان کے بقول پارٹی قیادت مسلسل غلطیاں کر رہی ہے۔ غلام مصطفیٰ کھر موجودہ حالات میں ایک قومی حکومت کا قیام چاہتے ہیں جس کے لئے انہوں نے اپوزیشن رہنما غلام مصطفیٰ جتوئی سے ابتدائی بات چیت مکمل کر لی ہے اور ان کے اس مشن کو اسپیکر قومی اسمبلی ملک معراج خالد کے علاوہ رکن قومی اسمبلی مخدوم خلیق الزمان اور ان کے دیگر ساتھیوں کی حمایت اور یقین دہانی بھی حاصل ہے۔ اور جمہوریت کے نام پر طویل قربانیوں کے بعد مسند اقتدار تک پہنچنے والی جماعت کے لئے اگست کا مہینہ کڑی آزمائشوں کا مہینہ ثابت ہو رہا اور اب دیکھنا یہ ہے کہ پارٹی قیادت پارٹی کے اندر اٹھنے والے طوفان اور سیاسی مخالفین کے حملوں سے کس طرح نپٹتی ہے۔

وزیر اعظم کا اسلامی ممالک کا دورہ بھی ناکام رہا ہے، خود وزیر اعظم نے دعویٰ کیا ہے کہ عراق، کویت، الجزائر،

> **طویل قربانیوں کے بعد اقتدار تک پہنچنے والی جماعت پارٹی کے اندر اٹھنے والے طوفان سے کس طرح نپٹتی ہے؟**

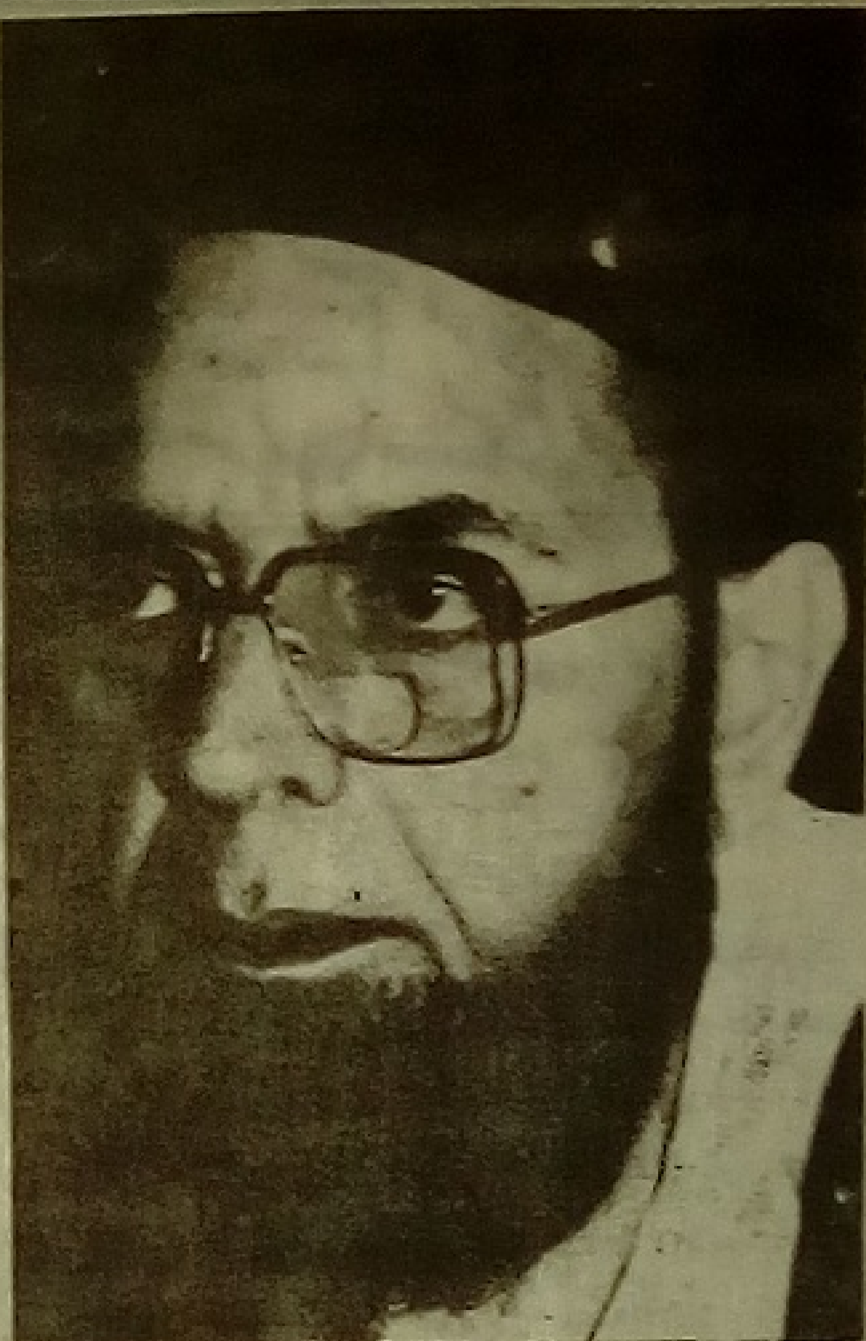
مراکش اور بحرین وغیرہ نے بھارت کی طرف سے حملے کی صورت میں پاکستان کا ساتھ دینے پر رضامندی ظاہر کی ہے خود وزیر اعظم کے دعوے میں کشمیر کا کہیں ذکر ہی نہیں، اب تک اسلامی ممالک نے کشمیر کے مسئلہ کے پر امن حل کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے اسے بات چیت کے ذریعے حل کرنے کو کہا ہے جبکہ اصل صورتحال یوں ہے کہ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام شروع کر رکھا ہے، مسلمان خواتین کی بے حرمتی کی جا رہی ہے اور ''آزادی'' کا نام لینے پر مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جا رہا ہے۔ اسی ضمن میں اسلامی ممالک نے پاکستانی موقف کو مسترد کر دیا پاکستانی وفد میں شامل وزیر خارجہ نے دورے کی ناکامی کا اعتراف کچھ یوں کیا ہے۔

آگے بڑھے نہ قصۂ عشق بتاں سے ہم
سب کچھ کہا مگر نہ کھلے رازداں سے ہم

پاکستانی وفد کے ناکام دورے کے بعد پاک بھارت خارجہ سیکرٹریوں کے مذاکرات بھی ناکام ہو گئے، بھارتی وفد نے کشمیر کے مسئلہ پر بات چیت سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ کشمیر کے جھمیلوں میں پڑے بغیر پاک بھارت جنگ کے بڑھتے ہوئے امکانات کو کم کیا جائے لہٰذا اب اگر یہ کہا جائے تو قطعی درست ہوگا کہ پاکستان کشمیر کے مسئلہ پر اپنی جنگ بری طرح سے ہار چکا ہے اور بھارت نے بیرونی دنیا میں اپنے موقف کو صحیح وقت میں صحیح انداز میں پیش کر کے سفارتی کامیابی حاصل کر لی ہے۔

اسلام آباد آج کل ''را'' کے تخریب کاروں کی زد میں ہے۔ ''احوال'' کے گزشتہ شماروں میں ہم نے بتا دیا تھا کہ سیکٹر جی۔9 کراچی کمپنی میں ہزاروں تخریب کار موجود ہیں اور پھر گزشتہ دنوں کراچی کمپنی میں بھی بم کا دھماکہ ہوا، یہ بم ایک افغانی تخریب کار سائیکل پر رکھ کر کہیں لے جا رہا تھا جو زوردار دھماکے سے پھٹ گیا۔ اس سے قبل برہان گرڈ اسٹیشن میں مبینہ تخریب کاری کی کامیاب واردات جس کے بعد سے پشاور سے لے کر حسن آباد تک بجلی کا نظام معمول پر نہیں آیا ہے۔ چند دن قبل راولپنڈی میں اسٹیٹ آئل کی پٹرول لائن کو آگ لگا دی گئی۔ ''احوال'' کے معتبر ذرائع نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ اسلام آباد میں کچھ عرصے سے زائد ''را'' کے تربیت یافتہ ایجنٹ گھس آئے ہیں جنہوں نے پررونق مقامات پر کوٹھیاں کرایہ پر لے لی ہیں اور بیشتر ایجنٹوں نے تو پارٹی کا کام بھی شروع کر دیا ہے، سرکاری ذرائع کے مطابق نصف سے زائد ایجنٹوں کا تعلق بھارت سے ہے جبکہ باقی کے ایجنٹ پاکستانی ہیں۔

خالد جاوید نورانی



قائدِ اہلسنت
مولانا شاہ احمد نورانی
کا دورۂ پنجاب

جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ قائد اہلسنت امام انقلاب حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی اپنے دورہ فیصل آباد ڈویژن کے سلسلہ میں ۱۲ جولائی بروز ہفتہ جے یو پی کے مرکزی سیکرٹری جنرل ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل کے ایم اظہر کے ہمراہ ۱۰-۱۲ کی فلائیٹ سے فیصل آباد پہنچے تو ایئرپورٹ پر جمعیت کے مرکزی جوائنٹ سیکرٹری علامہ شبیر احمد ہاشمی صوبائی جنرل سیکرٹری سردار محمد خان لغاری صوبائی سیکرٹری مالیات حاجی محمد اقبال صوبائی آرگنائزر شبیر احمد سلطان ضلع فیصل آباد کے صدر صاحبزادہ پیر محمد انوار حسین قادری اور ضلعی جنرل سیکرٹری حاجی خالد پرویز کی قیادت میں ہزاروں کارکنوں نے اپنے قائد کا فقید المثال استقبال کیا اور سینکڑوں کاروں موٹر سائیکلوں اور ویگنوں کے عظیم الشان جلوس میں قائد اہلسنت کو ایئرپورٹ سے جے یو پی کے ضلعی دفتر واقع کچہری بازار لایا گیا۔ اس موقع پر جلوس کا نظم و ضبط اور کارکنوں کا جوش و جذبہ دیدنی تھا۔

سخت دھوپ کے باوجود کارکن اپنے قائد کے ترانے گاتے اور نعرے لگاتے ہوئے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اپنی آمد کے فوراً بعد قائد اہلسنت نے جے یو پی کے ضلعی دفتر کا افتتاح کیا اور وہاں پر ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سندھ کی صورتحال ایک انتہائی اہم قومی مسئلہ ہے جس پر ہر محب وطن پاکستانی شہری پریشان ہے پورے سندھ میں آگ و خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے اور بھارت ایک منظم منصوبہ کے تحت سندھ کے حالات خراب کررہا ہے۔ راجستھان [illegible] بارڈر سے بھارتی ایجنٹ پاکستان میں داخل ہو رہے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ راجستھان سیکٹر فوری طور پر سیل کردیا جائے تاکہ ہندوؤں کی غیر قانونی آمدورفت روکی جاسکے۔

انہوں نے کہا کہ سندھ میں قیام امن کے لئے ضروری ہے کہ [illegible] تنظیمیں ایم کیو ایم اور جئے سندھ جنہیں گیارہ سال تک اسلحہ سے مسلح کیا جاتا رہا۔ ان سے ہتھیار واپس لئے جائیں اور [illegible] کے ہونی چاہئے۔

انہوں نے کہا سردار عبدالقیوم خان حصول اقتدار کی جنگ لڑ رہے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اس جنگ میں شکست کے بعد ان کی سرداری اور قیادت ختم ہو جائیگی انہوں نے کہا کہ سردار قیوم خان کی جماعت نے کبھی کشمیری عوام کی بھلائی کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔

وزارت خارجہ پر تنقید کرتے ہوئے قائد اہلسنت نے کہا کہ حکومت کی ناکام خارجہ پالیسی کی وجہ سے ہم چھیالیس میں سے صرف چھ اسلامی ممالک کی مسئلہ کشمیر کے لئے حمایت حاصل کرسکے ہیں انہوں نے تجویز کیا کہ حکومت اس مسئلہ پر ملک کی تمام سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر ان سے کام لے تاکہ عوامی رابطہ کے ذریعے عالم اسلام پر دباؤ ڈالا جائے۔

ایک سوال کے جواب میں امام نورانی نے کہا کہ نواز شریف نے ضیاء الحق کی تقلید کرتے ہوئے۔ پنجاب کو پولیس اسٹیٹ بنا رکھا۔ اور اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ کی حیثیت سے اسلامی نظام نافذ کرنے کی بات کرکے بے گناہ شہریوں کو پولیس کے ذریعہ سے قتل کروایا جارہا ہے پریس کانفرنس کے بعد مختصر قیام کے بعد امام انقلاب کا قافلہ عظمت تاجدار ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے چنیوٹ تشریف لے گیا۔ اس کے علاوہ ۱۴ تا ۱۹ جولائی آپ نے جھنگ۔ [illegible] شورکوٹ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ گوجرہ۔ کمالیہ اور جانہ میں قائد اہلسنت نے بڑے بڑے عوامی اجتماعات پریس کانفرنس بار ایسوسی ایشن اور کارکنوں کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ اس کے بعد ۱۹ جولائی بروز جمعرات بوقت صبح دس بجے آپ فیصل آباد کے دو روزہ دورہ پر دوبارہ

تشریف لائے۔ فیصل آباد کی حدود میں داخل ہوتے ہی... جے یو پی فیصل آباد کے ضلعی صدر صاحبزادہ پیر محمد انوار حسین قادری اور سابق ضلعی صدر پیر سید امیر علی شاہ کی قیادت میں کارکنوں کی ایک بڑی تعداد نے اپنے قائد کا شاندار استقبال کیا۔

اس موقع پر آپ نے پیر سید امیر علی شاہ کی مزاج پرسی کی۔ اور دار العلوم سلطانیہ رضویہ اڈا امین پور بازار میں مختصر خطاب میں علامہ نورانی نے کہا کہ دینی مدارس اور خانقاہیں علم و فضل کے عظیم مرکز ہیں۔ لوگوں کو نیکی کی طرف بلانے اور برائی سے روکنے میں ان مرکز نے اہم کردار ادا کیا اور جامعہ سلطانیہ رضویہ بھی اس علاقہ میں علم و فضل کی شمع کو روشن کئے ہوئے ہے۔ اڈا امین پور بازار سے قائد اہلسنت کا قافلہ فیصل آباد کی طرف روانہ ہوا جہاں پر طعام کے بعد قائد اہلسنت اور آپ کے رفقاء فیصل آباد کے معروف عالم دین مولانا عبدالرشید رشد کی رسم چہلم میں شرکت کرنے کے لئے گلستان کالونی تشریف لے گئے اور وہاں پر اپنے مختصر خطاب میں آپ نے مولانا کی بے وقت موت کو ایک عظیم نقصان قرار دیا۔

اس کے بعد جمعیت علماء پاکستان فیصل آباد کی طرف سے ٹرنر الا چوک میں ایک عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ شام چھ بجے سے لے کر رات دس بجے تک بارش ہوتی رہی مگر کارکنان جمعیت جلسہ کے انتظامات میں مصروف رہے۔ رات دس بجے بارش تھمی تو اہلیان فیصل آباد کی ایک بڑی تعداد امام انقلاب کا خطاب سننے کے لئے جلسہ گاہ میں موجود تھی۔ دس بجے قائد اہلسنت سٹیج پر تشریف لائے۔

جلسہ کی باقاعدہ کارروائی قاری غلام رسول کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔

نعت رسول مقبول غلام غوث قادری نے پیش کی جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض راقم (خالق جاوید نورانی) ادا کر رہے تھے۔

سب سے پہلے ضلعی جنرل سیکرٹری حاجی خالد پرویز ... صدر ابوالحقائق صاحبزادہ پیر محمد انوار حسین ... جمعیت کو فیصل آباد میں ... خوش آمدید ... کے حکم پر ہر قسم کی قربانی دینے کا عہد کیا۔

... خطاب کرتے ہوئے ... اہلسنت ... پنجاب حکومت ... نظام مصطفٰی ... جماعت ... [illegible]

پر ہم کے تلے جمع ہوں جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے جے یو پی پنجاب کے جنرل سیکرٹری سردار محمد خان لغاری نے کہا آج ہمارا ملک تباہی کے کنارے کھڑا ہے۔ ایک طرف پیپلز پارٹی کی حکومت ہے تو دوسری طرف معجون مرکب آئی جے آئی کی حکومت ہے۔ پیپلز پارٹی نے جمہوریت اور آئی جے آئی نے اسلام کے نام پر ووٹ حاصل کیا۔

مگر نہ پی پی نے جمہوریت سے وفا کی اور نہ آئی جے آئی نے اسلام سے بلکہ ان کا نعرہ اسلام منافقانہ ہے انہوں نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ اب آزمائے ہوئے



نہ پی پی نے جمہوریت سے
وفا کی اور نہ آئی جے آئی
نے اسلام سے!

لوگوں کو مسترد کر دیں اور نظام مصطفٰی کے قیام کے لئے جدوجہد کریں۔ جلسہ میں جناب شبیر احمد سلطان میاں رفعت قادری ایڈووکیٹ مولانا محمد جمیل الوری۔ محمد اسلم سعیدی اور محمد صدیق قادری نے مختلف قراردادوں کی منظوری حاصل کی۔

جمعیت کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل صاحبزادہ محمد اکرم شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں اکثریت غلامان مصطفٰی کی ہے جو کہ نظام مصطفٰی کا نفاذ چاہتے ہیں مگر وڈیرا شاہی اور بیوروکریسی نظام مصطفٰی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

انہوں نے کہا کہ نظام مصطفٰی ہی وہ واحد نظام ہے جو تمام مسائل کا جامع اور صحیح حل پیش کرتا ہے۔ جلسہ عام میں جب امام انقلاب قائد تحریک نظام مصطفٰی حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کو خطاب کی دعوت دی گئی تو فضا صوت شاہ نورانی کے فلک شگاف

نعروں سے گونج اٹھی اور تمام حاضرین کھڑے ہو گئے۔

جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے علامہ شاہ احمد نورانی نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں بھارت نے ظلم و بربریت کی انتہا کر دی ہے۔ وہاں پر آج مسلم خواتین کسی محمد بن قاسم کو پکار رہی ہیں مگر ہمارے حکمران اپنے ذاتی مفادات کے لئے لڑ رہے ہیں انہوں نے کہا کہ بھارت بنگلہ دیش کے بعد اب سندھ میں بھی وہی کھیل کھیل رہا ہے انہوں نے کہا کہ قوم نے نومبر ۸۸ء کے انتخاب میں غلط لوگوں کا انتخاب کر کے سنگین غلطی کی جس کی سزا آج پوری قوم بھگت رہی ہے انہوں نے کہا کہ جنرل ضیاء الحق نے ایم کیو ایم اور جئے سندھ کی سرپرستی کی اور انہیں اسلحہ سے مسلح کیا اور اب پنجاب حکومت اپنے مخالفین کو انتقام کا نشانہ بنا رہی ہے انہوں نے کہا کہ عوام آئندہ انتخابات میں وڈیروں اور سرمایہ داروں کو مسترد کر کے نظام مصطفٰی کو ووٹ دیں۔

جلسہ کے آخر میں علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنے مخصوص انداز میں صلوٰۃ و سلام پڑھایا اور حضرت مولانا معین الدین شافعی نے دعائے خیر کی دوسرے دن قائد اہلسنت نے فیصل آباد کے علماء، وکلاء اور تاجر نمائندوں کے مختلف وفود سے ملاقات کی۔ اور بعد ازاں جامعہ قادریہ رضویہ میں خطبہ جمعۃ المبارک دیا۔ اور بعد از نماز عصر سمن آباد میں علمیہ لائبریری کا افتتاح کیا اور وہاں پر خطاب کرتے ہوئے ملکی اور بین الاقوامی حالات پر روشنی ڈالی۔ بعد از نماز مغرب تاندلیانوالہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

تاندلیانوالہ پہنچنے پر ہربل بنگلہ پر جمعیت کے ضلعی صدر صاحبزادہ محمد انوار حسین قادری اور مقامی صدر رانا محمد نعیم کی قیادت میں کارکنوں نے اپنے قائد کا استقبال کیا۔

بعد نماز عشاء قندھاری چوک تاندلیانوالہ میں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے علامہ نورانی نے کہا کہ نومبر ۱۹۸۸ء کے انتخابات میں قوم نے جذبات میں آ کر غلط فیصلے کئے جس کی سزا آج پوری قوم مہنگائی بدامنی اور عدم تحفظ کی صورت میں بھگت رہی ہے انہوں نے کہا کہ قوم نے سرمایہ داروں، وڈیروں اور برادری ازم کو آزمایا اور یہ تمام لوگ عوامی مسائل حل کرنے میں بری طرح ناکام رہے ہیں اور ان کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے وطن عزیز شدید اندرونی اور بیرونی خطرات کا شکار ہو گیا اس ملک کی تقدیر کو بدلنے کے لئے یہاں نظام مصطفٰی کا نفاذ نہایت ضروری ہے ... آئی جے آئی اور پی پی پی نے

خیری تو قابل قبول ہے۔ کیونکہ اسلامی جمہوری اتحاد میں نہ اسلام ہے اور نہ جمہوریت بلکہ یہ ایک آمر کے جانشینوں کا ٹولہ ہے اور پی۔ پی۔ پی نے بھی عوام کو کھلے اندھیرے میں رکھ دیا۔ اور ان جماعتوں کے منتخب نمائندے قومی خزانہ لوٹنے میں مصروف ہیں۔

جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے جے۔ یو۔ پی صوبہ پنجاب کے صدر اور رکن قومی اسمبلی ریٹائرڈ جنرل حافظ محمد حسین انصاری نے کہا کہ مرکزی اور صوبائی حکومتیں عوام کے مسائل حل کرنے کی بجائے ایک دوسرے کو پچھاڑنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ جلسہ عام سے جے یو پی کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل صاحبزادہ محمد اکرم شاہ، ضلعی صدر پیر انوار حسین قادری، صوبائی شوریٰ کے رکن خالق جاوید نورانی سفالی صدر رانا محمد نعیم اور اے۔ ٹی۔ آئی پنجاب کے ناظم خالد محمود قادری نے بھی خطاب کیا۔

جلسہ عام کے بعد قصرِ دستگیر پر مختصر قیام کے بعد قائد اہلسنت اور آپ کا قافلہ فیصل آباد کی طرف روانہ ہو گیا بروز ہفتہ بوقت ساڑھے نو بجے قائد اہلسنت اور آپ کے ساتھیوں نے دنیا اہلسنت کے عظیم محسن محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد صاحب کے مزار پُر انوار پر حاضری دی۔ بعد ازاں بار ایسوسی ایشن فیصل آباد کے کیفے ہال میں بار کے ممبران کے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے امام نورانی نے کہا کہ اندرونی اور بیرونی خطرات کے مقابلے اور اسمبلیوں میں رشوت کے خاتمے سمیت تمام ملکی مسائل کا حل متناسب نمائندگی کی بنیاد پر فوری درمیان مدت کے انتخابات ہیں۔ بصورت دیگر موجودہ سیاسی انتشار کبھی ختم نہ ہو سکے گا۔

انہوں نے کہا کہ موجودہ سیاسی حالات جس تیزی سے بگڑ رہے ہیں اسے سنوارنے کے لئے مارشل لا دیا ایمرجنسی کا نفاذ حل نہیں ہے بلکہ جمہوری عمل کو مضبوط بنانا از حد ضروری ہے۔ اگر خدا نخواستہ ملک میں مارشل لاء لگا تو بھارتی حکومت فوراً ہی کشمیر پار کر کی سرحد کے ساتھ ساتھ امدادی کیمپ کھول دے گی۔ جہاں سندھ سے ہندو تخریب کاروں کو بلا کر پاکستان کے خلاف راہ ہموار اور رائے عامہ کو گمراہ کیا جائے گا اور یہاں بھی مشرقی پاکستان جیسے حالات پیدا کر کے فوجی مداخلت کی راہ ہموار کی جائے گی۔ اور پھر اس سے جو صورت حال پیدا ہوگی اس سے سب واقف ہیں جنرل ضیاء کے دور حکومت پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا نورانی نے کہا کہ سندھ کے موجودہ حالات آج کے نہیں بلکہ اسی دور کے پیدا کردہ ہیں۔ سندھ میں کلاشنکوف کلچر اور منشیات اور ہیروئن کا دور دورہ ضیاء کے عہد حکومت میں کئے گئے اقدامات کا نتیجہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ اگر جنرل ضیاء اپنے دور میں لسانی، مذہبی منافرت اور برادری ازم کو پروان چڑھانے والوں کی سرکوبی کرتے تو آج ایم کیو ایم اور جئے سندھ جیسی تحریکیں جنم نہ لیتیں۔ کیونکہ ان تنظیموں کے سربراہ ضیاء الحق کی کابینہ کا دروازہ کھول کر حوصلہ مندانہ انداز میں آشیرباد حاصل کرتے تھے۔ اور انکے دور حکومت میں افغانستان کی طرف سے اسلحہ کی کھلی آمد و رفت ہوئی وہ محض اس لئے خاموش رہے کہ اس گھناؤنے کاروبار میں ان کے اپنے حواری شامل تھے جس کی سزا آج پوری قوم بھگت رہی ہے علامہ نورانی نے مطالبہ کیا کہ راجستھان کی سرحدوں کو بند کر کے باہر سے آنے والے تخریب کاروں کو گرفتار کیا جائے اور صوبہ سے تمام ناجائز اسلحہ برآمد کیا جائے اور صوبائی لسانی اور علاقائی تنظیموں کے عقوبت خانوں کو ختم کیا جائے۔

بعد میں چک جھمرہ میں ایک عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے کہا مرکزی اور صوبائی حکومتیں باہمی کشمکش کی وجہ سے عوام کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت میں بری طرح ناکام ہو چکی ہیں۔ وفاق اور صوبوں کی محاذ آرائی کے باعث عوام میں بے یقینی اور مایوسی جنم لے رہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان سمیت دنیا کے تمام مسائل کا واضح اور جامع حل صرف اور صرف نظام مصطفےٰ کا نفاذ میں مضمر ہے اور یہی وہ اعلیٰ و ارفع نظام ہے جو تمام انسانوں کو ان کے بنیادی حقوق عطا کرتا ہے چک جھمرہ میں قائد اہلسنت کے ہمراہ جمعیت کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل صاحبزادہ محمد اکرم شاہ صوبائی صدر ریٹائرڈ جنرل حافظ محمد حسین انصاری صوبائی جنرل سیکرٹری سردار محمد خان لغاری مرکزی سیکرٹری مالیات چوہدری محمد یعقوب اور ضلع فیصل آباد کے صدر صاحبزادہ پیر محمد انوار حسین قادری بھی تھے۔

بعد ازاں قائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی اپنا کامیاب دورہ فیصل آباد ڈویژن مکمل کر کے فیصل آباد سے واپس اسلام آباد روانہ ہو گئے۔

بقیہ : صبر

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر بستر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر خطرے میں تھے تو صدیق رضی اللہ عنہ غار میں خطرہ میں تھے، مگر علی کرم اللہ وجہہ کو تشریف لاتے وقت حضورؐ یہ وعدہ دیکر کہ "تمہارا کوئی بال بیکا نہ کر سکے گا" تسکین فرما آئے اور صدیق رضی اللہ عنہ کی یہاں غار میں "ان اللہ معنا" اور "لاتحزن" کہکر تسکین فرمادی، خطرے میں دونوں تھے، مگر بطفیل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں خدا کی حفاظت میں تھے، اسلئے وہ وہاں محفوظ رہے اور یہ یہاں۔

مزے کی بات: مزے کی بات تو یہ ہے کہ صدیقؓ دشمنی میں اپنے پاؤں پر بھی کلہاڑی مار گئے، حضرت صدیقؓ کی طرف غلط منسوب کرکے کہ آپ چیخ مار مار کر رودیے تھے آیت اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ لکھکر پھر کس مزے سے فرما گئے کہ

"خدا رونے والوں کے ساتھ نہیں ہے،
صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے"

بالکل صحیح فرمایا، مگر اب کیا ارشاد ہے بالخصوص محرم شریف میں رونے اور پیٹنے والوں کے لئے، کیا سچ مچ خدا ان کے ساتھ نہیں ہوتا، یقیناً آپ ہی کے ارشاد کے مطابق خدا ان کے ساتھ نہیں بلکہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، کیسی سچ بات لکھ ڈالی، بالکل غلط ہے کہ صدیق اکبرؓ چیخ مار مار کر رودیے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ خدا رونے والوں کے ساتھ نہیں ہے۔ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، کیا ہی اچھا ہو اگر اس محرم میں ہر تعزیہ پر "شیعہ" کی یہی عبارت موٹے حروف میں لکھ کر چسپاں کردی جائے کہ "خدا رونے والوں کے ساتھ نہیں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

● ●

الفقیہ امرتسر بابت ۲۱ فروری ۱۹۳۹ء

مشمولہ ذخیرہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور۔

المرسل ——— میاں زبیر احمد قادری ———

ضروری اصلاح

"احوال" میں شائع ہونے والی تونسہ شریف کی ایک رپورٹ میں غائبانہ نماز جنازہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا وضاحت کی جاتی ہے کہ "احناف کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے"

صغیر انجم

احوال میرے شہر کا

وادی مہران کا دل شعلوں کی نذر ہو گیا

فوج کی آمد کے بعد حیدرآباد کے باسیوں نے کچھ سکون کا سانس لیا کاروان زندگی آہستہ آہستہ اپنے معمول کی طرف لوٹ رہا ہے۔ بازار بارونق گلی کوچوں میں مسکراتے چہرے شاہراہوں پہ ٹریفک کا شور لیکن تین جولائی کے اخبارات پڑھ کر چونک گئے جس میں "وفاقی وزیر تعلیم جناب غلام مصطفےٰ شاہ کی دھمکی اخباروں کی سرخی بن گئی کہ پکا قلعہ کو دھماکے سے اڑا دیا جائے۔" لیکن رینجر کے ذمے دار افسر نے تقریباً تمام علاقوں کی مساجد میں خطاب کرتے ہوئے عوام کو تحفظ کی یقین دہانی کروائی جس میں وہ کامیاب بھی ہو گئے عوام مطمئن تھی کہ اب کوئی سانحہ رونما نہیں ہوگا۔ افواج و انتظامیہ چوکس ہیں۔

آج پندرہ جولائی ہے جئے سندھ اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی جانب سے پورے سندھ میں قادر مگسی، ساہبوں قاضی اور دیگر گرفتار شدگان کی رہائی کے لئے احتجاجی ہڑتال کا اعلان کیا گیا اخباری رپورٹ کے مطابق ۱۳ جولائی کی رات کو جب جئے سندھ کا نمائندہ خبر دے کر آیا تو معلوم کیا گیا کہ آپ کی تنظیم پورے سندھ میں ہڑتال کروا رہی ہے کیا ہڑتال حیدرآباد میں بھی ہوگی جواب ملا ہاں حیدرآباد شہر بھی بند ہوگا۔ بلکہ مکمل بند ہوگا مگر صبح دکانیں کھلیں بازاروں میں چہل پہل مزدور مزدوری کی تلاش میں لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف نہ خوف کے سائے نہ دہشت کا گماں بس بے نیاز اپنی دھن میں مگن محنت کی لگن اچانک ٹاور مارکیٹ سے فائرنگ کی آوازیں آئیں پتہ چلا کہ کچھ شرپسند یہاں ہمالی تا ٹرنگ بازار بند کروانے کے لئے کر گئے یاد رہے کہ مارکیٹ تھانہ کچھ نہ کر سکا۔

آفتاب کی شعاعوں نے کروٹ بدلی ساعت کی سوئی ایک بج کر پچیس منٹ بتا رہی ہے اچانک پورا شہر دھماکوں سے لرز اٹھا۔ ایدھی اور مختلف سماجی تنظیموں کی ایمبولنسوں کے سائرنوں نے غم کا ساز چھیڑا لوگ حیران کہ کون آگیا لٹیرا مختلف ایمبولینس گاڑیوں میں کھڑے ہوئے نوجوانوں کے لباس انسانی لہو سے تر تھے شہر پریشان میں ہماری مائیں بین کر رہی ہیں۔ بہنیں اپنے آنچل میں منہ ڈھانپ کے رو رہی ہیں نحیف و ضعیف بے حال ہر آنکھ اشک بار ہر طرف افراتفری کا عالم ہے کیا ہو گیا ہے ہمارے شہر کو یہ گاڑیاں کیوں چنگھاڑ رہی ہیں کس نے چھین لئے ان سے حواس یہ بدحواسی میں ہے اپنے پیاروں کی تلاش ہم بھی دیکھیں ظلمت کے نشانات، پہلا دھماکہ چھوٹکی گھٹی کے گنجان علاقے میں شربت کے ٹھیلے کے نیچے رکھے ہوئے بم سے ہوا عینی شاہدین کے مطابق بم کا دھماکہ ہوتے ہی پورا چوراہا دھواں اور گرد و غبار کی لپیٹ میں آگیا انسانی اعضاء فضاء میں چھ سے آٹھ فٹ تک بلند ہوئے لباس تار تار انسانی جسم و رخسار داغدار ان میں کچھ دکاندار و خریدار اس دھماکے میں شہید ہونے والے افراد کی تعداد کم و بیش سات یا آٹھ اور زخمی ہونے والوں کی تعداد تیس ہے۔

ایک خاتون نسرین زخموں سے چور سر راہ پڑی ہیں۔ شادی کا سامان نیو کلاتھ مارکیٹ سے خرید کر لائیں اور درزن کا گھر بھول کر چھوٹکی گھٹی نکل آئیں دو معصوم راشد و عینی بھی انہیں کے ساتھ ہیں مگر یہاں یہ دونوں بچے بچھڑے کبھی نہ ملنے کے لئے ان معصوم

چھوٹکی گھٹی پر بم کے دھماکے میں ہلاک ہونے والوں کی تفصیل

نام	ولدیت	عمر	جائے وقوع	رہائش
راشد	محمد دین	۱۰ سال	چھوٹکی گھٹی	کالی روڈ
عینی	عمر دین	۶ ،،	،، ،،	گوشت لعثمان آباد
مقصود قریشی	ولی قریشی	۳۰ ،،	،، ،،	پرٹے آٹھ نمبر لطیف آباد
ندیم عرف گڈو	نور خان	۲۱ ،،	،، ،،	چھوٹکی گھٹی
ابو بکر	ادریس	۳۷ ،،	،، ،،	
رفیق	اجمل	۳۲ ،،	،، ،،	
ناصر	—	۲۰ ،،	،، ،،	
ایوب عرف چھوٹا	شکور احمد قریشی	۳۰ ،،	،، ،،	پونے آٹھ نمبر لطیف آباد
امام بخش عرف بوچی	—		پھلیلی تانگہ اسٹینڈ	پھلیلی
مریم عرف جنو	زوجہ امام بخش		،، ،،	،،
اکرم	امام بخش		،، ،،	،،
فاطمہ	زوجہ قاسم کچھی	۵۰ ،،	،، ،،	،،
عذرا	بنت حاجی یاسین	۱۲ ،،	،، ،،	،،
محمد ابراہیم (عالی)	عبد المجید	۳۰ ،،	بری بس اسٹینڈ	چھوٹکی گھٹی چوڑی گلی شاہی بازار حیدرآباد

کلیوں کو کھلنے سے پہلے کس نے نوچ لیا دس سالہ راشد خاک و خون میں لت پت ہو کر ہاؤس فضا میں گم ہے چھ سالہ بہن عفت عمر دین ایک بم کے اپنے ہی لہو میں اسے کس نے نہلا دیا نسرین محمد کو ابھی بے خبر ہی رکھا گیا ہے تاکہ کمزور دل پہ چوٹ نہ لگے۔ (بشکریہ اہل خانہ)

مقصود قریشی ولد ولی قریشی مرحوم، سالہ بہنوئی ایوب عرف بھرم ولد شکور احمد۔

مقصود قریشی کئی سال سے اپنے بچوں کی تین وقت کی روٹی اسی جگہ سے کماتا تھا کبھی چپل کا ٹھیلا لگاتا اور کبھی شربت کا آج اس کا دوست اپنے شربت کے ٹھیلے پر مقصود کو کھڑا کر کے کھانا کھانے چلا گیا چند لمحے گزرے ہی ہوں گے کہ مقصود کے بہنوئی ایوب جو کہ رکشہ ڈرائیور تھے لا کر رہا [illegible] کے بعد [illegible] کا شکار ہو گئے ایوب کی ایک ٹانگ جسم سے جدا ہو کر فضا کی نظر ہو گئی زخموں سے چور اپنے ہی لہو میں اسے کس نے رنگ دیا۔ چھ بچے جن میں پانچ لڑکیاں اور ایک لڑکا جس کی عمر صرف چھ ماہ ہے یتیم ہو گئے۔ مقصود قریشی کا سارا جسم جھلس چکا تھا اور بم سے نکلنے والی چوٹوں نے اس کے جسم کو چھلنی کر دیا بے تحاشہ لہو بہہ رہا تھا کچھ دیر موت و زیست کی کش مکش میں جنگ ہوتی رہی اور زندگی ہار گئی جس نے پیاسوں کی پیاس شربت سے بجھائی آج کوئی بھیڑیا انسانوں کے لہو سے اپنی پیاس بجھا گیا ظلم کی رسی دراز ہے لیکن جب کھنچے گی تو مہلت نہیں ملے گی۔ مقصود نے تو شہادت کا جام پیا ان دونوں کے جنازے لطیف آباد یونٹ نمبر ۸ سے اٹھے تو کہرام مچ گیا یہ دونوں گھرانے ماتم کدہ بن گئے معصوموں کی بھولی بھالی شکلیں آنسوؤں سے تر تھیں یہ آہ و بکا خالی نہیں جائے گی ضرور رنگ لائے گی۔

ندیم عرف گڈو ولد نور خان۔

ندیم عرف گڈو نے ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا ہی تھا کہ موت کی آغوش میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سو گیا بد قسمتی سے پھیلی گھر کے پاس ہی کھڑا تھا کہ ملک الموت اسے جانے [illegible] اپنے دوست سے یہ آخری ملاقات تھی کہ بم کے ٹکڑوں نے اسے زخموں سے نڈھال کر دیا اسے زخمی حالت میں بھٹائی اسپتال پہنچایا گیا تو فوری طور پہ ڈاکٹروں نے خون لگائی اور گڈو اپنے پیاروں کو آخری سلام کر کے اس دنیا فانی سے کوچ کر گیا۔

پھلیلی بم کا دھماکہ:

پھلیلی بم کے دھماکے میں ہلاک ہونے والے [illegible] ادی

تعداد تقریباً پچاس سے ساٹھ تک بتائی جاتی ہے اور زخمیوں کی تعداد آٹھ سے دس تک ہے۔

عینی شاہدوں سے جب ہم نے ملاقات کی اور بم کے دھماکے سے متعلق ان سے دریافت کیا تو علی بابا کولڈ ہاؤس کے مالک محمد جمیل قریشی ولد جلیل قریشی جن کی دکان کے آگے امام بخش کا فروٹ کا ٹھیلا کھڑا ہوتا ہے بتایا کہ میں کاؤنٹر پر بیٹھا ہوا تھا ایک شخص امام بخش کے پاس آیا اور دو کلو آم خریدنے کے بعد آموں کی تھیلی کو دوسری تھیلی میں ڈالا جس میں گھی کا ڈبہ تھا دوسرا سامان لے آؤں ایسے یہیں رکھیں بتایا پیسے دلیس اکرموں کا شہر کے دھماکوں کی خبریں پہنچ چکی تھی لہٰذا ٹھیلے اور دکانیں بند کرنے کے لئے سب اپنا اپنا سامان اٹھا رہے تھے کہ اچانک میری دکان کے سامنے دھماکہ ہوا اور دکان کی چھت اور [illegible] میں تقریباً پانچ منٹ دبا رہا اور فرنیچر شیشے کی فٹنگ ملبے کا ڈھیر بن گئی میری بچی روبی اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔ مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

دوسرے عینی شاہد:

احمد علی ہوٹل کے مالک حاجی احمد علی شہر سے جب وہ پھلیلی تانگہ اسٹینڈ پر پہنچے تو زبردست دھماکے کی آواز سے پورا علاقہ گونج گیا وہ سمجھے کہ شاید ٹرانسفارمر کا دھماکہ ہے لیکن دھوئیں اور گرد و غبار سے کچھ فضا صاف ہوئی تو خون میں لت پت لاشیں اور زخمی خاک میں لوٹتے ہوئے تھے جن کے لباس فضا کی نظر ہو چکے تھے۔ اور بدترین حالت میں اپنے ہی لہو میں سرخ چادر میں لپٹے کراہ رہے تھے ٹھیلوں کے پرخچے اڑ گئے اور لوہے کے دیل چکنا چور ہو گئے یوں تو لوگوں کا ایک جم غفیر جمع تھا لیکن بم کے خوف سے کوئی آگے بڑھنے کے لئے تیار نہ تھا فضل ولد عبدالرحمٰن جس کے جسم پر کوئی لباس نہیں یہ زخموں سے چور شکستہ حالت اپنے ہی خون میں نہایا ہو لوگ اسے پہچان نہ سکے اور دہشت گرد سمجھے جیسے ہی پکڑنے کے لئے آگے آئے تو شناخت کر لیا یہ تو فضل ہے آج فضل کے زخموں کا علاج ہو رہا ہے وہ بول نہیں سکتا اس کے گلے میں سینٹی لگی ہوئی ہے صرف اشاروں میں بات کرتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ عذرا بنت حاجی یاسین جو میرے ہوٹل کے بالکل برابر میں رہتی ہے یہ معصوم بچی اس کا ایک بازو تن سے جدا تھا اور گرتی پڑتی اپنے گھر کی چوکھٹ تک پہنچ گئی اور بے ہوش ہو گئی اسپتال لے جایا گیا لیکن اسپتال پہنچتے ہی آخری ہچکی لی اور حسرت بھری نگاہ سے اپنے پیاروں کی طرف دیکھ کر اس دنیا سے رخصت ہوئی۔ عذرا بنت حاجی یاسین خان محمد [illegible]، امام بخش عرف بوبی، مریم عرف جنو، اکرم ولد امام بخش ان چاروں کے جنازے جس وقت جامع مسجد سے اٹھے تو ہر آنکھ اشکبار تھی آہوں سسکیوں اور غموں سے نڈھال لوگوں کا ہجوم کلمہ شہادت پڑھتا ہوا ان شہیدوں کو ان کی آخری آرام گاہ تک پہنچانے کے لئے روانہ ہوا۔

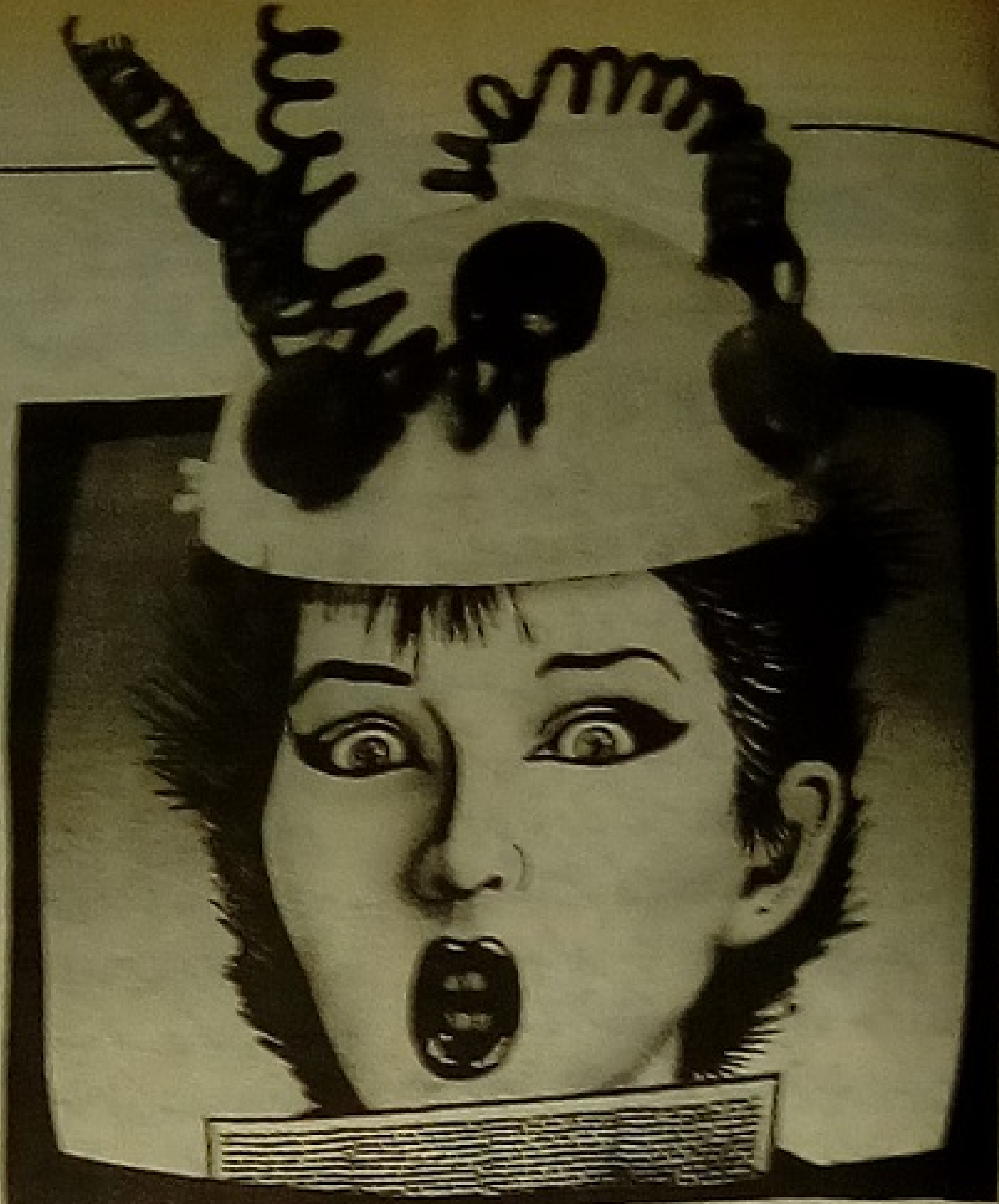
شریف سلیم عرف بنگال ولد لال محمد چند ریگ جب مساجد کے لاؤڈ اسپیکروں سے خون کے عطیات دینے کی اپیل کی گئی تو یہ سولہ سالہ نوجوان اپنے زخمی بھائیوں کی جان بچانے کے لئے خون کا عطیہ دینے بھٹائی اسپتال پہنچ گیا اپنا لہو دیکر چلا کہ چکرا کر گرا اور دم توڑ دیا گیا جذبہ ایثار دیدنی ہے کہ اپنے ہموطنوں کو بچانے میں اپنی زندگی قربان کر دی اگر یہ درد سب مسلمانوں میں پیدا ہو جائے تو دہشت و دہشت کے سائے کبھی کسی کو نہ چھوئیں کیونکہ جینا تو اپنوں کے لئے اور مرنا تو اپنوں کے لئے۔

کالی روڈ بس اسٹینڈ پر پھٹنے والے منی ٹیکسی میں بم کے ایک ٹکڑے نے ابراہیم کے سینے کو چیر کر رکھ دیا اور اسپتال پہنچا ہی تھا کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی جس میں ٹیکسی ڈرائیور زخمی ہوا۔

محمد ابراہیم عرف (عالی) ولد عبدالمجید مرحوم کالی روڈ بس اسٹینڈ کے قریب کھڑی ہوئی منی ٹیکسی میں بم کے دھماکے میں شہید ہوئے جب ہم نے محمد ابراہیم کے بڑے بھائی محمد ایوب سے ان کے گھر واقع چوڑی گلی بلبلانی گھٹی میں ملاقات کی ان کے بھائی کی شہادت کے بارے میں معلوم کیا تو آبدیدہ ہو گئے آنسوؤں کے موتی رخسار سے ڈھلنے لگے غم زدہ لہجے میں فرمانے لگے کیا بتائیں بھائی بچپن میں ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا دونوں بھائیوں نے دن رات محنت مشقت کر کے اپنے گھر آباد کئے اب کچھ آسودگی آئی لیکن انسانیت کے دشمنوں نے ہم سے ہمارا اکلوتا چھوٹا بھائی بھی چھین لیا جو کہ پارٹنر شپ میں اپنا کیبن گیرج چلا رہا تھا نئے پل کے پار بس اسٹینڈ پر ہم نے صبح سویرے بھائی کو منع کیا کہ آپ آج کام پر نہ جائیں کیونکہ جئے سندھ کی طرف سے عام ہڑتال کی اپیل کی گئی ہے ٹرانسپورٹ اتفاقاً بند ہے کیا کرو گے ابھی تو تم کراچی سے آئے ہو لیکن نے کہا بلا آجائیں گے۔ جس وقت بموں کے دھماکوں سے شہر لرز رہا تھا اور سنا کہ چھوٹی گھٹی، نیو کلاتھ مارکیٹ، ٹاور مارکیٹ اور نئے پل پر بم پھٹے ہیں ہم اپنے بھائی کی خیریت معلوم کرنے نئے پل اور پھر بھٹائی اسپتال پہنچ گئے ہمیں کیا معلوم تھا کہ ہم ان کو اسپتال میں تلاش کر رہے ہوں گے اور ان کا لاشہ خون آلودہ گھر پر بھی پہنچ چکا ہو گا۔ ہمیں تو قدرت نے یتیم کیا تھا لیکن بھائی کے چاروں بچوں کو انسانیت کے

باقی صفحہ ۵۰ پر

ٹی وی تبصرہ



ٹی وی عوام کا کب ہے؟ یہ تو سرکار کا غلام ہے

کالم کی ابتدا کرنے کے لیے ہر بار کالم نویس کو کسی نئی خبر یا بات کی تلاش کرتا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو لطف آئے لیکن ہمارے ملک اور خصوصاً صوبہ سندھ کے حالات کچھ اس قسم کے ہیں کہ چند ہفتے یا مہینے کے بعد کالم ان باتوں سے شروع ہوتا ہے کہ جو اس سے قبل بھی کئی بار شروع ہو چکی ہوتی ہیں۔ جی ہاں دہشت گردی، ظلم بربریت کی داستان اس بار پھر ہمارے کالم کے ابتدائیے کا حصہ ہے۔ اسی کے بیچ میں جو تباہی خونریزی اور دہشت گردی کے بعد ملکی افواج اور رینجرز کی تعیناتی کی گئی تھی جگہ جگہ مورچے بنے قانون نافذ کرنے والے اداروں کا مسلسل گشت صورت حال کو پوری طرح تو نہیں پھر بھی کچھ امن امان کی صورت حال میں کنٹرول کیا تھا، رفتہ رفتہ حالات زندگی معمول پر آ رہے تھے۔ گو ڈاکے اغوا، چوری کی وارداتیں جاری تھیں لیکن پھر بھی لوگوں کو جلاؤ گھیراؤ، پتھراؤ، فائرنگ کے واقعات سے کچھ نجات ملی تھی۔ قدم قدم پر بنے ہوئے مورچے عوام کو تحفظ کا تھوڑا بہت احساس دلاتے تھے، لیکن گزشتہ ہفتہ حیدرآباد کے بازاروں اور ٹرین میں ہونے والے بم کے دھماکوں نے عوام کے اس ذرا سے اطمینان کو بھی ختم کر دیا۔

چنانچہ اس واقعہ کے بعد بڑی مشکل سے [illegible] صورت زندگی نے قدم جمانا شروع کیا تھا دہشت گردوں نے ایک بار پھر یہاں آگ اور خون کی ہولی کھیلی ایک ساتھ ہونے والے بم کے دھماکوں نے معصوم شہریوں کو بلا تخصیص نشانہ بنایا۔ ایک طرف بازاروں میں بم پھٹ رہے تھے تو دوسری طرف مسافروں کو ان کی منزل مقصود پر پہنچانے والی ٹرین میں بم پھٹا

شاہنہ لاری

نے مسافروں کو آخری منزل پر پہنچا دیا۔ ظلم و بربریت کی یہ داستان اتنی بار دہرائی جا چکی ہے کہ اب ہمیں بھی ایسی خبروں میں سیاست دانوں اور حکومتی ستونوں کے بیانات محسوس ہونے لگتے ہیں کہ ادھر کوئی واقعہ ہوا اور ہم نے پہلے ہی لکھ رکھا ہے۔

طرز انتظامیہ اور وزارتوں کے منصب سنبھالنے والوں نے بھی وہی اسٹیریو ٹائپ بیان کہ دہشت گردوں کو کچل دیا جائے گا، ان سے آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے گا اور جرم کرنے والوں کے پیچھے بیرونی ہاتھ شریک ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

بھلا ان باتوں سے کسی کے گھر کا چراغ جلتا ہے یا کسی بچھڑنے والے کی واپسی ہو سکتی ہے بے گناہ معذور ہو جاتے ہیں، جانیں جاتی ہیں ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، مٹ جاتے ہیں، لیکن بیانات دینے والے عملی اقدامات سے بے پروا ہو جاتے ہیں۔ بہرے پن سا لگنے لگتا ہے [illegible] کا دور چلتا ہے۔ جس کی چال بے ڈھنگی ہی رہتی ہے، کتنا ہی بڑا واقعہ کیوں نہ ہو جائے اس پر اثر نہیں ہوتا۔ حیدرآباد میں دھماکوں پر ساتھ ہوا لیکن جب شام کو ٹی وی کی خبریں آ رہی تھیں تو ہمیں یوں لگا جیسے ہمارا ٹی وی کراچی میں چند افراد سے معلوم ہوتا ہے کہ حیدرآباد میں بم کے دھماکے ہوتے ہیں۔" ملاحظہ فرمایا آپ نے کراچی سے حیدرآباد کا فاصلہ ہی کتنا ہے، لیکن فوری طور خبر [illegible] کو حیدرآباد کسی ذریعے سے معلومات حاصل کرنے میں دشواری کا سامنا ہوتا ہے اور وہ کراچی کے بم کے کسی ذریعے سے خبر [illegible] کے ساتھ اپنا فرض پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے پھر صوبے میں تمام دکھ کی فضا ہے، مگر رات کو ٹی وی پر [illegible] پروگرام [illegible] ہوتے ہیں حالانکہ ٹی وی [illegible] تو تھا اتنے لوگوں کا مر جانا، معذور ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں ہے لیکن [illegible] ہمارا [illegible] بن چکا ہے [illegible] پروگرام نہیں [illegible]

کتنا ہی بڑا واقعہ کیوں نہ ہو جائے، ٹی وی کی چال بے ڈھنگی ہی رہتی ہے!

ہمارے ہاتھ میں سوائے قلم کے کچھ نہیں اور قلم بہرحال کلاشنکوف نہیں جس کے زور پر ہم کسی سے کوئی بات منوا سکیں

جا سکتے تھے تو کم از کم کراچی سینٹر سے تو ان پروگراموں کو ٹیلی کاسٹ نہیں کیا جاتا، لیکن بات پھر وہی ہے کہ پی ٹی وی تو عوام کا کب ہے، جو عوام کے دکھ درد کو سمجھے یا ان کے غم میں شریک ہو، یہ تو "سرکار کا غلام" ہے اس کی نکیل بھی انہی کے ہاتھ میں ہے وہ جس طرف چاہیں، جیسے چاہیں ان کا رخ بدلتے رہتے ہیں تو جب عوام کے ووٹوں سے برسر اقتدار آنے والی حکومت خود ہی عوام کے دکھ درد اور تکالیف سے بے خبر رہتی ہے تو پھر اسکے بے معنی ٹیلی وژن کے ارباب اقتدار کو کیا پڑی ہے کہ وہ عوام سے اپنی محبت کا اظہار کریں، آخر عوام کسی کا کیا بگاڑ سکتے ہیں وہ تو بے بس ہو چکے ہیں، پے در پے ہونے والے سانحات نے ان کے پیاروں کو ان سے جدا کر کے ان کی کمر توڑ دی ہے، وہ صرف آسمان کی طرف دیکھ کر سوالیہ انداز میں ہی شکوہ کر کے رہ جاتے ہیں کہ آخر یہ سب کچھ کب تک ہوگا، ہم بھی ان کے ساتھ ہیں اور تسلی کے دو بول لکھ کر اپنا فرض پورا کرتے جاتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں سوائے قلم کے کچھ نہیں اور قلم بہر حال کلاشنکوف نہیں جس کے زور پر ہم کسی سے کوئی بات منوا سکیں اللہ تعالیٰ ہم سب کے حال پر رحم کرے۔

نئی نسل ذرائع ابلاغ کے منفی رویئے کا برا اثر قبول کر رہی ہے نظمیں رہیں تو وہ قومی یکجہتی اور ملک سے محبت کے درس سے عاری، سوائے مار دھاڑ اور لوٹ مار کے ان کی کہانیوں میں کچھ نہیں ہوتا۔ وطن و قوم کی محبت سے زیادہ فلم ساز روپیہ کو اہمیت دیتے ہیں، اسلئے کہ پیسہ ہی اسکا دین ایمان بن چکا ہے۔ پی ٹی وی والے سوائے حکومت کے قصیدوں کے اور کوئی بات کرتے نظر نہیں آتے موسیقی کے پروگرام ہیں تو وہ بھی اچھل کود پر مبنی ہیں، اشتہارات میں جس طرح خواتین کا مضحکہ اڑایا جا رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے تو پھر ایسے میں ہم نئی نسل سے توقع کریں کہ وہ ملک سے محبت کرے، عوام سے محبت کرے، علم حاصل کرے اور قومی ترقی میں اپنا کردار ادا کرے، ہے نا عجیب بات، ہم جو بوئیں گے وہی کل کاٹیں گے اور کل بھی کوئی دور نہیں لیکن ایک بات یہ بھی درست ہے کہ واپسی کا در ہمیشہ کھلا ہوا ہوتا ہے اب بھی اگر ہم سب سیاسی منافرتوں، طبقاتی فرق کو بھلا کر پھر ایک جان ہو جائیں، ایک دوسرے کے حقوق کا خیال کرنے لگیں ملک اور مذہب سے محبت کرنے لگیں تو پھر ساری مصیبتیں بھی رفتہ رفتہ دور ہو جائیں گی اور لوگ ایک بار پھر مل جل کر امن و چین کی زندگی بسر کرنے لگیں گے لیکن یہ ساری باتیں محض ایک خواب نظر آتی ہیں، ہے کوئی جو اس خواب کو تعبیر دے؟

ٹیلی ویژن آجکل مسلسل نشر مکرر پر چل رہا ہے۔ یوں بھی اب محرم الحرام کی آمد ہے انہیں ویسے ہی سارے تفریحی پروگرام روک دینے جاتے ہیں امید ہے کہ عاشورہ کے بعد شاید نئے پروگراموں کا سلسلہ شروع ہو اسلئے کہ نئی سہ ماہی تو کب کی شروع ہو چکی ہے بلکہ اس کا ایک مہینہ بھی ختم ہو چلا۔ پی ٹی وی کے اس رویئے کی بناء پر پی ٹی وی کے دوسرے چینل کی خبروں نے ناظرین میں بڑا ذوق و شوق پیدا کر دیا ہے اور وہ بے چینی سے اس کی نشریات کا انتظار کر رہے ہیں اسلام آباد والے تو ان نشریات کے مزے لوٹ رہے ہیں دیگر شہروں کے لوگ بھی منتظر ہیں، سنا ہے کہ دوسرے چینل کی نشریات چوبیس گھنٹے جاری رہیں گی۔ اس خبر سے ویڈیو کا کاروبار کرنے والے بہت پریشان ہیں کہ پھر ان کے کاروبار کا کیا ہوگا لوگ تو پی ٹی وی کی نشریات دیکھیں گے پھر ایک مسئلہ اور ہے کہ پھر دفاتر اور تعلیمی اداروں کی حاضری بھی متاثر ہوگی لیکن یہ سب تو بعد کی باتیں ہیں پہلے یہ چینل پوری طرح کام کرنا تو شروع کرے۔ یوں بھی شروع شروع میں تو اپنا پہلا چینل بھی ٹھیک ٹھاک ہی تھا۔ بات تو "معیار کو برقرار رکھنے کی ہے"۔

"احوال" نے

پاکیزہ صحافت کی تاریخ رقم کی

مکتوب: ایڈیٹر "احوال"

قومی تاریخ کے اس پر آشوب دور میں "احوال" نے قارئین کے ساتھ ساتھ رہا ہے جب کبھی ہم نے خود کو پریشان و مضطرب پایا۔ "احوال" نے ہماری پوری سچائی اور صداقت کے ساتھ رہنمائی کی ہمیشہ طوفان سے سنبھالا دیا۔ "احوال" نے ہمیشہ حقائق کو واضح کیا، اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کے چہروں سے نقاب اٹھا کر اپنے قارئین کو ان کے مکروہ عزائم سے باخبر کیا۔ قومی حمیت اور تشخص پر ضرب کاری لگانے والے بے ضمیر لالچی قلم کے سوداگروں اور مذہب کا لبادہ اوڑھ کر قوم کو گمراہیوں اور اندھیروں کے گرداب میں پھنسانے والے سیاسی شعبدہ بازوں کے اصل روپ کو قوم کے سامنے پیش کر کے ایک حقیقی قلم کار کی ادائیگی، بے حیائی، فحاشی اور دیگر معاشرہ میں پھیلی ہوئی زہریلی برائیوں کے خلاف "احوال" کو ہم نے جہاد کرتے دیکھا ہے۔ اخلاق یافتہ رسائل و جرائد کے مقابلے میں اس رسالے نے مختصر سی مدت میں صحافت کی دنیا میں اپنا با اخلاق اصولی کردار متعین کیا آج جب کہ ملک کے بڑے بڑے اخبارات رسائل و جرائد نسل پرست دہشت گردوں کے خوف اور ڈر سے حقیقت حال لکھنے سے کتراتے نظر آتے ہیں۔ آپ کا احوال پوری بے خوفی سے اپنا صحافتی کردار ادا کرتا ہے۔

یہ اٹل حقیقت ہے کہ "احوال" نے عوام میں اپنی انفرادیت کو برقرار رکھا ہے۔ اور کسی دباؤ اور دھمکی کی پرواہ کئے بغیر قومی امور کی سچی تصویر کشی و منظر کشی کی ہے۔ "احوال" نے ایک سال کے قلیل عرصہ میں پاکیزہ صحافت کی تاریخ رقم کی ہے۔ "احوال" نے فحش تجارت کے رجحان کو بری طرح رد کیا ہے۔ معاصرین میں "احوال" کے سوا اور کوئی رسالہ یا جریدہ ہمارے معیار پہ پورا نہیں اترتا۔ "احوال" میں دینی مذہبی معلوماتی مضامین کے ساتھ ساتھ روز و شب کے سیاسی حالات نت نئے واقعات عالمی سیاسی جائزہ رپورٹ اور حقیقت پسندانہ سیاسی تبصرے اور بے لاگ تحریروں کی اشاعت ہوتی ہے۔ جب کہ اس کے برعکس آج ملکی رسائل و جرائد میں بے پناہ جھوٹے لغو اور من گھڑت پروپیگنڈے اور اخلاق باختہ مضامین ملیں گے، جسے گھر لے جانے کے بعد ماں، بہن بیٹی اور گھر کے افراد خانہ کے سامنے شرمندگی و ندامت اٹھانا پڑتی ہے۔

ہم ہفت روزہ "احوال" کے مدیر اور عملے کو اتنا اچھا معیار برقرار رکھنے پر مبارک باد دیتے ہیں اور "احوال" کی مزید ترقی کے لئے دعا کرتے ہیں۔

فقط

شیخ محمد اسلم عباسی اور ساتھی۔ لانڈھی۔ کراچی

رنگ احوال

ایم اے ساجد

فرمان خلفائے راشدین

مرسلہ ــــــــــــــــــــ محمد اقبال اظہر

• ہمیشہ حفاظت اللہ کا نام لیا کرو، وہ تمہیں شکست اور بلا سے محفوظ رکھے گا۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

• جو شخص میرے عیب بتاتا ہے۔ وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے ــــــ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ)

• انسان کو ہر حال میں صبر سے کام لینا چاہیئے ورنہ ندامت کا سامنا ہوگا۔ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ)

• جب کسی برتن (انسانی سینے) میں جس قدر علم ڈالتے جاؤ وہ اتنا پھیلتا جاتا ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

سات آدمی

محمد حسن رضا گوندل
منڈی بہاؤالدین

سات آدمی خود ذلیل ہوتے ہیں بن بلائے دعوت میں جانے والا، میزبان پر حکم چلانے والا۔ دشمن سے نیکی کی امید رکھنے والا، کمینوں سے احسان کی توقع رکھنے والا، دو آدمیوں کے راز میں دخل دینے والا، ایسی جگہ بیٹھنے والا جہاں کا وہ اہل نہیں، ایسا بولنے والا جس کی بات ناپسند کی جا رہی ہو۔

حقوق العباد

مرسلہ، محمد نعیم نورانی حیدرآباد

حقوق العباد کے معنی بندوں کے حقوق ہیں حقوق العباد کے متعلق سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث ہیں جن میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

والدین کے متعلق

ایک صحابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــ "تمہاری ماں ہے؟" انہوں نے کہا "ہاں ہے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم "تو اس کی خدمت کرو کیونکہ جنت انہی کے پاس ہے"

اولاد کے متعلق

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، باپ اپنی اولاد کو اس سے بہتر کوئی چیز نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم دے۔

پڑوسیوں کے متعلق

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابوذر رض! جب تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کرو اور پڑوسیوں کی خبرگیری کرو"

اکبر اعظم

عرفان الحق
فیڈرل بی ایریا کراچی

اکبر خاندان مغلیہ کا تیسرا جانشین اور مغلیہ سلطنت کو دور دور تک پھیلانے والا حکمران تھا۔ وہ ۱۵۵۶ء میں عمر کوٹ (سندھ) میں پیدا ہوا۔ ۱۴ سال کی عمر میں ہمایوں کی وفات کے بعد اکبر تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد حکومت میں ہر شخص کو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت تھی مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ بھی اس نے رواداری کا سلوک کیا۔ اس کی سلطنت کی حدیں سلسلۂ ہندوکش سے گوداری اور بنگال سے گجرات تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ عظیم بادشاہ تھا اس کو مغل اعظم کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

ٹیلیفون

پبلک ٹیلی فون بوتھ میں ایک صاحب دیر سے چونگا کان سے لگائے چپ کھڑے تھے۔ باری کا انتظار کرتے ہوئے ایک آدمی نے ان سے کہا، "معاف کیجئے مجھے ذرا جلدی ہے۔ آپ بیس منٹ سے ٹیلیفون ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور خاموش ہیں۔ ان صاحب نے جواب دیا "میں اپنی بیوی سے بات کر رہا ہوں"۔

سامن مچھلی

حافظ احسان الٰہی کانجی

سامن مچھلی ایک حیرت انگیز مچھلی ہے۔ یہ اگر کسی ندی میں پیدا ہو تو جوان ہونے کے بعد پہلے دریا میں چلی جاتی ہے۔ اور پھر وہاں سے سمندر میں چلی جاتی ہے وہاں مدتوں رہتی ہے اور جب اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کی موت قریب آگئی ہے تو وہ واپس چل پڑتی ہے۔ سمندر سے دریا۔ دریا سے ہوتی ہوئی ندی کے اس مقام پر جا رکتی ہے جہاں وہ پیدا ہوئی تھی۔ اگر دوران سفر غلطی سے کسی دوسری ندی کی طرف مڑ جائے تو اسے فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے اور وہ واپس آ جاتی ہے۔ یہ مچھلی اپنے راستے کی تلاش کس طرح کرتی ہے۔ یہ راز علم حیاتیات کا ایک پراسرار مسئلہ ہے۔



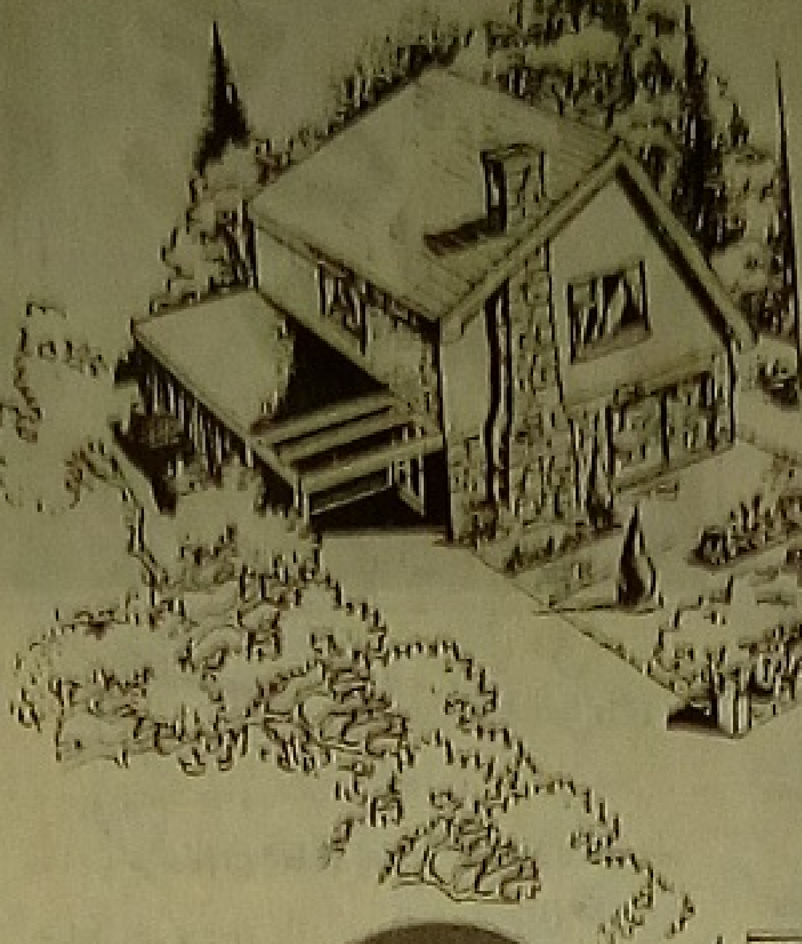
ہمایوں توفیق ۲۵ جولائی کو اپنی چوتھی سالگرہ کے موقع پر۔

احوال آنگن

خواتین نے اپنے اس صفحہ "احوال خانہ" کو جس طرح پسند کیا اور اپنے مشورے دیئے ہیں اس خلوص کے ہم بڑے شکر گزار ہیں۔ گھریلو اور معاشرتی مضامین کے علاوہ چھوٹی چھوٹی تحریروں کا باقاعدہ سلسلہ "انتخاب" شروع کر رہے ہیں جس کے لیے بہنوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنی پسند کے اشعار، ڈائری کے اوراق، لطائف، اقوال زریں اور دوسری اس طرح کی تحریروں کا انتخاب کرکے ہمیں ارسال کریں ہم بخوشی آپ کی تحریروں کو اس صفحہ کی زینت بنائیں گے۔

اس مرتبہ بہن زبیدہ عبدالصمد نے اعتراض کیا کہ صفحہ پر ایک نام سے تین تحریریں کیوں شامل کی گئی ہیں؟ تو بہن عرض ہے کہ اس وقت احوال خانہ ابھی نیا نیا شروع ہوا تھا۔ لہٰذا تحریریں کم ہونے کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔ آپ کے باقی مشورے بھی نوٹ کر لیے گئے ہیں ——— (انچارج احوال خانہ)

۶۱۲ - یونی شاپنگ سینٹر صدر ——— کراچی



حاصلِ مطالعہ

پیار تم اس کو دو کہ جس کے پاس مرہم ہو، دل تمہارا زخم کرنے کی بجائے اس پر مرہم لگائے نہ کہ تمہارے زخموں پر نمک چھڑکے اور پیار تم اسے دو جو پیار کے بدلے پیار دے۔ ایسے لوگ کہاں ہیں کہ ان کے پاس ... ایسا کرنے والا ... دل ... جو تمہارا دل دکھائے اور پیار ... رنج ہو اور وہ نمک ملانے کی بجائے تمہارے ساتھ ... سے گزر جائیں۔

کسی کو خوشی نہ دے سکو تو اسے تکلیف پہنچانے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔

مرسلہ: ایف۔ اے۔ سیمیں پاڑہ لائل

احوال خانہ — انچارج: ا... — خواتین کا صفحہ

ضِد

تحریر: زبیدہ عبدالصمد
دہلی کالونی۔ کراچی

اپنی کسی بات میں اس طرح اڑا رہنا کہ کوئی لاکھ سمجھائے مگر کسی کی بات اور سفارش قبول نہ کرنا اس بُری خصلت کا نام ضد ہے یہ اس قدر خراب اور نقصان دہ عادت ہے کہ آدمی کی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کر ڈالتی ہے ایسے آدمی کو دنیا میں سب لوگ ضدی اور ہٹ دھرم کہنے لگتے ہیں۔ اور کوئی بھی اس کو منہ لگانے اور اس سے بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا یہی وہ خبیث عادت تھی جس نے ابوجہل کو جہنم میں دھکیل دیا کہ جانتے ہوئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں نے اس کو لاکھوں مرتبہ سمجھایا اور اس نے شق القمر اور کنکریوں کے کلمہ پڑھنے کا معجزہ بھی دیکھ لیا مگر پھر بھی اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اور ایمان نہیں لایا فرمان حدیث میں یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ اپنے بزرگوں اور مخلص دوستوں کا مشورہ ضرور مان لے اور مسلمانوں کی جائز سفارشوں کو قبول کرکے اپنی رائے اور اپنی بات کو چھوڑ دے اور حق ظاہر ہو جانے کے بعد ہرگز ہرگز اپنی رائے اور اپنی بات پر ضد کر کے اڑا نہ رہے بہت سے آدمی خاص طور سے عورتیں اس بری عادت میں مبتلا ہیں خدا کے لئے ان سب کو چاہیے کہ اس بری عادت کو چھوڑ کر دونوں جہان کی سعادتوں سے سرفراز ہوں۔

والدین اپنی ذمہ داریاں نہیں نبھا رہے ہیں

شمس الحسن سہروردی

دنیا میں بچہ جب قدم رکھتا ہے تو وہ فطری طور پر مسلمان ہوتا ہے کیونکہ جب عالم ارواح میں اس سے پوچھا گیا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (تمہارا رب کون ہے) تو اس نے جواب میں کہا قَالُوْا بَلٰی (تو ہی ہمارا رب ہے) لیکن دنیا میں آکر جو کچھ ماحول میں دیکھتا ہے اسے اپنا لیتا ہے۔ مسلمان کے گھر پیدا ہو تو ماحول کے مطابق مسلمان ہوتا ہے اور اگر عیسائی، یہودی، نصرانی یا ہندو کے گھر پیدا ہو تو ماحول کے مطابق وہ وہی مذہب اپناتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم اپنے نوزائیدہ بچوں کو کیا ماحول دیتے ہیں جب بچہ سمجھدار ہوتا ہے تو اپنے ماحول کا جائزہ لیتا ہے۔ مسلمان ہونے کے باوجود تو وہ باپ کو نماز پڑھتے دیکھتا ہے نہ ماں کو اور نہ ہی ماں باپ یہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ بھلائی کیا ہے؟ برائی کیا ہے؟ اچھائی کیا ہے؟ آخرت کیا ہے؟ محشر کیا ہے؟ دنیا کیا ہے؟ آخرت کیا ہے؟ زندگی کیا ہے؟ موت کیا ہے؟ پہلے زمانہ میں دادا دادی بچوں کو جمع کرتے تھے اور بتایا کرتے تھے کہ اگر تم بہت اچھے ہو گے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے کہانیاں سنایا کرتے تھے اور اس طرح سے انہیں دینی معلومات فراہم کرتے تھے۔ اور خود مسجد جاتے تھے اور بچوں کو ساتھ لے جاتے تھے لیکن اب والدین اپنی اپنی ذمہ داریاں نہیں نبھا رہے ہیں۔ نہ تو اسلامی ثقافت اب آگے منتقل ہو رہی ہے اور نہ اچھا ماحول فراہم ہو رہا ہے دینی ماحول بچے کو صحیح مسلمان بنانے میں بڑا مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے جب والدین بچوں کے حقوق ادا کریں۔ یعنی جب وہ بولنے لگے تو پہلے "اللہ" کا نام بولنا سکھائیں اسے سات سال کی عمر تک نماز سکھا دیں۔ قرآن پاک کی تعلیم دلائیں اچھائی اور برائی میں فرق اور عذاب و ثواب اور دنیا و آخرت کے بارے میں بتائیں اور اس کے سامنے خود بھی عملی نمونہ پیش کریں۔ اور اس طرح سے بچے کی بنیادیں مضبوط کرنے کے بعد دنیاوی تعلیم سے آراستہ کریں تو وہ بڑا ہو کر اپنے فرائض دیانت داری سے انجام دے گا اور والدین کے ساتھ ساتھ اسلام اور ملک و ملت کے لئے ایک پھلدار درخت ثابت ہوگا جس کے سائے میں وہ آرام کر سکیں گے۔

کدو کے فوائد

حضرت [illegible] سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کدو کو [illegible] کیونکہ یہ دماغ کو [illegible]" [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کدو [illegible] کھایا کرو [illegible] کیونکہ یہ [illegible] ہے۔

[illegible] کدو [illegible] استعمال کرتے ہیں۔ [illegible] کراچی۔

نئی لغت

[illegible]

تحریر: [illegible] کراچی

چھوارا ایک مفید غذا

مجسم سبحانی

چھوارا ایک مشہور پھل ہے جس کا نام سنتے ہی لوگوں کے ذہن میں شادی کا تصور ابھر آتا ہے کیونکہ نکاح کے بعد چھوارے تقسیم کیے جاتے ہیں۔ [illegible] ہمارے رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو [illegible] ہونے کا شرف حاصل ہے۔ [illegible] مسلمان اطباء نے اسے دل کی کمزوری، قبض اور بدن کی سستی دور کرنے والا بہترین پھل ثابت کیا ہے۔ ہمارے بدن کی مشین کو چلانے کے لئے [illegible] ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بدنی حرارت پیدا کرنے کے لئے چھوارا اور کھجور کو پھلوں کا بادشاہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ ایک پاؤ خرما (کھجور) میں دو چپاتیوں کے برابر غذائیت حاصل ہو سکتی ہے۔ معدہ اسے دو گھنٹوں میں ہضم کر لیتا ہے۔ آدھا چھٹانک چھواروں اور کھجوروں میں اتنی حرارت [illegible] جتنی مقدار سارے پھلوں کو کھانے کے بعد ملتی ہے۔ آج کل گیس کا مرض عام ہو گیا ہے۔ مریضوں کے لئے دو سے سات تک چھوارے رات کو ایک چھٹانک پانی میں بھگو کر رکھ دیں۔ صبح چھوارے اور پانی ملا کر صرف دودھ یا چائے کے استعمال کرنے سے فائدہ ہوگا۔ بوڑھے اور کمزور دانتوں والے مریضوں کو چھوارے اور پانی یا دودھ میں ایک جوش دے کر نرم چھوارے دودھ یا چائے کے ساتھ صبح ناشتہ میں استعمال کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

گیس کی زیادتی اور منہ سے بدبو آنے کی صورت میں چھواروں کے ساتھ چھوٹی الائچی [illegible] ملا کر کھائیں۔

بعض عورتوں کو لیکوریا میں تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس صورت میں پانچ سات کھجوریں یا چھوارے دودھ میں جوش دے کر کھائیں۔

جب دن بھر کام کرنے سے بدن تھک جائے اعصاب سخت ہو جائیں کمر درد کرنے لگے تو اس وقت آدھا پاؤ کھجوروں یا پانچ سات چھوارے کھا کر پانی پی لیا جائے تو بدن میں غذائیت شامل ہو جائے اور سستی بھی دور ہو جائے گی۔ [illegible] بہتر ہے کھجور کھایا کریں۔

بعض مرد اور عورتیں [illegible] ٹھنڈے پانی سے کانپنے لگتے ہیں [illegible] ذرا سی سخت سردی کی تاب [illegible] ان کا بدن بے قابو ہو جاتا ہے۔ ایسے مریض چھواروں کے ساتھ [illegible] کر پانی کے ساتھ یا دودھ میں جوش دے کر روزانہ استعمال کرے [illegible] فائدہ ہوگا۔

جب معدہ خراب ہو اور بھوک کم لگے تو چھوارے ایک پاؤ آدھا سیر لیموں کے پانی میں تین دن بھگو کر کھانے والا نمک سوا تولہ اور سیاہ مرچ سیاہ زیرہ، دارچینی اور بڑی الائچی [illegible] آدھا آدھا تولہ پیس کر ملا کر اچار بنا لیں یہ چھواروں کا اچار ایک سے تین دانے تک کھانے سے بھوک کھل جاتی ہے۔

پاکستان اور عرب کی سرزمین کو قدرت نے اس [illegible] غذائیت سے بھرپور میوے سے مالا مال کیا ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اس سے پورا فائدہ اٹھائیں۔

شربت اور اسکواش بنانے کے طریقے

شہناز بھٹی

فالسے کا شربت

اجزاء: فالسے ایک کلو۔ چینی ڈیڑھ کلو، عرق گلاب آدھی بوتل، کھانے والا میٹھا۔ جامنی رنگ ایک چٹکی۔

ترکیب: فالسے اچھی طرح دھو کر ان کو کونڈی میں ڈال کر پیس لیں اور پھر کسی باریک کپڑے میں ڈال کر چھان لیں۔ پھر فالسے کا عرق علیحدہ رکھ لیں۔ اب چینی کو عرق گلاب میں ڈال کر پکائیں اور ایک دو جوش آنے کے بعد فالسے کا رس اس میں ڈال دیں اور پکنے دیں۔ جیسے جیسے اس پر میل آ جائے چمچے سے اتارتے جائیں اور جب میل ختم ہو جائے تو اس میں رنگ کو پانی میں گھول کر ڈال دیں بعد ایک دو جوش آنے پر اتار لیں۔ ٹھنڈا ہونے پر خشک کر کے بوتلوں میں بھر لیں۔

آم کا اسکواش

اجزاء: آم چوسنے والے رس دار سات کلو، چینی ایک کلو۔ ٹارٹرک ایسڈ ایک اونس۔ پوٹاشیم میٹا بائی سلفائٹ دس گرین۔ پیلا رنگ ایک تولہ۔ پانی ایک لیٹر۔

ترکیب: پہلے آموں کو اچھی طرح دھو لیں اور برتن کو بھی اچھی طرح صابن سے دھو کر صاف کر لیں۔ آموں کا رس نکال لیں اور اس کو باریک کپڑے میں چھان کر چینی کے تسلے میں ڈھانپ کر رکھ دیں۔ اب اس میں چینی ڈال کر بڑے چمچے سے حل کر لیں۔ خوب حل کرنے کے بعد اس میں ٹارٹرک ایسڈ ڈال دیں اور اس کو بھی خوب ملائیں۔ اگر ٹھیک سے حل نہیں ہوا تو ہلکی آنچ پر رکھ دیں۔ حل ہونے کے بعد کپڑے میں چھان لیں اور ٹھنڈا ہونے دیں۔ جب یہ ٹھنڈا ہو جائے تو اس میں رس ملا دیں اور ساتھ ہی پوٹاشیم میٹا بائی سلفائٹ ملا دیں اور رنگ کو پانی میں گھول کر ساتھ ہی شامل کر دیں۔ ان سب کو بڑے چمچے سے اتنا ہلائیں کہ سب یکجا ہو جائے اب اس کو بوتلوں میں بھر لیں۔

شربت آلو بخارا

اجزاء: آلو بخارا ایک کلو، چینی ڈیڑھ کلو، آلو بخارے کا ایسنس ایک چمچی۔ پانی ایک لیٹر۔

ترکیب: آلو بخارے کو پانی میں دھو کر ڈال دیں اور پکنے کے لئے رکھ دیں۔ دو چار جوش آنے کے بعد اتار لیں تاکہ گٹھلی اور چھلکا علیحدہ ہو جائے۔ اب رس میں چینی ڈال کر پکنے کے لئے رکھ دیں۔ جب ایک تار شربت ہو جائے تو اس میں ایسنس ڈال دیں اور اگر پسند کریں تو ذرا سا زرد رنگ خوردنی بھی ڈال دیں۔ پھر اتار کر ٹھنڈا ہونے دیں اور بوتلوں کو خشک کر کے بھر لیں۔

بقیہ : سنگاپور

پر ایسا اثر ہوا کہ اسی وقت علی روس الاشہاد کلمہ پڑھا کسبت سے توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے کسی وقت ایک قادیانی مرزائی بھی تائب ہو کر اسلامی برادری میں شامل ہوا۔

اگرچہ مولانا کو اپنی والدہ کی وفات کی اطلاع میرٹھ سے حال ہی میں موصول ہوئی۔ مگر وہ خدمت دین کے لئے کمربستہ رہے اور ایک پادری سے مناظرہ کرنے کے لئے عازم ہانگ کانگ ہو گئے۔ ملک کون دکان مولانا موصوف کا محمد معاون رہے۔ آمین ثم آمین۔

(نامہ نگار) سنگاپور ۔ ۶ مئی

الفقیہ کے تاریخی ریکارڈ سے ایک رپورٹ۔

الفقیہ امرتسر بابت ۲۸ مئی ۱۹۳۱ء —

شمولہ ذخیرہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔ مخزونہ

پنجاب یونیورسٹی لائبریری ۔ لاہور۔

المرسل :۔ میاں زبیر احمد قادری

بقیہ : شاہ فہد

اسی طرح مضبوط نہ ہو جائے جس طرح دولت میں مضبوط ہے اس لئے شاہ فہد کو ایک چیلنج کا سامنا ہے سعودی عرب ایک فیاض اور تعاون کرنے والی قوم ہے یہ توسیع پسند قوم نہیں ہے۔

شاہ فہد کو جو لوگ ذاتی طور پر جانتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ وہ ایک رحمدل انسان ہیں پچھلے سال طائف میں ایک کانفرنس کی میزبانی کرنے کا ان کا فیصلہ جس میں لبنان کی پارلیمنٹ نے آخرکار اصلاحات کرنے اور صدر کا انتخاب کرانا منظور کر لیا۔ بلاشبہ ایک نیک کام تھا جس کی وجہ سے بیروت میں کچھ امن کی فضا قائم ہوئی مکہ معظمہ کا حالیہ سانحہ بہرحال اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ سعودیوں کو اپنی بقا کے لئے مزید کچھ کرنا پڑے گا۔ اس حادثے سے پتہ چلا ہے کہ ان کا بادشاہ بھی ملامت اور سرزنش سے بالاتر نہیں ہے۔ اس کو دولت کے بجائے سیاسی دیانتداری سے عزت حاصل کرنا ہوگی وہ اگر نکتہ چینی سے خوفزدہ ہو سکتا ہے تو پھر مستقبل سے بھی خوفزدہ ہے

بقیہ : آزاد کشمیر

تھے، اب اعلان ہوا ہے کہ وزیر اعظم آزاد کشمیر کی حیثیت سے ممتاز راٹھور نے حلف اٹھا لیا ہے، ہم پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنماؤں کے سامنے دست سوال دراز کر رہے ہیں کہ اب ہمارا کیا ہوگا، ہمیں کون پناہ دے گا، ہمارے مقتولوں کا حساب کون دے گا، پسماندگان کو کون تسلی دے گا۔ پورا علاقہ خوف و ہراست میں گھرا ہوا ہے لوگوں کے مکانوں و دکانوں کو آگ لگائی جا رہی ہے مقامی مظلوم آبادی جنگلوں میں پناہ لے رہی ہے فیصلہ کرنے والے قاتل خود قرار پائے ہیں، قاتلوں کی حکومت بن گئی ہے، مظلوموں کی آہ و پکار آسمان چیر رہی ہے، مگر اس طرف کوئی بھی متوجہ نہیں ہے، پورا علاقہ کربلا بنا ہوا ہے اتنا ذرائع ابلاغ کو صحیح صورتحال سے بے خبر رکھا گیا ہے اور ان آٹھ افراد کا قتل محض پولنگ کے دوران جھگڑا قرار دیا گیا ہے کہ اس طرح کے کیس اکثر ہوتے رہتے ہیں حالانکہ ایک منصوبہ ایک پلان تیار کر کے ان لوگوں کو ہلاک کیا گیا ہے کہ آئندہ کوئی بھی فرد راٹھور صاحب کے مقابلے میں الیکشن لڑنے کی ہمت نہ کر سکے، پیپلز پارٹی نے بڑے فخر سے اعلان کیا ہے کہ عوام نے ان پر اعتماد کیا ہے جبکہ مسلم کانفرنس والے بھی دعوے کر رہے ہیں کہ عوام نے ان پر اعتماد کیا ہے، عوام نے کسی پر اعتماد نہیں کیا، ان کو اپنی مرضی استعمال کرنے کا کسی جگہ بھی موقع نہیں دیا گیا، جس کی لاٹھی اس کی بھینس کی مانند اپنی مرضی سے سیاستدانوں نے عوام کو ظلم و جبر سے مجبور کر کے اور انکی عدم موجودگی میں ان کے ووٹ پول کر کے اپنے آپ کو کامیاب کرایا حلقہ ۲ ایل اے پونچھ میں ایک گورنر پنجاب جنرل ریٹائرڈ ٹکا خان صاحب فرزند ارجمند نے قدم رنجہ فرما کر اپنی مرضی کا آدمی کامیاب کروالیا، یہی حال دوسری جگہوں کا بھی ہوا ہے۔

بقیہ : استغفار

گرفت سے کوئی نہیں بچا سکتا، حضرت امام محمدؒ ضامن نظامی صاحب زید مجدہٗ نے محفل ذکر ختم شریف خواجگان اور فاتحہ خوانی ایصال ثواب کا اہتمام فرمایا۔ امت مسلمہ کے اصلاح احوال، مغفرت، رحم کے لئے خصوصی دعا کا اہتمام کیا گیا۔

پوری انسانیت کے لئے تمام بیماروں، پریشان حال، مصیبت زدہ، ہر قسم کے حاجت مندوں کے لئے دعا کی گئی، تمام مرحومین کی مغفرت بلندی درجات اور پس ماندگان کی دادرسی، دستگیری کیلئے التجا مناجات کی گئی موجودہ حالات سے نجات، امن، سلامتی، حفاظت کی دعا کے ساتھ درود صلوٰۃ وسلام کی فضیلت برکات پر اور صلوٰۃ تنجینا اور دعائے اسم اعظم دعائے فلاح دارین، اتفاق اتحاد پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبۂ مبارک، انسانیت کے منشور اعظم خطبۂ رحمت اللعالمین کے تراجم تقسیم کئے گئے، سب کے لئے دعوت غور و فکر ہے۔

بقیہ : حیدر آباد

قاتل درندوں نے یتیم بنا دیا۔ ان بچوں کی آہ ضرور رنگ لائے گی۔ وہ قہر خداوندی سے نہیں بچ سکیں گے۔

اسپتالوں میں رقت انگیز مناظر

دِل خون کے آنسو رو پڑا

روح کانپ اٹھی لوگ اپنے پیاروں کی لاشیں اور زخمی حالت میں دیکھ کر دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے ایک لاش کا منہ دو حصوں میں تقسیم تھا ایک لاش پاؤں اور ہاتھ سے محروم تھی پانچ مقامات پر بموں کے خوفناک دھماکوں نے سیکڑوں انسانوں کو زخمی کر دیا اور اسّی سے زیادہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا بھٹائی اسپتال میں رکھی ہوئی بے گور و کفن لاشوں کی قطار کس میں ہمت ہے جوان مرگ گزرنے والے قیامت صغریٰ کا منظر کو من و عن قلم بند کر سکے کراہتے ہوئے زخموں کی بھی حالت ناقابل بیان کسی کے چہرے لہولہان کسی کا جسم چھلنی اور اس سے ٹپکتا ہوا لہو سوال کر رہا تھا کہ جمہوریت کے ٹھیکے دارو دن رات اس کی تسبیح پڑھنے والو عوام کی حکمرانی کا دعویٰ کرنے والو غریبوں کے نام پہ اقتدار حاصل کرنے والو کتنے لخت جگر تم نے اس دھرتی پہ قربان کئے ہمیشہ غریب کو ہی اپنے اقتدار کی بھینٹ چڑھایا کبھی استحصال ختم کرنے کا نعرہ لگایا اور انہیں کا استحصال کروایا لسانی بارود کی چتا جلا کر مسلمانوں کو اس میں جھونکوایا جوشیلی تقریر دے غریبوں کا لہو گرمایا پھر مسلمان کو مسلمان سے لڑوایا لاشوں کے ڈھیر پہ بیٹھ کر شام غریباں بپا کی خوبصورت الفاظوں کے ہیر پھیر سے اپنے عزائم کو چھپایا لیکن وہ ہی بہتر جانتا ہے جس نے تخلیق کیا اپنی کائنات کو جب رب قدیر کی رحمت جوش میں آئے گی تو لاشوں کی سیاست کے سمندر میں اپنے بندوں کی ہلاکت کے سامان کرنے والوں کو ہی اس میں غرق کرے گا چاہے وہ بر سر اقتدار ہو یا طالب اقتدار جب ظلم ہوتا ہے بندہ مزدور پہ غریب پر دہقان پہ یا انسان پہ آہنی ہاتھ آہنی شکنجے کی بات کی جاتی ہے لیکن یہ نپے تلے خوبصورت بیانات کا اثر انسانیت کے قاتلوں کو متاثر نہ کر سکا اگر متاثر ہوئے تو شہر گاؤں دیہات اور ان میں رہنے والے غریب ایک ماں ایک بیوی ایک بہن اور ایک بیٹی بن کر اگر ہمارے وزیر اعظم سوچیں تو پورا پاکستان ان کا گھر اور اس میں بسنے والے سارا ان کا کنبہ پھر گاؤں یا شہر کا فرق مٹ جائے گا۔

AHWAL Weekly Regd. NO M-476. AUGUST 02 TO 08 1990.